سیرت غوث الاعظم بعد وصال

جلال الدین ڈیروی چشتی سیالوی

تقدیم: سید محمد فاروق القادری ایم اے

سیرت بعد وصال

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ

از

جلال الدین ڈیروی چشتی سیالوی

تقدیم

سید محمد فاروق القادری ایم اے

دارالفیض گنج بخش

لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر ۵۰

مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

کتاب۔۔۔۔۔۔ سیرت بعد وصال حضرت غوث اعظم
مؤلف۔۔۔۔۔۔۔جلال الدین ڈیروی چشتی سیالوی
تقدیم۔۔۔۔۔۔۔۔سید محمد فاروق القادری ایم اے
ناظم اشاعت۔۔۔۔۔میاں محمد ریاض ہمایوںؔ سعیدی
اہتمام۔۔۔۔۔۔۔۔حکیم محمد سلیم مرتضائی
تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔گیارہ سو
سن اشاعت۔۔۔۔۔۔۔ذی القعدہ ۱۴۳۱ھ نومبر ۲۰۱۰ء
ہدیہ۔۔۔۔۔ایصال ثواب امت رسول اللہ ﷺ

حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے گیارہویں سالانہ عرس مبارک ذی القعدہ ۱۴۳۱ھ نومبر ۲۰۱۰ء کے موقع پر تقسیم کی جارہی ہے۔
بیرون جات کے حضرات تیس روپے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

ملنے کے پتے

دار الفیض گنج بخش

☆55۔حکیم محمد موسیٰ روڈ (ریلوے روڈ) حضرت لاہور
فون:042.37671389

☆حکیم محمد سلیم مرتضائی، مرتضائی دواخانہ، بالمقابل جامع مسجد اسلامیہ کالج سرگودھا روڈ۔فیصل آباد

بیاد

حضرت شیخ سید علی بن عثمان ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ العزیز جنہوں نے برصغیر ہند میں ۱۰۴۱ تا ۱۰۷۱ عیسوی میں اسلامی تعلیمات کو پھیلایا۔ ان کا در فیض آج بھی کھلا ہوا ہے۔ نیاز مندان داتا گنج بخش اپنے دامن میں گوہر مراد بھر کر لے جاتے ہیں اور اپنی زبان قال وحال سے یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

بفیضان نظر

لاہور کے ''مستور الحال'' درویش حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے عشق رسول ﷺ کا علم تھامے رکھا، محبت رسول کی شمع کو روشن رکھا، فکر رضا کو ایک عالمی تحریک بنایا، کتاب کی خوشبو کو پھیلا کر علم وعرفان کو عوام وخواص تک پہنچایا۔ فیض موسوی آج بھی جاری ہے۔ تلاش وجستجو کے متوالے ان کے مخزن علم سے برابر مستفید ہو رہے ہیں:

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

عرضِ مؤلف

مدت سے آرزو تھی کہ غوثِ اعظم حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر چند صفحات لکھنے کی سعادت حاصل ہو جائے لیکن اپنی کم علمی کی وجہ سے اس عظیم شخصیت پر قلم اٹھانے کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ الحمدللہ، یہ مبارک آرزو بالآخر پوری ہوگئی اور حضور غوثِ پاک کی سوانح لکھنے والوں کی فہرست میں فقیر کا نام بھی شامل ہو گیا ہے۔

اس مقالہ کی تیاری کے سلسلے میں زیادہ تر مواد محترم میاں زبیر احمد علوی گنج بخشی قادری ضیائی مدظلہ العالی اور جناب میاں محمد ریاض ہمایوں سعیدیؔ نے فراہم کیا جب کہ حضرت قاری حسن علی ناظم جامعہ اسلامیہ مہریہ پہاڑ پور اور جناب حکیم محمد جان غوشیہ دواخانہ پہاڑ پور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان نے بھی مدد فرمائی، راقم ان حضرات کا تہہ دل سے مشکور ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

جلال الدین ڈیروی چشتی سیالوی
رحمانی خیل، تحصیل پہاڑ پور، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

جان ڈالی ہے ترے نام نے افسانے میں

دور حاضر کے نامور صوفی
اور محقق حکیم اہل سنت حکیم
محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ
نے ________ بے شمار نوجوانوں کی طرح
مجھے بھی علم کے فروغ اور
مشرب عشق و محبت کے
مشن کی تبلیغ پر لگایا تھا۔
میں اپنی تمام کدو کاوش
انہی کی نذر کرتا ہوں:

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من
کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر مانند

منقبت

غوثِ اعظم حامی بر ناؤ پیر
غوث اعظم بیکسوں کے دستگیر

غوث اعظم پیشوائے اولیاء
سب کی گردن پر قدم ہے آپ کا

غوث اعظم عالم علم لدن
غوث اعظم دافعِ رنج و محن

شانِ اہل بیت قائم آپ سے
عزت اسلام دائم آپ سے

واقف سر حریم کبریا
ناز جس کے خود اٹھاتا ہے خدا

نام تیرا حرز جانِ موماں
سب بلیات جہاں سے ہے اماں

قادری منسوب ہوں مغفورؔ ہوں
ہر دو عالم میں جبھی منصور ہوں

سید سیف الدین مغفورؔ القادری علیہ الرحمۃ
شاہ آباد شریف

تقدیم

چراغ زندہ ے خواہی در شب زندہ داراں زن
کہ بیداریٔ بخت از بخت بیداراں شود پیدا

ہمارے جلیل القدر اسلاف نے شیخ الاسلام والمسلمین، حجۃ اللہ علی العالمین، قطب الاقطاب، غوث اعظم محی الدین ابومحمد عبدالقادر الحسنی والحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوانح نگار اور منقبت خوانوں کی فہرست میں شامل ہونے کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دور سے آج تک بیشتر علمائ، صوفیہ، مؤرخین، محدثین اور شعراء نے پہلو بدل بدل کر آپ کی سیرت، سوانح، منفرد انداز تبلیغ اور اس کے نتائج، شریعت و سنت کے احیاء اور غلبے کے بارے میں آپ کی لاثانی تحریک، آپ کے مقام و مرتبے، رفعت شان، تصرفات اور علمی جلالت کے بارے میں سیکڑوں نہیں، ہزاروں کی تعداد میں کتابیں لکھی ہیں، اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے گویا:

ما طفل کم سواد و سبق قصہائے دوست
صد بار خواندہ و دگر از سر گرفتہ ایم

محب گرامی جلال الدین ڈیروی صاحب کی یہ کتاب بھی اسی مبارک سلسلے کی ایک کڑی ہے، اس کتاب کو سوانح حیات کی بجائے آپ کے فضائل و مناقب، اساطین امت کے آپ کے حضور نذرانہ ہائے عقیدت و محبت بعد از وصال آپ کے فیوض وتصرفات اور علمی و روحانی دنیا میں آپ کے مقام و مرتبے کا خوبصورت مرقع کہنا زیادہ

مناسب ہے، میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اختصار کے ساتھ آپ کے سوانح حیات، علمی مرتبے، جلالت شان اور آپ کے تبلیغی نتائج سے متعلق کچھ اشارات پیش کروں۔

آپ ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں طبرستان کے قصبے جیلان میں پیدا ہوئے، پدری سلسلہ نسب سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبکہ مادری سلسلہ نسب سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ ۴۸۸ھ میں تعلیم کی خاطر بغداد پہنچے جو اس وقت علوم وفنون کا مرکز، نامور علماء ومشائخ کا مسکن اور حکومت اسلامیہ کا دارالسلطنت تھا۔ بغداد آنے کے بعد آپ نے پانچ عباسی حکمرانوں کا زمانہ دیکھا جن کی تفصیل یہ ہے:

خلیفہ مستظہر باللہ	۴۸۷ھ	تا	۵۱۲ھ
خلیفہ مسترشد باللہ	۵۱۲ھ	تا	۵۲۹ھ
خلیفہ راشد باللہ	۵۲۹ھ	تا	۵۳۰ھ
خلیفہ مقتفی لامر اللہ	۵۳۰ھ	تا	۵۵۵ھ
خلیفہ مستنجد باللہ	۵۵۵ھ	تا	۵۶۶ھ

روحانی علوم کی خاطر آپ نے حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم الدباس سے رابطہ قائم کیا جو مشہور شیخ طریقت تھے۔ بعد میں تکمیل کے لیے شیخ ابوسعید مبارک المُخَرَّمِی سے وابستہ ہوگئے اور بیعت کر کے ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی سے پوچھا گیا: وہ کیا چیز ہے جو آنحضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے حاصل کی اور پھر آپ سے سلسلہ بہ سلسلہ لوگ حاصل کررہے ہیں؟

فرمایا: علم اور ادب (۱)

آپ نے ملت اسلامیہ کے سیاسی، اخلاقی اور دینی حالات کا جائزہ لے کر طے کیا کہ کسی بڑے اور دوررس انقلابی اقدام کے بغیر اصلاح ناممکن ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے شیخ کے مدرسہ لطیفیہ واقع باب الازج کو مرکز بنا کر تعلیم وتدریس، وعظ ونصیحت، ارشاد وتلقین، فتویٰ نویسی، تصنیف وتالیف اور تزکیہ نفس کے لیے باقاعدہ خانقاہی تربیت

۱۔ قلائد الجواہر: ۵

کے سارے کام بیک وقت شروع کر دیئے۔ آپ تیرہ مختلف علوم میں درس پڑھایا کرتے تھے۔ ابتدا میں شافعی مسلک (۱) اور آخر میں حنبلی مسلک پر فتویٰ دیتے تھے۔

آپ کے فرزند شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میرے والد گرامی نے چالیس سال منبر پر وعظ و نصیحت اور حقائق و معارف کا درس دیا۔ یہ زمانہ ۵۲۱ھ سے ۵۶۱ھ تک کا ہے۔ (۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا بیان ہے کہ

"حضرت کی مجلس کبھی یہود و نصاریٰ اور دوسرے غیر مسلموں سے جو مشرف باسلام ہوتے اسی طرح ڈاکوؤں، بدکرداروں، بدعتیوں اور دوسرے مذہبوں سے جو دست مبارک پر اسلام قبول کرتے یا توبہ کرتے، خالی نہ ہوتی"۔ (۳)

شیخ ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی کا بیان ہے کہ:

"آپ کے وعظ کی کوئی مجلس ایسی نہ تھی جس میں دو چار جنازے نہ اٹھتے ہوں۔" (۴)

حضرت شیخ کا اپنا بیان ہے کہ "یہود و نصاریٰ میں سے پانچ ہزار سے زیادہ آدمی میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے جبکہ ایک لاکھ سے زائد چور، ٹھگ، ڈاکو، بدکردار اور بد مذہب میرے ہاتھ پر تائب ہوئے۔" (۵)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

آپ کی مجلس وعظ میں چار سو آدمی قلم دوات لیے منتظر ہوتے، آپ جو کچھ ارشاد فرماتے اسے فوراً لکھ لیتے"۔ (۶)

"تلقین وارشاد کی یہ محفلیں روایتی جلسوں کی خالی خولی مجلسیں نہ تھیں بلکہ ان کے اندر اس دور کے مسلمانوں میں پیدا ہونے والی تمام بیماریوں کے لیے دارو ئے شفا موجود تھا، اس سے مسلم معاشرے کو یہ فائدہ پہنچا کہ مسلمانوں پر فتوحات کی کثرت، مال و دولت کی

۱۔ الطبقات الکبریٰ: ۱/۱۰۹ ۲۔ خلاصۃ المفاخر: امام یافعی ۳۔ اخبار الاخیار: ۱۳
۴۔ خلاصۃ المفاخر ۵۔ قلائد الجواہر: ۱۹ ۶۔ اخبار الاخیار: ۱۳، ۱۴

یل پیل اور دنیا پر سیاسی غلبے کا جونشہ سوار ہو گیا تھا اور اس سے بد مستی کی کیفیت پیدا ہونے لگی تھی۔ دوبارہ خشیت الٰہی ، رجوع الی الحق، دینی ذوق وشوق، احساس ذمہ داری اور آخرت کی جواب دہی ایسے اوصاف سے بہرہ ور ہو گئی اور اس سے اس کی طبعی عمر میں اضافہ ہو گیا:۔

ذوق عبادت کے بارے میں شیخ ابوالفتح بردی کا بیان ہے کہ:

''میں چالیس سال حضرت شیخ کی خدمت میں رہا۔اس دوران آپ ہمیشہ صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھتے رہے۔ یوں بھی آپ ہمیشہ باوضو رہتے۔وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضوادا فرماتے۔تمام رات نوافل اور اوراد و اشغال میں مصروف رہتے اور نماز فجر باہر آکر باجماعت پڑھتے۔ایک دفعہ خلیفہ وقت رات کو زیارت کی خاطر آیا مگر نماز فجر سے پہلے باریابی نصیب نہ ہو سکی۔''(۱)

جبائی کا بیان ہے:

''ایک دفعہ آپ نے مجھ سے فرمایا: میں نے تمام اعمال کے بارے میں تحقیق کی ہے۔کھانا کھلانے سے بڑا عمل اور حسن اخلاق سے بڑی نیکی میں نے نہیں دیکھی۔ میری خواہش ہے کہ اگر ساری دنیا میری ہتھیلی پر رکھ دی جائے تو میں اس سے بھوکوں کو کھانا کھلا دوں۔''(۲)

آپ کا غلام مظفر تھال میں روٹیاں لے کر دروازے کے باہر کھڑا رہتا اور آواز دیتا رہتا کسی کو روٹی کی ضرورت ہو؟ کوئی رات گزارنا چاہتا ہو؟ کسی کو کوئی اور تکلیف ہو تو بتائے۔کوئی ہدیہ آتا تو سارے کا سارا یا بعض اوقات اس کا زیادہ حصہ حاضرین میں تقسیم فرما دیتے۔

آپ کی ذاتی خوراک اس گندم سے تیار کی جاتی جو آپ کے بعض اصحاب ہر سال آپ کے لیے کاشتکاری کر کے رزق حلال کے طور پر مہیا کرتے وہ لوگ اسے خود پیستے اور آپ کے لیے چار پانچ روٹیاں پکاتے، جو دن کے آخری حصے میں آپ کی خدمت میں

۱۔الطبقات الکبریٰ:۱/۱۱ ۲۔قلائد الجواہر:۸

لائی جاتیں۔آپ ان میں سے ایک ایک ٹکڑا تمام حاضرین میں تقسیم فرما دیتے اور تھوڑا حصہ اپنے لیے رکھ لیتے۔(۱)

ابو عبداللہ محمد بن خضر بن عبداللہ حسینی کا بیان ہے کہ:

''میں نے تیرہ سال حضرت شیخ کی خدمت میں گزارے، اس دوران آپ نہ تو کسی بڑے آدمی کے لیے کھڑے ہوئے نہ کسی حاکم کے دروازے پر گئے، نہ کبھی کسی حاکم کی مسند پر بیٹھے اور نہ کبھی ان کے دسترخوان سے کچھ کھایا۔آپ بادشاہوں اور حکام کے پاس جانا گناہ سمجھتے تھے، اگر کبھی خلیفہ یا وزیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ ان کے آنے سے پہلے اٹھ کر دولت خانہ تشریف لے جاتے تا کہ ان کے لیے اٹھنا نہ پڑے، وہ آ کر بیٹھ جاتے تو آپ برآمد ہوتے۔ان سے سخت اور درشت لہجے میں گفتگو کرتے اور انہیں تلقین و نصیحت میں مبالغہ کرتے وہ آپ کے ہاتھ چومتے اور مؤدب ہو کر عاجزی سے بیٹھتے۔اگر کبھی خلیفہ کو خط کی نوبت آتی تو اسے لکھتے: عبدالقادر تجھے فلاں کام کا حکم کرتا ہے اور اس کا حکم تجھ پر نافذ ہے، وہ تیرا پیشوا ہے اور تجھ پر حجت ہے۔خلیفہ کے پاس پہنچتا تو وہ اسے چومتا اور کہتا بلاشبہ شیخ نے سچ فرمایا ہے۔''(۲)

اس قدر رفعت اور جلالت شان کے باوجود آپ حد درجہ متواضع اور منکسر المزاج تھے۔شیخ ابوالمظفر جرادہ کا بیان ہے کہ:

''آپ سے زیادہ بلند اخلاق، فراخ حوصلہ، کریم النفس، نرم دل اور عہد دوستی نبھانے والا شخص میری نظر سے نہیں گزرا۔اس قدر جلالت شان، عظمت اور وسعت علم کے باوجود بچوں کے ساتھ ٹھہر جاتے، بڑوں کی عزت کرتے، سلام میں پہل کرتے، کمزوروں کے پاس اٹھتے بیٹھتے، غریبوں کے ساتھ تواضع اور انکساری سے پیش آتے۔آپ کبھی کسی وزیر یا بادشاہ کے دروازے پر نہیں گئے۔''(۳)

الامام الحافظ محمد بن یوسف البرزالی الاشبیلی آپ کی پروقار شخصیت کا مرقع ان لفاظ میں کھینچتے ہیں۔

۱۔قلائد الجواہر:۱۱،۱۲ ۲۔خلاصۃ المفاخر ۳۔ قلائد الجواہر:۱۹

"آپ علماء، فقراء اور عوام کا مرجع تھے، وہ اکابر اسلام کے ایک رکن تھے۔ سب لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا مستجاب الدعا تھے۔ اگر خوف یا رقت کی کوئی بات ہوتی تو فوراً آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہمیشہ ذکر وفکر میں مشغول رہتے۔ رقیق القلب، خنداں رو، کریم النفس، فراخ دست، وسیع العلم، پاکیزہ اخلاق اور عالی نسب تھے۔ عبادات اور مجاہدے میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔"(۱)

اس مسئلے پر اکثر صوفیہ اور علماء کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سوا حضرت شیخ سب زمانوں کے اولیاء کے سردار ہیں، معاصرین، اولین اور آخرین سب کے سب آپ کے فیض یافتہ اور آپ ہی کے تابع ہیں۔(۲)

اسی جلالت شان کی طرف آپ نے اس مشہور کلمے سے اشارہ فرمایا ہے:

قدمي هذه على رقبة كل ولی الله

شیخ ماجد کردی کا بیان ہے کہ "جس وقت آپ نے یہ کلمہ فرمایا اس وقت روئے زمین پر کوئی ایسا شیخ اور ولی نہ تھا جس نے اپنا سر نہ جھکایا ہو۔"(۳)

مولانا جامی کا بیان ہے کہ:

"جس وقت حضرت والا نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے دل پر تجلی ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے ملائکہ مقربین کی ایک جماعت آپ کے لئے خلعت لیے آئی جو اولیائے متقدمین ومتاخرین کی موجودگی میں انہیں پہنائی گئی۔ زندہ اولیاء تو اپنے اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور جو وصال پا چکے تھے ان کی ارواح موجود تھیں اور اس وقت ملائکہ اور رجال الغیب نے مجلس کو گھیرے میں لیے ہوئے تھا اور ہوا میں صف بستہ کھڑے تھے۔ اس وقت روئے زمین کا کوئی ایسا ولی نہ تھا جس نے اپنی گردن نہ جھکالی ہو۔ ایک عجمی نے تواضع سے کام نہ لیا تو اس کا حال محو ہو گیا۔"(۴)

۱۔ قلائد الجواہر: ۲۔ مقدمہ قصیدہ غوثیہ از حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ۳۔ قلائد الجواہر: ۲۴
۴۔ نفحات الانس: مولانا جامی: ۳۳۳۔ ۳۳۴

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی آپ کی جلالت شان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اولیائے امت اور ارباب سلاسل میں سے راہ سلوک کی تکمیل کے بعد جو اس نسبت کی طرف سب سے زیادہ مائل اور اس مرتبہ پر بدرجۂ اتم فائز ہوئے ہیں وہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی ہیں۔ اسی لیے مشائخ نے کہا ہے کہ وہ اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔''(۲)

اس دور کے کچھ مکتبی مولویوں نے اپنی سرشت ع ''دین ملا فی سبیل اللہ فساد'' کے مطابق آپ کے اس خداداد منصب سے انکار کرتے ہوئے کھلم کھلا غوث اعظم کی توہین و تنقیص تک بات جا پہنچائی ہے جنہیں یہ مولوی حضرات گستاخ اور بے ادب کہتے نہیں تھکتے اتنی جرأت تو انہیں بھی نہیں ہوتی۔ سچ ہے:

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

شیشے کے مکانوں میں بیٹھ کر پتھر پھینکنے والوں کو احساس ہونا چاہیے کہ شریعت و سنت کی کڑی کمان پر کسنے کا عمل انتہائی غیر جانبداری سے شروع ہوا تو میزان سنت پر ہر اعتبار سے پوری اترنے والی جو قلیل جماعت بالخصوص ہمارے خانقاہی سلسلوں میں بچے گی، اس کا سر خیل اور پیشوا سوائے غوث اعظم سیدنا عبد القادر جیلانی کے اور کوئی نہیں ہوگا۔ ہمارا تعلق خود خانقاہی سلسلے سے ہے، مگر ہمیں یہ اعتراف کرنے، میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی کہ ہمارے بیشتر خانقاہی سلسلوں میں کورانہ تقلید اور پیر برائے خدا نہیں بلکہ پیر ہی منزل مقصود کا عملی سلسلہ چل پڑا ہے۔

تصنیف و تالیف، خصوصی مجالس و محافل اور وعظ و تقریر سے سوسائٹی کے مخصوص طبقے اصلاح پذیر ہوتے رہے ہیں اور یہ تعداد مصلح اور داعی کی شخصیت کے مطابق ہر دور میں گھٹتی بڑھتی رہی ہے۔ البتہ ایسے نفوس قدسیہ بہت تھوڑے ہیں جنہوں نے

۱۔ ہمعات: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: ۶۱

اپنی غیر معمولی صلاحیت، عبقری دل و دماغ اور اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و احسان سے معاشرے اور سوسائٹی کے ہر طبقہ خیال کی اصلاح کی ہے۔ یہی وہ حضرات ہیں جنھوں نے وقت اور حالات کی رفتار کو روک کر اس کے رخ بدلے ہیں۔ اگر قدرت فیاضی سے وقتاً فوقتاً ایسے نفوس نہ بھیجتی تو انسانیت کی بغیر بریکوں والی یہ گاڑی کسی ہمالہ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتی۔

مگر سیدنا عبد القادر جیلانی نے جس منفرد انداز سے کتاب و سنت کی حاکمیت، شریعت کی بالادستی اور تمام امور میں مدار و معیار صرف شریعت کو ٹھہرانے کا جو نعرہ بلند کیا اپنی کشش، جاذبیت، اور زبان کی تاثیر کی وجہ سے اس کے اثرات تمام عالم اسلام میں محسوس کئے گئے۔ آپ نے فلسفیانہ مباحث، منطقی طرز استدلال اور عقلی موشگافیوں کے برعکس قرآن مجید کا سادہ، فطری اور دل نشیں طریق اختیار کیا، یونانی علوم اور کلامی بحثوں میں الجھے ہوئے معاشرے کے لیے یہ آواز پیغام رحمت ثابت ہوئی۔ یوں لگتا تھا جیسے لوگ اس دلکش اور زندگی بخش آواز سننے کے لیے بے قرار تھے۔

صوفیہ کی تزکیۂ نفس اور صفائے باطن کی تحریک بلاشبہ اسلام کی روح، قرآن کی جان اور ایمان کی حقیقت تھی، مگر یہاں تک پہنچتے پہنچتے اس کے طور طریقوں میں تبدیلیاں رونما ہو گئی تھیں۔ بالخصوص عراق، ایران اور ہندوستان میں ضرورتاً اور مصلحتاً یا پھر غیر شعوری طور پر ان علاقوں کے مخصوص سیاسی، سماجی اور تہذیبی اثرات سے متاثر ہو گئی تھی۔ اندیشہ تھا کہ اگر یہ تحریک اسی طرح چلتی رہتی تو شاید پٹڑی سے اتر جاتی۔ غوث اعظم کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ انہوں نے حالات، گرد و پیش، مصالح اور ضروریات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انتہائی شدت اور سختی کے ساتھ دوبارہ کتاب و سنت پر پوری طرح عمل پیرا ہونے اور تمام امور میں اسے واحد مدار و معیار قرار دینے کا بلند آہنگ نعرہ لگایا، اگرچہ علماء و فقہا کا بھی یہی نعرہ تھا مگر اس کے پیچھے حضرت جیلانی کی سی کوہ گراں شخصیت نہ تھی۔ آپ نے اتباع سنت، ذکر و فکر، باطن کے ساتھ ظاہر کی آراستگی کا وہ غلغلہ برپا کیا اور نماز، روزہ، ذکر بالجہر اور تلاوت قرآن سے وہ کام لیا جو بعض مشائخ سماع وغیرہ کے سہارے لے رہے

تھے۔

آپ کی کتابوں میں حکایات، اشعار، اقتباسات اور تمثیلی رنگ اختیار نہیں کیا گیا۔ دوٹوک، صاف اور مدلل بات کی گئی ہے، گویا آپ کی تصانیف میں نتائج اور حقائق کا بیان ہے۔ ’’فتوح الغیب‘‘ آپ کی سب سے اہم تصنیف ہے، اس کی ہر ہر سطر ’’از دل خیزد و بر دل ریزد‘‘ کے مطابق بے چین روحوں کی شفا، بے قرار طبیعتوں کا سکون اور شک و ارتیاب والے دلوں کا مرہم ہے۔ اگر آپ کی ساری تحریک کو دو لفظوں میں بیان کیا جائے تو وہ یہ ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ مسلمان قوم کو رجوع الی اللہ کا سبق دینے کی دلفریب داستان ہے۔

الغرض غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کو شہرستان تصوف و روحانیت کی ایسی حکمرانی حاصل ہے جس میں کوئی اور آپ کا شریک نہیں ہے۔ آپ بنہاد قدم بر قدم سرور عالم کی بے مثال تصویر، علم کی آبرو، اتباع سنت کے پیکر اور زہد و عبادت کا فخر ہیں۔ کیا خوب فرمایا ہے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے کہ:

نامد ز سلف عدیل عبد القادر
ناید بخلف بدیل عبد القادر
مشکل گر ز اہل قرب جوئی گوئی
عبد القادر مثیل عبد القادر

محب گرامی جلال الدین ڈیروی نے آپ کی جامع کمالات ہستی کے ایک نئے پہلو سے روشناس کراتے ہوئے غوثیہ لٹریچر میں گرانقدر اضافہ کیا ہے۔ میکدۂ موسوی کے ساقی اور حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ کے جانشین محبی میاں زبیر احمد قادری ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے یہ تحفہ قارئین تک پہنچایا ہے۔

سید محمد فاروق القادری ایم اے
سجادہ نشین خانقاہ قادریہ شاہ آباد شریف۔ گڑھی اختیار خاں

۲۹/اگست ۲۰۱۰ء

اولیاء اللہ اور مخالفینِ اہل سنت

آج کل بعض کم فہم حضرات، اولیاء اللہ کے عقیدت مندوں کو بلا سوچے سمجھے مشرک و بدعتی کہہ دیتے ہیں، ایسے بدقسمت لوگوں کا تعاقب کرتے ہوئے جماعت اسلامی اور علمائے دیوبند کے سرکردہ راہنما کہتے ہیں کہ:

بدعت، بدعت ایک رٹ ہے جو مسئلہ کی نزاکتوں کا ادراک کئے بغیر لگائی جارہی ہے۔(مولوی عامر عثمانی ایڈیٹر ماہنامہ ''تجلی'' دیوبند)۔١

۔بعض کے منہ پر 'شرک' اور 'بدعت' کے لفظ ہیں، اپنی خواہش کے خلاف جو بات دیکھی 'شرک' اور 'بدعت' کا فتویٰ لگا دیا۔(مولوی احمد علی لاہوری)۔٢

خوفِ خدا سے بے نیاز لوگ ان خوش عقیدہ خدامِ بزرگانِ دین کے علاوہ خود اللہ کے نیک بندوں کے متعلق بھی نامناسب الفاظ استعمال کر کے علمائے دیوبند کے ان فتووں کی زد میں آتے ہیں:

۔بزرگوں کی شان میں ادنیٰ بے ادبی بھی موجبِ محرومیِ برکاتِ باطنی ہے۔
(مولوی اشرف علی تھانوی)۔٣

۔اولیاء اللہ کی مخالفت اور دشمنی سوء خاتمہ کا باعث بنتی ہے، جو شخص اولیاء اللہ کا گستاخ اور بے ادب ہو، وہ دولتِ ایمان اور نورِ ایمان سے محروم ہو کر مرتا ہے۔
(مولوی اللہ یار خان)۔٤

ان مثبت خیالات کے اظہار کے باوجود مسلمانوں میں عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ علمائے دیوبند اولیاء اللہ کی شان وعظمت بیان کرنے میں بُخل سے کام لیتے ہیں جب کہ اس مکتبِ فکر کے ایک مولوی محمد عبداللہ درخواستی صاحب فرماتے ہیں:

''لوگ کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں کو نہیں مانتے، میرا اور میرے بزرگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جب تک بزرگ ہوں گے، دنیا باقی ہوگی، جب دوستانِ خدا ختم ہو جائیں گے تو دنیا ختم ہو جائے گی۔''۔۵

درخواستی صاحب کی نظر سے شاید اپنے مکتبِ فکر کے بعض علماء کے وہ ''ارشادات'' نہیں گزرے ہیں جن سے ان کے اس دعویٰ کی تردید ہوتی ہے۔لیکن ہم کسی مناظرانہ بحث میں الجھے بغیر مولوی صاحب کی تائید میں ان کے ہم خیال رہنماؤں کے عقائد مختلف عنوانات کے تحت بلا تبصرہ پیش کرتے ہیں تا کہ اگلے صفحات میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے پناہ مقبولیت، کمالات اور تصرفات کے جو واقعات پیش کئے گئے ہیں، ان کی شرعی حیثیت پر کوئی اعتراض نہ کرسکے اور مسلمانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ چند متشدد افراد کو چھوڑ کر ان مسائل کی حد تک سُنی علماء ومشائخ اور ان کے مخالفین کے مابین کوئی اختلاف موجود نہیں۔

بیعت بعد وفات

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ ایک شخص حضرت محمد بن ابی بکر الحکمی کی خدمت میں رہنے کے واسطے آیا تھا مگر ان کی وفات ہو چکی تھی، آپ قبر سے نکلے اور اسے بیعت کرلیا۔(مولوی اشرف علی تھانوی)۔۶

صاحبزادہ عبدالحلیم صاحب شیرانی کی عمر بیس سال کے لگ بھگ ہوگی کہ والد ماجد کا سایۂ شفقت سر سے اٹھ گیا مگر معلوم ہوتا ہے کہ روحانی توجہات کا سلسلہ ہر حال رہا۔ چنانچہ آپ کی وفات کے دو چار سال بعد جب حُسنِ اتفاق سے سیدی و

مولائی وسیلۃ یومی وغدی حضرت نورالمشائخ صاحب مجددی فاروقی کابلی قدس اللہ سرہٗ ڈیرہ اسماعیل خان وارد ہوئے تو مسلسل تین رات تک خواب میں آپ کو اپنے والد ماجد نے ہدایت فرمائی کہ آپ ان سے بیعت ہوجائیں، آپ حضرت کے دامن سے وابستہ ہوئے اور ذکر وفکر وشغلِ عبادت میں ہمہ تن منہمک ہوئے۔ ۷

چونکہ منشی (رحمت علی) صاحب کو ابتدا سے حضرت پیرانِ پیر عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ (۸) کے ساتھ خاص محبت وعقیدت تھی۔ اس کی بدولت ان کے شیخ کے ساتھ ایسا تعلق ہوگیا تھا کہ اکثر مہمات کے وقت حضرت شیخ خواب میں تشریف لاتے اور رہبری فرمایا کرتے تھے، نیز محبت کا ثمرہ تھا کہ زمانہ ناواقفیت (مولوی رشید احمد گنگوہی سے ناواقفیت کے زمانہ) ہی میں اس کی تمنا تھی کہ کسی شیخ کا دامن پکڑوں اور اللہ کا نام سیکھوں، حافظ محمد صالح صاحب دام مجدہ کی شاگردی کے زمانہ میں اکثر حضرت مولانا (رشید احمد گنگوہی) قدس سرہ کے محامد ومناقب ان کے کان میں پڑتے مگر یہ متاثر نہ ہوتے اور یوں خیال کئے ہوئے تھے کہ جب تک حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ خواب میں تشریف لاکر خود ارشاد نہ فرماویں گے کہ فلاں شخص سے بیعت ہو، اس وقت تک بطورِ خود کسی سے بیعت نہ کروں گا، اسی حالت میں ایک مدت گزر گئی کہ یہ اپنے خیال پر جمے رہے۔ آخر ایک شب حضرت پیرانِ پیر قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شیخ نے یوں ارشاد فرمایا کہ ''اس زمانہ میں مولانا رشید احمد گنگوہی کو حق تعالیٰ نے وہ علم دیا ہے کہ جب کوئی حاضر ہونے والا السلام علیکم کہتا ہے تو آپ اس کے ارادہ سے واقف ہوجاتے ہیں اور جو ذکر وشغل اس کے مناسب ہوتا ہے، وہی بتلاتے ہیں۔'' اس کے بعد ان کی آنکھ کھل گئی، دیکھا تو قلب میں ایک سکون اور طمانیت کا اثر موجود تھا، بایں ہمہ حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) کی طرف وہ میلانِ طبع نہ ہوا جو حاضری آستانہ پر مجبور بنا دیتا۔ چندروز بعد حضرت پیرانِ

پیر کی زیارت سے دوبارہ مشرف ہوئے اور پھر سہ بارہ اور چوتھی مرتبہ۔ غرض متواتر کئی بار یہی خواب نظر آیا کہ حضرت پیرانِ پیر ارشاد فرماتے ہیں "مولانا رشید احمد صاحب کو حق تعالیٰ نے دونوں علم پورے عطا فرمائے ہیں۔" نیز خواب ہی میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی ان کو زیارت کرائی گئی اور دکھایا گیا کہ "یہ شخص ہیں جن کی خدمت کا بار بار تم کو حکم دیا جاتا ہے۔" اس سے قبل ان کو حضرت کی زیارت کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ آخر سنہ ۱۹۰۲ء میں بعد نماز عید جبکہ دہلی میں دربار منعقد ہوا تھا، ان کو گنگوہ میں حاضری نصیب ہوئی اور جب حضرت کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی تو فوراً پہچان لیا کہ وہی ہیں جن کو خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت امام ربانی نے بھی ان کو بیعت کرنے میں تامل نہیں فرمایا۔ توبہ کرائی اور ذکر و شغل تعلیم فرمادیا۔ (مولوی محمد عاشق الٰہی میرٹھی)۔ ۹

ضروری نوٹ: یہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات محض اس لئے پیش کئے جارہے ہیں کہ مخالفین اہلسنت اپنے اکابر کی تحریروں کی روشنی میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی قوت کو تسلیم کرلیں ورنہ سچی بات یہ ہے کہ خود مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے "فتاویٰ رشیدیہ" میں اس قسم کے عقائد رکھنے والے شخص کو خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ (مرتب غفرلہٗ)

ہدایات

حضرت شیخ التفسیر (مولوی احمد علی لاہوری) سے عبداللطیف صاحب نے بیعت کی، مگر اسباق کی تکمیل نہ ہوسکی، اور اتفاق سے ملاقات بھی نہ ہوئی حتیٰ کہ ان کو حضرت کی وفات کا علم بھی نہ ہوا۔

ایک دن علم ہوا تو بڑا غم کیا اور خواب میں حضرت کی زیارت ہوئی، پوچھا: حضرت! میں نے تو آپ کو سبق سنانے تھے، حضرت نے فرمایا، ہم نے جتنے سبق سننے تھے، سن چکے، اب (مولوی) عبیداللہ (انور) کو سناؤ۔ خواب سے بیدار ہوکر یہ

عبداللطیف صاحب پریشان ہو گئے کہ یہ عبیداللہ کون صاحب ہیں۔ آخر لاہور گئے اور شیرانوالہ جا کے پوچھا کہ عبیداللہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ حضرت کے فرزند اور جانشین ہیں اور پھر خواب سنایا اور سبق بھی لیا۔(۱۰)

ایک بار حضرت (مولوی اشرف علی تھانوی) سفر کانپور سے واپس آئے تو مولانا (فتح محمد) کے داماد حافظ عصمت اللہ مرحوم نے جو حضرت کے بچپن میں ہم سبق رہے تھے، خواب میں مولانا (فتح محمد) کو دیکھا کہ وہ حضرت کے متعلق فرمارہے ہیں:

''وہ کانپور سے آئے ہیں، تم ان کی دعوت کیوں نہیں کرتے، دعوت کرو اور یہ جو مرغا گھر میں پڑا ہوا ہے، اسے ذبح کر کے کھلاؤ۔''

چنانچہ انہوں نے اُسی مرغے کو ذبح کر کے حضرت کی دعوت کی۔(۱۱)

۔ایک صاحب نے ایک پرچہ حضرت والا (مولوی اشرف علی تھانوی) کی خدمت بابرکت میں پیش کیا، ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ بڑا اچھا خواب ہے، کس کی قسمت کہ ایسے بزرگوں کی زیارت نصیب ہو، گو خواب ہی میں سہی، اور اہلِ مجلس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ انہوں نے جو خواب میں حضرت مولانا (رشید احمد) گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے اور چند بار دیکھا، حضرت مولانا نے ان کو یہاں آنے کی ہر بار میں تاکید فرمائی کہ اُس (تھانوی صاحب) کے پاس جا کر بیٹھا کرو۔(۱۲)

منبعِ فیض

(سید احمد بریلوی) صاحب جن قصبات میں تشریف لے گئے وہاں اب تک خیر و برکت ہے، گویا وہ ایک نورِ مستطیل تھے، جدھر گئے، وہ پھیل گیا۔(مولوی ذوالفقار علی دیوبندی)(۱۳)

۔خان صاحب نے فرمایا کہ جس زمانہ میں ملکہ کی تاجپوشی کا جلسہ ہوا، اس زمانہ میں مولوی محمد یعقوب صاحب دہلی میں تھے اور اکثر غائب رہتے تھے۔ میں

نے دریافت کیا کہ حضرت آپ کہاں غائب رہتے ہیں؟ فرمایا، مجھے حکم ہوا ہے کہ دہلی میں جس جس جگہ تمہارا قدم جائے گا، ہم اس جگہ کو آباد کردیں گے، میں اس لئے اکثر شہر اور حوالی شہر میں گشت کیا کرتا ہوں تاکہ ویران مقامات آباد ہوجاویں۔ خان صاحب نے فرمایا کہ اس جلسہ میں مولوی عبدالحق صاحب مؤلف تفسیر حقانی اور مولوی فخرالحسن گنگوہی بھی موجود تھے اور مولوی عبدالحق صاحب نے اس مقام کے آباد ہونے کی کیفیت مولوی ناظر حسن خان صاحب سے بیان کی اور کہا کہ جس جگہ اس زمانہ میں دربار ہوا تھا اور جہاں جہاں مولوی محمد یعقوب صاحب پھرے تھے وہ جگہ اکثر آباد ہوگئی ہے۔ (۱۴)

اولیاء اللہ کی روحانی قوت

اگر مسجد خواہ کچی ہو، اس کے اندر کوئی اللہ کا بندہ ہے، جس کی نظر کیمیا اثر ہے تو اس کی ایک نظر پڑ جانے سے بیڑا پار ہوجائے گا اور اس کی جوتیوں میں بیٹھنا دنیا دار کے لئے باعثِ فخر ہے۔ (مولوی احمد علی لاہوری) (۱۵)

۔ماں باپ عالمِ ملکوت سے اٹھا کر یہاں زمین پر لا پھینکتے ہیں اور کامل پھر عالمِ ملکوت میں پہنچا دیتا ہے۔ (مولوی احمد علی لاہوری) (۱۶)

علمِ بزرگانِ دین

محققین اور کامل (مضبوط) علماء کرام وفضلاء عظام کا موقف یہ ہے کہ علمِ غیب اور مکاشفہ تارک الدنیا اور فنافی اللہ اولیاء کرام کے لئے ثابت ہے، چنانچہ عین العلم کے مقدمۃ العلم کی ابتداء میں علم کی دو قسمیں یعنی علمِ معاملہ اور علمِ مکاشفہ بتائی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ علمِ مکاشفہ دل کا وہ نور ہے جس کے ذریعہ غیب دکھائی دیتا ہے اور یہ ثابت ہے کہ جب دلی نور پیدا ہوتا ہے تو دل کھل جاتا ہے یعنی غیب کو دیکھتا ہے۔

(الحدیث)(مولوی سید امیر المعروف حضرت جی صاحب کوٹھ شریف مرید سید احمد صاحب قائد تحریک بالاکوٹ)(۱۷)

اللہ کے ایسے بندے موجود ہیں جو انسان کی شکل دیکھ کر بتلا دیتے ہیں کہ اس کے اندر ایمان ہے یا نہیں، ایک کافر کو آپ کلاہ، لنگی اور شلوار پہنا دیجیے، وہ اس کا فوٹو دیکھ کر بتلا دیں گے کہ اس کے اندر ایمان نہیں ہے۔(مولوی احمد علی لاہوری)(۱۸)

لوگ کہتے ہیں کہ علمِ غیب انبیاء اور اولیاء کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ اہلِ حق جس طرف نظر کرتے ہیں، دریافت وادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے، اصل میں یہ علمِ حق ہے، آنحضرت ﷺ کو حدیبیہ و حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (کے معاملات) سے خبر نہ تھی، اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)(۱۹)

صوفی حبیب الرحمن صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جب حضرت ضیا معصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خان شاہِ کابل پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لئے قاضی جی (قاضی محمد سلیمان منصور پوری۔اہلحدیث) کو اپنے ساتھ لے لیا۔حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر مراقبہ کے لئے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو، ان سے الگ ہو جانا چاہئے۔ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلیمان بیٹھے رہو، ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے۔صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے۔(مولوی عبد المجید خادم سوہدروی)(۲۰)

توسل، مشکل کشائی

ایک صاحب نے پوچھا، کیا کسی کے توسل سے دعا مانگنا جائز ہے؟، مولانا (مودودی صاحب) نے جواب دیا، ناجائز تو نہیں لیکن مجھے اس میں کراہت سی محسوس ہوتی ہے۔ (۲۱)

توسل بالانبیاء والاولیاء جائز و مشروع ہے، (اہل فن کی) کتابوں میں توسل بالاعمال اور صاحبِ فضیلت ہستیوں کے وسیلہ بنانے کا جواز بھی آیا ہے، میرے والد محترم بھی دعا میں بحرمت سید المرسلین (ﷺ) اور بحرمت سید الابرار کہا کرتے تھے۔ بیت اللہ شریف، قرآن شریف اور اولیاء کرام مثلاً غوث الاعظم، کاکا صاحب، پیر بابا وغیرہ کا وسیلہ بنانا بھی جائز ہے اور ان کے توسل سے اللہ جل جلالہٗ سے دعا مانگنی جائز ہے۔ (مولوی نصیر الدین غور غشتوی) (۲۲)

حضرت میانجیو صاحب پیرو مرشد نے وفات کے وقت تشفی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے، فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا تھا۔ (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) (۲۳)

مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی نے بعد وفات بھی حضرت والا (مولوی اشرف علی تھانوی) سے عالمِ رؤیا میں فرمایا کہ ہم کو تو تمہاری طرف اب بھی ویسی ہی توجہ ہے جیسی حیات میں تھی۔ (خواجہ عزیز الحسن مجذوب) (۲۴)

حضرت (مولوی اشرف علی تھانوی) کے دفن ہونے کے بعد جو رات آئی، اس رات کو حضرت کے ایک مجاز بیعت نے جن کو خوابوں سے خاص مناسبت ہے، بعد نصف شب کے حضرت کو خواب میں دیکھا، حضرت نے فرمایا کہ: ''مجھے مردہ نہ سمجھو، میں زندہ ہوں، جس طرح میری حیات میں مجھ سے فیض لیتے رہتے تھے، فیض لیتے رہنا، فیض ہوتا رہے گا۔ (منشی عبدالرحمن) (۲۵)

والد صاحب کا اپنا بیان ہے کہ اگر کسی دن سحری کے وقت اٹھنے میں معمولی سی تاخیر ہو جاتی ہے تو خواب میں حضرت (مولوی احمد علی) لاہوری نظر آتے ہیں اور آپ اس لباس میں دکھائی دیتے ہیں جو سردیوں میں سیاہ جبہ اور عمامہ پہنا کرتے تھے اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ میاں جی، دیر ہو رہی ہے۔ (محمد یوسف عباسی) (۲۶)

مولانا حبیب الرحمن صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی اور مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی میں باہم معاصرانہ چشمک تھی اور اس نے بعض حالات کی بناء پر ایک مخاصمہ اور منازعہ کی صورت اختیار کر لی اور مولانا محمد حسن صاحب گو اصل جھگڑے میں شریک نہ تھے، نہ انہیں اس قسم کے امور سے دلچسپی تھی مگر صورتِ حال ایسی پیش آئی کہ مولانا بھی بجائے غیر جانبدار رہنے کے کسی ایک جانب جھک گئے اور یہ واقعہ کچھ طول پکڑ گیا۔ اسی دوران میں ایک دن علی الصباح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمود حسن صاحب کو اپنے حجرے میں بلایا (جو دار العلوم دیوبند میں ہے)، مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرے کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے، موسم سخت سردی کا تھا، مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو، مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیگ رہا تھا، فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تربتر ہو گیا اور یہ فرمایا کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے، بس میں نے یہ کہنے کے لئے بلایا ہے۔ مولانا محمود حسن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں، کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔

(مولوی اشرف علی تھانوی) (۲۷)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مرحوم نے فرمایا: جب اول اول مکہ مکرمہ آیا، فقر وفاقہ کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ نو روز تک بجز زمزم شریف کے کچھ نہ ملا۔ تین چار دن کے بعد بعض احباب سے قرض مانگا، انہوں نے باوجود وسعت انکار کیا، مجھے معلوم ہوا کہ یہ امتحان ہے، پس عہد کرلیا کہ اب قرض بھی نہ لوں گا اور ضعف سے یہ حالت تھی کہ نشست وبرخاست دشوار تھی، آخر نویں دن حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ عالم واقعہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے امداد اللہ! تم کو بہت تکالیف اٹھانے پڑے، اب تیرے ہاتھوں پر لاکھوں روپیہ خرچ مقرر کیا جاتا ہے۔ میں نے انکار کیا کہ یہ امانت بہت سخت ہے، ارشاد ہوا کہ اچھا تمہاری مرضی مگر اب مایحتاج خرچ تمہیں ملا کرے گا، تب سے بلامنت دیگرے مصاریف روزمرہ چلتے ہیں۔

(اشرف علی تھانوی، مولوی) (۲۸)

اس قدر قریب ونزدیک ہوتے ہوئے تجہیز وتکفین اور آخری حاضری کا اتنا قلق اور دلی افسوس وصدمہ تھا کہ بیان سے باہر، الحمد للہ چوتھے ہی دن خواب میں دیکھتا ہوں، شیخ (مولوی محمد زکریا مصنف ''تبلیغی نصاب'') کا وصال ہوگیا اور شیاطین وبلائیں بادل کی طرح ہمارے ادھر آرہی ہیں، ابھی کچھ دور ہی ہیں کہ میں خواب میں کہتا ہوں کہ بیشک ہمارے شیخ کا وصال ہوگیا اور اللہ کو پیارے ہوگئے، اولیاء اللہ دنیا سے تو بے شک چلے جاتے ہیں مگر ان کے فیوض وبرکات کا سلسلہ حیات ہی کی طرح موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ اتنے میں دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ نور کی صورت میں (جسد خاکی میں) بڑی تیز رفتاری سے سامنے سے ہماری طرف آرہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ تم نے بالکل صحیح کہا، ہمارا فیض حیات سے بھی زیادہ موت کے بعد قائم ودائم ہے اور فوراً ہی سارے شیاطین اور بلائیں ہوا اور بادل کی طرح چھٹ کر غائب ہوگئیں۔ (محمد ظفیر احمد) (۲۹)

کرامات

علمائے محققین نے لکھا ہے کہ جو کرامت اولیاء کا منکر ہے وہ کافر ہے۔

(ایم عبدالرحمن لدھیانوی)(۳۰)

کرامت موت کے بعد بھی ہوسکتی ہے۔(مولوی محمد یوسف لدھیانوی)(۳۱)

تصرف وکراماتِ اولیاء اللہ بعد ممات بحال خود باقی می ماند بلکہ در ولایت بعد موت ترقی می شود۔(مولوی رشید احمد گنگوہی)(۳۲)

اولاد کی بشارت:

موضع لکھوکی سے کچھ فاصلہ پر ایک جیمل نامی گاؤں تھا، جہاں کا سردار جلال الدین عرف جلّو بہت بڑا زمیندار اور کئی گاؤں کا مالک تھا۔ جلّو کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس نے کئی بیویاں کر رکھی تھیں مگر پھر بھی وہ اولاد سے محروم تھا۔ ایک بار اسے پتہ چلا کہ فیروز پور شہر میں ایک مستانہ ہے جو مجذوب ہے اور بالکل ننگ دھڑنگ رہتا ہے، وہ اس کے پاس گیا اور اس سے بیٹا مانگا۔ مجذوب بولا: نالائق! اگر بیٹا لینا ہے تو لکھوکی جا۔ جلّو نے دل میں کہا کہ وہاں تو سب وہابی ہی وہابی ہیں، بھلا وہاں بیٹا کیسے ملے گا۔ مجذوب نے کہا: نالائق! جاتا نہیں، تجھے بیٹا یہاں سے نہیں بلکہ وہاں سے ہی ملے گا۔ جلّو اس مستانہ کے ارشاد پر لکھوکی پہنچا اور مولانا عبدالرحمن صاحب (اہلحدیث) سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ مولانا عبدالرحمن صاحب نے۔۔۔ دعا فرمائی ،خدا کی قدرت، اگلے ہی سال اس کے ہاں فرزند نرینہ تولد ہوا۔ (مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی)(۳۳)

قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری جب حج کو جا رہے تھے تو فرمایا کہ عبدالعزیز کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا (یعنی اپنا پوتا)، اس کا نام معزالدین حسن رکھنا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (۳۴)

شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ جب بطن مادر میں تھے تو ان کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمۃ ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور مراقب ہوئے اور ادراک بہت تیز تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہاری زوجہ حاملہ ہے اور اس کے پیٹ میں قطب الاقطاب ہے۔ اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔ اسی لئے اصل نام تو قطب الدین احمد رکھا گیا اور اکثر تحریرات میں اس نام کو حضرت شاہ صاحب لکھتے بھی تھے اور مشہور ولی اللہ ہوئے۔

(مولوی اشرف علی تھانوی) (۳۵)

بوقت وصال آمد:

مرض الموت کے عینی شاہد لکھتے ہیں کہ جب مولوی ابراہیم بلیاوی کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے اپنے لڑکے کو مخاطب کر کے کہا:

''والد صاحب کھڑے ہیں تو ادب نہیں کرتا، حضرت مدنی کھڑے ہنس رہے ہیں اور بلا رہے ہیں۔ شاہ وصی اللہ صاحب آئے ہیں، مجھ کو اٹھاؤ''۔

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند) (۳۶)

۲۳ فروری (۱۹۶۲ء یوم وفات مولوی احمد علی لاہوری) کو نماز جمعہ سے قبل میری طبیعت کچھ خراب ہو گئی اور میں گیارہ بجے کے قریب لیٹ گیا۔ حالانکہ اس وقت لیٹنا میرے معمول میں نہ تھا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ میں لیٹا نہیں بلکہ لٹایا گیا تھا، لیٹے لیٹے میری آنکھ لگ گئی اور میں نے دیکھا کہ ایک ٹانگہ میں تین بزرگ تشریف لائے، دو کو تو میں پہچان نہ سکا، ایک حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ انہوں نے مولانا احمد علی لاہوری سے ملاقات کا شوق ظاہر کیا اور ملاقات کے بعد حضرت شیخ کو ٹانگہ میں بٹھا کر چلے گئے۔ اس واقعہ کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ (مولوی خدا بخش ملتانی) (۳۷)

مذکورہ بالا دونوں واقعات کا تعلق مولوی حسین احمد دیوبندی کی وفات کے بعد کے دور سے ہے۔

صحت عطا کی:

ڈاکٹر اور حکیم جن امراض کو لاعلاج کہیں وہ اللہ والوں کی ایک نگاہ اور قلب کی ایک توجہ سے آناً فاناً کافور ہو جاتے ہیں۔ (مولوی محمد شعیب) (۳۸)

مولوی معین الدین صاحب، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے، وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑہ بخار کی بہت کثرت ہوئی۔ سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا، اسے ہی آرام ہو جاتا، بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلواؤں، تب ہی ختم، کئی مرتبہ ڈال چکا، پریشان ہو کر ایک دفعہ مولانا کی قبر پر جا کر کہا (یہ صاحبزادے بہت تیز مزاج تھے) آپ کی تو کرامت ہو گئی اور ہماری مصیبت ہو گئی، یاد رکھو! اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے، ایسے ہی پڑے رہیو، لوگ جوتے پہنے تمہارے اوپر ایسے ہی چلیں گے، بس اسی دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا۔ (مولوی اشرف علی تھانوی) (۳۹)

دربارِ رسالت میں:

دمغار کے مولوی صاحب جو کہ کور ملا کے نام سے مشہور۔۔۔۔۔ہے، نے بتایا کہ میاں صاحب بیوچار مسمّٰی سیّد ولی حالتِ قبض سے دوچار ہوا تھا، اس کا پیر و مرشد فوت ہو چکا تھا۔ اور وہ سرگشتہ اور حیران و سراسیمہ تھا اور کسی دوسرے پیر سے بیعت ہونے کے لئے پریشان، حیران اور مضطرب ہو کر پھرتا تھا اور کسی دوسری جگہ جانے اور دوسرے پیر و مرشد کے لئے متردّد اور پریشان تھا۔ ایسی حالت میں میرے

پاس آئے اور مجھے اپنی کیفیت بیان کی اور کہا کہ میری یہ حالت ہے۔ اگر میرے لئے کوئی جگہ مقرر کریں اور اپنی سمجھ اور فکر کے موجب میری رہنمائی کر کے مجھے کوئی جگہ بتائیں کہ میں وہاں جا کر بیعت کروں۔ میں نے اس کو تسلی دے کر کہا کہ میں استخارہ کروں گا اور استخارہ میں جو معلوم ہوگا اس کی روشنی میں تجھے کہوں گا۔ جب میں نے استخارہ کیا تو معلوم ہوا کہ عالمِ ارواح میں بہت سارے اولیاء اللہ جمع ہو گئے ہیں اور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ جناب رسول اللہ ﷺ کے دروازہ مبارک پر کھڑے ہیں۔ پس میں نے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے میاں صاحب مذکور کے متعلق اجازت چاہی، جناب حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم سے جواب فرمایا کہ کوٹہ شریف کے حضرت جی کے پاس چلا جائے، جب میں جاگ اٹھا تو اس کو کہا۔ اس نے قبول کیا اور چلا گیا۔ جب واپس آیا تو بہت خوش تھا اور مجھے بہت دعائیں دیں۔ (مولوی صفی اللہ)(۴۰)

مریدوں کی بخشش:

حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب قدس سرہٗ کے متوسلین بہ واسطہ یا بلا واسطہ کو حُسن خاتمہ کی دولت عطا کی جاتی ہے۔ (مولوی اشرف علی تھانوی)(۴۱)

اس طرف (اللہ تعالٰی کی جانب) سے (سید احمد بریلوی کو) حکم ہوا کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا، اگر چہ وہ لکھوکھا ہی کیوں نہ ہوں، ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے۔ (مولوی محمد اسماعیل دہلوی)(۴۲)

اپنے اکابر کی خواب میں زیارت:

مولوی (محمد قاسم نانوتوی) صاحب مرحوم کی زیارت رؤیاء صالحہ موجب قبولیت عمل و آثار، صلاح و رشد ہیں اور ان کی توجہ کی علامت ہے۔ (مکتوب مولوی رشید

احمد گنگوہی)(۴۳)

بے ساختہ ایک صاحب نسبت اہلِ علم کا رؤیاء صادقہ یاد آ گیا جو کہ اس سلسلہ شیخ سے بیعت تھے، انہوں نے اعلیٰ حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب کو خواب میں یہ فرماتے دیکھا کہ تم کو نسبت تو حاصل ہے لیکن اگر اپنے اخلاق کی اصلاح چاہتے ہو تو مولوی اشرف علی صاحب سے رجوع کرو۔ (خواجہ عزیز الحسن)(۴۴)

زیارت کروادی:

سکھر کے حکیم محمد رمضان صاحب کا بیان ہے کہ:

''میں لاہور حاضر خدمت ہوا، مجلس ذکر کے بعد حضرت (مولوی احمد علی لاہوری) کے گھر جاتے ہوئے یہ درخواست کی کہ حضرت! مجھے خواب میں سب اولیاء اللہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے مگر امام حسن اور امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی زیارت سے تا حال محروم ہوں، میں سکھر سے صرف اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ سعادت بھی عطا فرمائے۔ حضرت مسکرا دئے، گھر کے بیرونی دروازہ پر پہنچ کر اپنے خادم خاص مولوی محمد صابر صاحب کو ارشاد فرمایا کہ ''حکیم صاحب کو میرے حجرے میں میرے بستر پر سُلا دو۔'' انہوں نے حکم کی تعمیل کی مگر حکیم صاحب بجائے حضرت کی چارپائی پر سونے کے حضرت کی رضائی میں فرش پر سو گئے، حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ ''میں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لائے، ان کے ساتھ امام حسن اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی تشریف فرما ہو گئے'' حضرت مولانا نے حکیم صاحب سے فرمایا کہ ''یہ امام حسن ہیں اور یہ امام حسین، رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔'' (قاری فیوض الرحمن)(۴۵)

مزارات پر حاضری:

مولوی احمد حسن کی جو مقبولیت زندگی میں تھی، وہی موت کے بعد بھی رہی اور باقی ہے۔ مزار ہر وقت زیارت گاہ بنا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ رات کو ایک ایک بجے بھی جانے والے گئے تو مزار پر لوگوں کو پایا۔(۴۶)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ بانی دارالعلوم دیوبند، حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے کلیر شریف جاتے تو رڑکی سے پانچ میل پا پیادہ ننگے پیر سفر فرماتے۔ ظاہر ہے کہ شریعت کی نصوص میں اس قسم کا کوئی بھی امر موجود نہیں مگر متبعین اوامر کا ذوقی اور وجدانی جذبہ ہے جو ان کی ذات کی حد تک انہیں ان آداب پر مجبور کرتا ہے۔(۴۷)

حضرت قاضی (محمد اعلیٰ تھانوی) صاحب کا روحانی فیض آج تک جاری ہے۔ چنانچہ جب کبھی مجھے کسی مسئلہ کے حل کرنے میں الجھن محسوس ہوتی ہے تو میں ان کی قبر کے قریب جا بیٹھتا ہوں اور چند منٹ نہیں گزرتے کہ وہ الجھن خود بخود دور ہو جاتی ہے۔(مولوی اشرف علی تھانوی)(۴۸)

تبرکات:

ہمارے حضرت حاجی (امداداللہ) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ہندوستانی لوگ جو حج کو جاتے تھے، تبرک مانگتے تھے۔ حضرت کی یہ حالت تھی، کسی کو تہمد اور کسی کو کرتہ اور کسی کو ٹوپی دے رہے ہیں، آخر کہاں تک، کوئی انتہا نہ تھی۔ بعض اوقات اس تقسیم کی بدولت حضرت کے پاس کپڑے نہ رہتے تھے۔ (مولوی اشرف علی تھانوی)(۴۹)

حضرت والا (مولوی اشرف علی تھانوی) سے اگر کوئی معتقد حضرت والا کا

پاپوش مبارک بطور تبرک لیتا ہے تو احتیاطاً اس کو دھو کر اور پاک صاف کر کے عطا فرماتے ہیں۔(خواجہ عزیز الحسن)(۵۰)

ایک بہت ہی صالح اُمّی بزرگ تھے جن کا نام حاجی عبداللہ تھا۔ وہ اول حضرت مولانا گنگوہی سے بیعت تھے۔ پھر حضرت والا (مولوی اشرف علی تھانوی) سے بھی بیعت ہو گئے تھے۔ حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک بالکل معمولی کپڑے کا روئی دار عبا مجھ کو ہدیۃً دیا تھا، اس کی خود میں نے یہ برکت محسوس کی جس کا بارہا تجربہ کیا کہ جب تک میں اس کو پہنے رہتا، معصیت کے وساوس بھی بالکل نہ آتے تھے۔(خواجہ عزیز الحسن)(۵۱)

عقیدت ومحبت:

(مولوی حسین احمد دیوبندی کی) آخر زندگی میں تو یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دفعۃً اپنے بندوں کے قلوب عموماً اور علماء اور صلحاء کے خصوصاً آپ کی طرف پھیر دیئے ہیں، باہر سے کثرت سے دعوت نامے آتے رہتے، آپ باوجود غیر معمولی پیرانہ سالی اور مشاغل تدریسی کے بطیب خاطر سفر کو گوارا فرماتے تھے اور یہ آپ کی ایسی کھلی ہوئی کرامت اور آپ کا روحانی کمال تھا کہ جس کی نظیر صدر اول کے سوا ہم کو نہیں ملتی۔(مولوی نجم الدین اصلاحی)(۵۲)

احقر کو اس زمانہ میں حضرت والا کی محبت کا اس قدر جوش تھا کہ بس یہ جی چاہتا تھا کہ بغل میں حضرت والا کی کتابیں ہوں اور ہر کس وناکس، اہل وناہل بلکہ درودیوار، شجر وحجر، کفار وبہائم سب سے دیوانہ وار حضرت کا تذکرہ کرتا پھروں اور سب کو حضرت کی کتابیں سناتا پھروں۔(خواجہ عزیز الحسن)(۵۳)

مقامِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔ علمائے دیوبند کی نظر میں

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ظاہری زندگی کے دور کے حالات و واقعات کا تذکرہ کرنا اگرچہ بظاہر موضوع سے ہٹ کر معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود ہم اس سلسلہ میں دیوبندی علماء اور دانشوروں کی تحریروں سے چند اقتباسات بلاتبصرہ پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں تا کہ اگلے صفحات میں درج ان کے ارشادات اور مذکورہ اقتباسات کو پیشِ نظر رکھ کر مقامِ غوثِ اعظم کے متعلق اس مکتبِ فکر کا مجموعی نقطہِ نظر سامنے آجائے اور منفی سوچ رکھنے والوں کو اپنے موجودہ موقف پر نظر ثانی کا موقع مل سکے۔

تحریکِ تصوف

بارہویں صدی کی دوسری عظیم المرتبت شخصیت حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی (المتوفی ۱۱۶۶ئ) علیہ الرحمۃ ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اگر علمی

حیثیت سے تصوف کو ایک مستقل فن بنانے کی خدمت انجام دی تو شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عملی اعتبار سے اس تحریک میں ایک جان ڈال دی اور جس چیز کو مولانا ضیاء الدین برنی مصنف تاریخِ فیروز شاہی نے ''فن شیخی'' سے تعبیر کیا ہے، اس کو معراجِ کمال تک پہنچادیا۔ ان سے پہلے کسی بزرگ نے تصوف کو اسلام کے زریں اصولوں کی نشر و اشاعت کا ذریعہ اس طرح نہیں بنایا تھا۔ ارشاد و تلقین کا جو ہنگامہ انہوں نے برپا کیا وہ اسلامی تصوف کی تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔ (پروفیسر خلیق احمد نظامی) (۵۴)

مضامین وعظ

انبیاء علیہم السلام کے نائبین اور عارفینِ کاملین کے کلام کی طرح (حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے) یہ مضامین ہر وقت کے مناسب سامعین، مخاطبین کے حالات وضروریات کے مطابق ہوتے تھے، عام لوگ جن بیماریوں میں مبتلا اور جن مغالطوں میں گرفتار تھے، انہیں کا ازالہ کیا جاتا تھا۔ اسی لئے حاضرین آپ کے ارشادات میں اپنے زخم کا مرہم، اپنے مرض کی دوا اور اپنے سوالات وشبہات کا جواب پاتے تھے اور تاثیر اور عام نفع کی یہ ایک بڑی وجہ تھی۔ پھر آپ زبان مبارک سے جو فرماتے تھے، وہ دل سے نکلتا تھا، اسلئے دل پر اثر کرتا تھا۔ آپ کے کلام میں بیک وقت شوکت وعظمت بھی ہے اور دلآویزی اور حلاوت بھی اور ''صدیقین'' کے کلام کی یہی شان ہے۔ (مولوی سید ابوالحسن علی ندوی) (۵۵)

دربارِ رسالت میں

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ظہر سے پہلے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی، حضور ﷺ نے فرمایا: بیٹا تم بات کیوں نہیں کرتے؟ عرض

کیا: ابا جان: میں عجمی ہوں، فصحائے بغداد کی طرح کلام کیسے کرسکتا ہوں۔ فرمایا: اپنا منہ کھول۔ میں نے منہ کھولا، حضور ﷺ نے سات مرتبہ میرے منہ میں لعابِ دہن ڈالا اور فرمایا کہ لوگوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعے اللہ کی طرف دعوت دے، پھر میں نے ظہر کی نماز پڑھی اور بیٹھ گیا، ایک ہجوم میرے گرد جمع ہوگیا، پھر میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھا، انہوں نے بھی مجھے وہی کچھ فرمایا جو حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ (مولوی اللہ یار خان) (۵۶)

''تلخیص القلائد'' میں شیخ ابوزکریا سے مذکور ہے کہ فرمایا:

غوث پاک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک شب کو دیکھا میں نے حضرت رسول اکرم ﷺ کو کہ تخت پر سوار میرے مکان پر تشریف لائے اور متبسم ہوکر مجھ سے فرمایا ''اے نورالعین ادھر آ'' جب میں آپ کے پاس گیا، نہایت محبت سے میرا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور فرطِ شفقت سے میری پیشانی پر بوسہ دیا اور پیراہن مبارک جو پہنے تھے، اُسے اتار کر مجھے پہنا دیا اور فرمایا: ''هٰذا خِلْعَةُ الْغَوْثِيَةِ عَلَى الْأَقْطَابِ وَالْأَبْدَالِ وَالْأَوْتَادِ'' اور بعد عطائے خلعت غوثیت مجھ کو رخصت فرمایا اور خود تشریف لے گئے۔ (محمد عبدالمجید صدیقی) (۵۷)

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مجلس میں وعظ فرما رہے تھے۔ اس پُرتاثیر وعظ کا اثر یہ تھا کہ مجلس کے دس ہزار شرکاء میں سے اسی دن سات آدمی وفات پا گئے۔ حضرت غوث الاعظم کی کرسی کے نیچے آپ کے قدمین میں حضرت شیخ علی بن ہیئتی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے تھے کہ ان کو نیند آ گئی۔ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو خاموش ہوجانے کا اشارہ فرمایا، مجلس کی حالت یہ ہوگئی کہ لوگوں کی سانس کے سوا کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ اس کے بعد حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کرسی سے نیچے اترے اور حضرت ہیئتی کے سامنے باادب کھڑے ہوگئے۔

اوران کی طرف دیکھنا شروع کیا۔تھوڑی دیر بعد حضرت ہیئتی بیدار ہو گئے تو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم نے ابھی حضرت آقائے نامدار ﷺ کوخواب میں دیکھا ہے؟انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔اس پر حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اسی وجہ سے ادب اختیار کیا تھا۔اچھا بتاؤ کہ آپ ﷺ نے کیا وصیت فرمائی؟اس پر حضرت ہیئتی نے فرمایا کہ حضور سید الشاہدین ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہوں۔حضرت ہیئتی نے مزید فرمایا کہ میں نے حضور انور ﷺ کوخواب میں دیکھا جب کہ آپ نے حضور خاتم الانوار ﷺ کی بیداری میں زیارت فرمائی۔(محمد عبدالمجید صدیقی)(۵۸)

خلیفہ وقت کو تنبیہ

ایک روز خلیفہ المستنجد باللہ نے حاضرِ خدمت ہوکر اشرفیوں کے دس توڑے پیش کئے،حسبِ معمول انکار فرمایا،ادھر سے اصرار بڑھا۔شیخ (عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک توڑا اپنے داہنے ہاتھ اور دوسرا بائیں ہاتھ سے اٹھا کر رگڑا تو اشرفیوں سے خون بہنے لگا۔خلیفہ سے ارشاد ہوا کہ ”اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں آتی کہ انسان کا خون کھاتے ہو اور اسے جمع کر کے میرے پاس لاتے ہو؟“ راوی کا بیان ہے کہ خلیفہ پر اتنا اثر پڑا کہ غشی کی نوبت آ گئی۔(قاضی محمد زاہد الحسینی)(۵۹)

اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی

وہ واقعہ کہ سیدنا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تیز اور لطیف المزاج بزرگ تھے جو لطیف ولذیذ کھانے کھایا کرتے تھے اور نہایت نفیس لباس پہنا کرتے تھے مگر اس کا اہتمام نہ تھا۔خود بخود حق تعالیٰ دے تو انکار بھی نہ تھا۔ع ہرچہ از دست میرسد نیکوست (جو کچھ محبوب حقیقی عطا کریں وہ اچھا ہے)(مولوی اشرف علی تھانوی)(۶۰)

مریدوں پر نظر کرم

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حسین حلاّج نے ٹھوکر کھائی، اس کے زمانہ میں کوئی ان کی دستگیری کرنے والا نہ تھا اور میں اپنے اصحاب اور مریدین ومحبین میں قیامت تک جس کو ٹھوکر لگے گی، اس کی دستگیری کرتا رہوں گا۔ اے طالب مولیٰ! میرے گھوڑے پر زین کسا رہتا ہے اور میرا نیزہ کھڑا رہتا ہے، اور میری تلوار کھنچی رہتی ہے۔ اور میری کمان پر چلا چڑھا رہتا ہے۔ میں تیری حفاظت کرتا ہوں دراں حالیکہ تو غافل ہوتا ہے۔ (اشتیاق احمد دیوبندی)(۶۱)

مرید کی بخشش

ایک دھوبی کا انتقال ہوا، جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آکر سوال کیا: مَنْ رَبُّکَ، مَا دِیْنُکَ، مَن ھٰذَا الرَّجُل (تیرا رب کون ہے، تیرا دین کیا ہے، اور یہ صاحب کون ہیں؟) وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں، میں تو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں۔ اس پر اُس دھوبی کی نجات ہوگئی۔ (مولوی اشرف علی تھانوی)(۶۲)

قدم ہر ولی کی گردن پر

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ اپنی جوانی میں ایک بزرگ کی زیارت کو جارہے تھے، ساتھ میں دو آدمی اور تھے۔ آپس میں گفتگو ہوئی۔ جس طرح راستہ طے کرنے والے رفیقوں میں ہوا کرتی ہے کہ بھائی تم ان بزرگ کے پاس کس غرض سے جارہے ہو؟ ایک شخص نے تو کچھ دنیوی غرض بتلائی کہ میں اپنے لئے فراخیٔ رزق کی دعا کراؤں گا، دوسرے شخص نے جو کہ عالم تھا اور اس کا نام ابن السقا تھا، کہا میں تو ان بزرگ کا امتحان کرنے جارہا تھا۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے ان دونوں نے پوچھا کہ صاحبزادے تم کس کام کے لئے جارہے ہو؟ فرمایا کہ میں تو

صرف اس لئے جارہا ہوں کہ یہ بزرگ اللہ کے مقبول بندے ہیں، شاید ان کی زیارت سے ہمارے نفس کی اصلاح ہوجائے اور اللہ کا ہمارے حال پر فضل ہوجائے۔ غرض تینوں ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو کشف سے ان تینوں کی نیت کا حال پہلے سے ہی معلوم ہوگیا تھا۔ ابھی یہ لوگ کچھ عرض کرنے بھی نہ پائے تھے کہ شیخ نے خود ہی سب کے سوالات کا جواب دے دیا۔ جو شخص دنیوی غرض کے لئے آیا تھا، اس سے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سونے چاندی کے ڈھیر تیرے پیروں کے نیچے ہوں گے (گویا کہ اس کا مقصد پورا ہوگیا)، ابن السقا سے فرمایا کہ تیرا ایک سوال یہ ہے اور اس کا یہ جواب ہے، دوسرا سوال یہ ہے اور اس کا یہ جواب، سوالوں کے جواب تو یہ ہیں مگر مجھے تیرے چہرے پر آثارِ کفر نظر آرہے ہیں اور میں وہ حالت دیکھ رہا ہوں جب کہ تو اسلام سے مرتد ہوجائے گا۔

چنانچہ یہ شخص ایک مرتبہ خلیفۂ وقت کی طرف سے ہرقل کے پاس کوئی پیام لے کر گیا تھا، بہت بڑا عالم تھا، خلیفہ نے سفارت کے لئے اس کو منتخب کررکھا تھا۔ مگر اس نے اس بزرگ کے ساتھ گستاخی کی نیت کی تھی، اس کے وبال میں ہرقل کے پاس جاکر اس کی کسی لڑکی پر فریفتہ ہوکر اس کے عشق میں نصرانی ہوگیا اور اسی حالت میں مرا نعوذ باللہ منہ، اور حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات نظر آرہی ہے کہ تم ممبر بغداد پر بیٹھے ہوئے یہ کہہ رہے ہو: ''قَدَمِیْ هٰذَا عَلٰی رِقَابِ کُلِّ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ (یہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔)

اس وقت جتنے اولیاء زمین پر تھے، سب نے اس آواز کو سنا اور گردنیں جھکادیں بلکہ بعض نے گردن جھکا کر یہ بھی کہا ''بَلْ عَلٰی رَأْسِیْ وَعَیْنِیْ'' (بلکہ ہمارے سر اور ہماری آنکھوں پر) (مولوی اشرف علی تھانوی) (۶۳)

کرامات

اللہ تعالیٰ نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پر جو احسان فرمایا، اس کا اظہار ان کے معارف اور ان کی کرامات سے ہوتا ہے اور ان سے جو امور ظاہر ہوئے، جو ہم تک پہنچے، یہ سب اللہ کا ان پر احسان ہے اور ان کے یہ حالات تواتر کے ساتھ منقول ہوئے ہیں۔ (مولوی اللہ یار خان بحوالہ ''فتاویٰ الحدیثیہ'' از ابن الحجر) (۶۴)

سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کی کرامات بارش کے قطروں کی طرح متواتر اور کثیر تعداد میں ہیں۔ (مولوی سید انور شاہ کاشمیری) (۶۵)

ہر چند یہ خطا کار اپنا مقام جانتا ہے مگر حضرت (مولوی احمد علی لاہوری) کی شفقت کو اسی کرم نوازی کا پرتو سمجھتا ہے جو اس سلسلہ قادریہ کے بانی سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے چوروں پر فرما کر ان کو ولایت کے مقام پر پہنچا دیا تھا۔ (قاضی محمد زاہد الحسینی) (۶۶)

منقول ہے کہ ایک چور آپ (حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ) کے مکان میں داخل ہوا اور اندھا ہو گیا۔ جب اس کو راستہ نہ ملا تو ناچار ایک گوشہ میں بیٹھ رہا۔ اس دوران میں حضرت خضر علیہ السلام آ پہنچے اور کہا کہ اے ولی اللہ! آج ایک ابدال کا انتقال ہو گیا، جس کو آپ ارشاد فرمائیں اس کے بجائے قائم کر دیا جائے۔ فرمایا کہ ہمارے گھر میں ایک امیدوار موجود ہے اور گوشہ میں چھپا ہوا ہے، اس کو نکال لائیے اور اس متوفی کی جگہ قائم کر دیجئے۔ خضر علیہ السلام اس کو پکڑ کر آپ کے پاس لے آئے۔ وہ گمراہ آپ کی ایک نظر کیمیا اثر سے اتنے بڑے درجۂ ولایت پر پہنچ گیا، اس کا قائم مقام بنایا گیا۔ (اشتیاق احمد دیوبندی) (۶۷)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے کہ ایک چیل شور کرتی آئی اور آپ کے کلام میں مخل ہوئی۔ آپ کے منہ سے نکلا، خدا تیری گردن کاٹے، فوراً زمین پر گری اور مر گئی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو مسجد کے صحن میں اسے مردہ پایا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑی ہو، چنانچہ وہ زندہ ہو کر اڑ گئی۔

(مولوی اللہ یار خان)(۶۸)

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عورت اپنے لڑکے کو سپرد کر گئی، کچھ روز کے بعد آ کر دیکھا کہ لڑکا نہایت لاغر اور دبلا ہو رہا ہے۔ اس کو بے حد رنج ہوا، وہ حضرت کی خدمت میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنے آئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ حضرت مرغ کا گوشت کھا رہے ہیں تو بھی جل بھُن گئی۔ عرض کیا کہ حضرت آپ تو مرغے کھائیں اور میرے بچے کو سکھا دیا۔ آپ نے یہ سن کر جو ہڈیاں کھائے ہوئے مرغ کی آپ کے سامنے رکھی تھیں، ان کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا: ''قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ''، وہ مرغ بن کر چل دیا۔ اس وقت حضرت نے اس عورت سے فرمایا کہ جس وقت تیرا بیٹا اس قابل ہو جائے گا، اس کو بھی مرغ کھلایا جائے گا۔

(مولوی اشرف علی تھانوی)(۶۹)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مجبورِ محض فالج زدہ اندھے کوڑھی بچے کو فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے کھڑا ہو جا۔ وہ اٹھ کھڑا ہو گیا اور اس کا کوئی مرض باقی نہ رہا۔ (مولوی اشرف علی تھانوی)(۷۰)

ایک دن حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سات اولیاء اللہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے، ناگاہ نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے، آپ نے ہمت و توجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچا لیا۔

(حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، پیرومرشد اکابر علمائے دیوبند)(۷۱)

حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا، اس کو یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک روز جو سویا تو اس کو احتلام ہو گیا، فوراً اٹھ کر غسل کیا، پھر سویا تو پھر احتلام ہوا۔ غرض ایک رات میں ستر بار احتلام ہوا اور ہر بار میں نئی اجنبیہ عورت کو دیکھتا تھا۔ اس کو خیال ہوا کہ میرے اوپر شیطان کا جب اس قدر غلبہ ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید میں مردود ہو گیا۔ بڑے پیر صاحب کی خدمت میں نہایت رنجیدہ حاضر ہوا۔ آپ نے

مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ خدا کا شکر کرو، مجھ کو یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ تمہاری قسمت میں ستر عورتوں سے زنا کرنا لکھا ہوا تھا، میں نے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ اس سے بچایئے۔ خدا تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرمایا اور اس کو بیداری سے خواب میں کر دیا کہ تقدیر بھی پوری ہوگئی اور تم گناہ سے بھی بچے رہے۔

(مولوی اشرف علی تھانوی)(۷۲)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سیرتِ بعد وصال

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

منکر نکیر سے بات چیت

چشتی سلسلہ کی مشہور تصنیف ''اقتباس الانوار'' (جس کے سرِ ورق پر ہے کہ اس کتاب کی بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں قبولیت کی بشارت دی گئی ہے) میں ہے:'' ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت غوث الاعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سرائے فانی سے عالمِ بقا کی جانب روانہ ہوئے تو خواب میں مَیں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے عرض کیا حضور منکر نکیر سے کیسے نجات ہوئی؟ آپ نے فرمایا: یہ نہ پوچھو کہ منکر نکیر سے مجھے کیسے نجات ہوئی بلکہ یہ پوچھو کہ منکر نکیر نے میرے ہاتھ سے کیسے رہائی حاصل کی۔ میں نے عرض کیا کہ ارشاد فرمائیں۔ فرمایا کہ جب دونوں فرشتے میرے سامنے آئے اور پوچھا: ''مَنْ رَبُّکَ؟'' (تمہارا رب کون ہے؟) میں نے کہا اسلام کی شرط یہ ہے کہ پہلے سلام اور مصافحہ کیا جاتا ہے، بعد میں بات چیت ہوتی ہے۔ یہ رسم تم لوگوں نے کہاں سے نکالی ہے کہ سلام اور مصافحہ سے پہلے گفتگو شروع کردی؟ یہ سن کر وہ پشیمان ہوئے اور آگے بڑھ کر

میرے ساتھ مصافحہ کیا۔ جونہی انہوں نے ہاتھ ملایا، میں نے ان کو مضبوط پکڑ لیا اور کہا: پہلے تم میرے سوال کا جواب دو۔ اگر تم نے جواب شافی دیا تو پھر مجھ سے سوال کرنے کے حقدار ہو گے۔ انہوں نے کہا: اچھا آپ سوال کریں۔ میں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا فرمائیں اور اس کو زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کریں تو فرشتوں سے فرمایا کہ: "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (میں زمین میں اپنا خلیفہ یعنی نائب پیدا کرنے والا ہوں۔) تو فرشتوں نے کہا تھا کہ کیا تو زمین میں اس کو پیدا کرے گا جو خون خرابہ اور فساد برپا کرے گا اور ہم تیری حمد اور پاکی بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ فرشتوں کے اس جواب پر چند اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ انہوں نے سمجھ لیا کہ حق تعالیٰ ہم سے مشورہ کر رہا ہے ،حالانکہ وہ اس امر سے پاک ہے۔ دوسری خطا ان سے یہ سرزد ہوئی کہ انہوں نے تمام انبیاء علیہم السلام پر فتنہ وفساد اور خون خرابہ کی تہمت لگائی اور یہ نہ سمجھا کہ ان میں سے بعض وہ ہوں گے جو فرشتوں سے افضل ہوں گے۔ تیسری بات یہ ہے کہ فرشتوں نے اپنے علم کو حق تعالیٰ کے علم پر ترجیح دی اور حق تعالیٰ پر اعتراض کر دیا جس کی وجہ سے ان کو "اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ" (میں جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے) کا تازیانہ کھا کر راہِ ہدایت پر آنا پڑا۔ یہ سن کر منکر ونکیر نے کہا کہ یہ کلمات اکیلے ہم دو فرشتوں نے نہیں کہے تھے بلکہ تمام ملائکہ مقربین سے صادر ہوئے۔ آپ ہمیں چھوڑ دیں تا کہ ہم جا کر تمام فرشتوں کے ساتھ اس پر غور کریں اور جواب تیار کریں۔ حضرت اقدس نے ایک کو جانے دیا جس نے جا کر فرشتوں کے سامنے یہ بات رکھی۔ یہ سن کر تمام فرشتے سرنگوں ہو گئے اور خاموش و متحیر رہ گئے۔ اس پر حق تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہوا کہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) پر اعتراض اس کی ساری اولاد پر اعتراض کے مترادف ہے۔ میرے محبوب کے پاس جاؤ اور اس خطا کی معافی طلب کرو۔ جب تک وہ نہیں

بخشے گا، تم نہیں چھوٹ سکتے۔ چنانچہ سارے فرشتوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں جاکر معافی طلب کی۔ نیز اللہ تعالیٰ سے بھی معافی کا ایماء ہوا۔ حضرت اقدس نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ خدایا میں اس شرط پر ملائکہ کے اس جرم کو معاف کرتا ہوں کہ قیامت تک میرے سلسلہ کے تمام مریدین کی مغفرت ہو اور سوال منکر نکیر سے نجات ہو۔ جواب ملا کہ اے محبوب تو نے جو کچھ چاہا ہم نے دے دیا۔ (۷۳)

بیعت

سلسلہ قادریہ کے اکثر بزرگ جب کسی کو بیعت کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ میں نے تیرا ہاتھ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا۔

ایک نوجوان آئے، انہوں نے علامہ (سید محمود احمد) رضوی سے اجازت لے کر حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ (جب کہ وہ شدید بیمار تھے) کی زیارت کی اور کہا حضور میں بڑی دور سے آیا ہوں۔ مجھے قادری سلسلہ میں داخل فرمالیں۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "میں نے تمہارا ہاتھ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور اوراد و شجرہ شریف کی اجازت عطا کی۔ (۷۴)

۲۵ ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ کو فرصت کے وقت باب مجیدی (مدینہ منورہ) میں حضرت (شیخ ضیاء الدین) مدنی کے آستانے پر حاضری دی۔ عصر کا وقت تھا۔ آپ نے اخلاق کریمانہ سے مرحبا مرحبا فرماتے ہوئے قریب بٹھایا، چائے کی پیالی عنایت فرمائی۔ اس فقیر کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بغداد شریف کی طرف رُخ کر کے فرمایا کہ میں نے آپ کا ہاتھ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا اور جو کچھ مجھے سلسلہ قادریہ میں اجازت پہنچی تھی، وہ آپ کو دے دی۔ (خواجہ ابوالخیر محمد

عبداللہ جان نقشبندی۔ پشاور)(۷۵)

اسی طرح حضرت غلام محی الدین قصوری مجددی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ نقشبندیہ میں بیعت کرتے وقت زبانِ حق ترجمان سے فرمایا کہ آج ایک امرِ عظیم نے ظہور کیا ہے کہ ایک فاضلِ عہد نے آکر ہم سے اخذ طریقہ کیا ہے اور دونوں ہاتھ ان کے اپنے ہاتھ میں لے کر آسمان کی طرف رخ کیا اور کہا کہ الٰہی جو فیض حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آبائے کرام سے ملا تھا، ان کے نصیب کر۔ پھر ان کا ہاتھ ہوا میں کر کے فرمایا کہ تمہارا ہاتھ ہم نے حضرت غوث الثقلین کے ہاتھ میں دے دیا کہ ہر ایک کام دین و دنیا میں تمہارے ممد ومعاون رہیں۔(۷۶)

بزرگوں کا یہ فرمانا کہ ''میں نے آپ کا ہاتھ حضور غوث پاک کے ہاتھ میں دیا ہے'' محض رسمی بات نہیں ہوتی بلکہ حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔

''ایک دفعہ مفتی اعظم ہند (حضرت مولانا مصطفی رضا خان) علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک صاحب مرید ہونے کے لئے تشریف لائے، مرید کرتے وقت حسبِ معمول اور باتوں کے علاوہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے ان صاحب سے کہا: کہو کہ میں نے اپنا ہاتھ حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا'' لیکن وہ صاحب ہر وہ بات دہراتے گئے جو بات مفتی اعظم ہند فرماتے رہے لیکن یہاں آکر وہ خاموش ہو گئے اور کہا: ''میں یہ نہ کہوں گا کہ میں نے اپنا ہاتھ حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔'' میں نے تو اپنا ہاتھ مفتی اعظم مولانا مصطفی رضا خان ابن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے ہاتھ میں دیا ہے۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند یہی کہتے رہے کہ کہو: میں نے اپنا ہاتھ حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا

لیکن وہ صاحب اس جملے کوادا نہ کرتے۔لوگوں نے دیکھا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کو جلال آ گیا اور آپ نے بلند آواز سے پھر وہی جملہ دہرایا۔آپ کی آواز کی ہیبت اور چہرہ مبارک کو دیکھ کر انہوں نے فوراً وہ الفاظ دہرائے اور اس طرح وہ حضرت مفتیٔ اعظم ہند سے بیعت ہو گئے۔ جب وہ صاحب مرید ہو کر رخصت ہونے لگے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ تو کہتے تھے کہ یہ جملہ میں ہرگز نہ دہراؤں گا لیکن آخر میں آپ کو کہنا پڑا کہ ”میں نے اپنا ہاتھ سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔“ حالانکہ آپ کا ہاتھ حضور مفتی اعظم ہند کے ہاتھ میں تھا؟ ان صاحب نے لوگو سے کہا، ”خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنا ہاتھ سیدنا غوث الاعظم ہی کے ہاتھ میں دیا تھا ورنہ میں یہ الفاظ ہرگز نہ دہراتا۔“ (۷۷)

بالفاظ دیگر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہونے والے خوش نصیب افراد دراصل حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے مرید ہوتے ہیں جیسا کہ محترم عبدالعزیز عُرفی نے تحریر فرمایا ہے:

”۲؍اپریل ۱۹۶۰ء کو بروز اتوار حضرت شیخ المشائخ نبیرۂ غوث الاعظم الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں رسائی ہوئی۔ دل نے کہا، یہی مقامِ بیعت ہے۔ جناب عزیز احمد (کارٹونسٹ) اور امجد حسن خان صاحب کے ذریعے درخواست پیش ہوئی۔حکم ہوا: ”آپ آیا کریں۔“ ۹؍اپریل کو بھی اسی امید پر حاضری دی لیکن بات نہ بنی۔ ۱۶؍اپریل کو اسی عالمِ تذبذب میں بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتاً حکم ہوا، ”آئیے آپ کو بیعت کریں“۔طریقۂ قادریہ میں بیعت ہوگئی، ارشاد ہوا، ”آپ آج سے غوث الاعظم کے مرید ہیں۔“ (۷۸)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سلسلہ کے بزرگوں پر نظر کرم فرما کرانہیں لوگوں کو مرید کرنے کی اجازت فرماتے ہیں۔

''حضرت شیخ الاسلام ابوالحسن جمال الدین سیدنا موسیٰ پاک شہید ملتانی رحمۃ اللہ علیہ گیارہ برس کی عمر تک اپنے والد ماجد کی صحبت میں ان کی تعلیم کے مطابق وظائف وذکر جہر بطریق سلسلہ قادریہ میں مصروف رہے، پھر ایک دن آپ کے والد ماجد حضرت شیخ سیدنا حامد گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خاص عالمِ کیف میں فرمایا:

''آؤ بیٹا جو فیض ہمیں اپنے جداعلیٰ سیدنا حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ سے دست بدست پہنچا ہے، اسے حاصل کرلو۔'' یہ مژدہ جانفزا سننے کے بعد آپ اپنے والد کے دستِ بابرکت پر مشرف بیعت ہوئے، آپ نے کامل اتباعِ شریعت کی تاکید فرمائی اور خاص خرقہ مبارک وسجادہ، تسبیح اور ایک انگوٹھی جو اس وقت دست مبارک میں تھی، مرحمت فرمائی، نیز فرامین اوقاف ولنگر، سندات جاگیرات اور وظائف سپرد فرمائے۔

ان نعمتوں سے بہرہ یاب ہونے کے بعد آپ بلند وارفع مقام پر پہنچ گئے اور پھر بیعت سے متعلق مراحل سے گزرنے کے بعد حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں طالبانِ طریقت کو مرید کرنے کی اجازت دی، چنانچہ ہزارہا اصحاب ِ عرفان حقیقت نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور برِ صغیر، خصوصاً سندھ اور پنجاب کے علماء نے آپ سے علومِ دینی میں فیض حاصل کیا۔'' (۷۹)

کتب ورسائل میں ایسے ان گنت واقعات [illegible] ط ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرشد کے انتخاب کے سلسلہ میں اللہ کے نیک بندوں کی راہنمائی فرماتے ہیں، بطور نمونہ چند واقعات نذر قارئین ہیں:

جناب حافظ رحمت نبی خان صاحب بریلوی عرصۂ دراز سے شیخ طریقت کی تلاش میں تھے لیکن جس طرح کا مثالی پیران کے تصور میں تھا، وہ کہیں نظر نہ آتا تھا۔ انہیں ۱۹۵۱ء میں خواب میں زیارت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئی جس

کے بعد سے پیر کی تلاش صرف قادری سلسلہ ہی میں تھی کیونکہ سرکار غوث الثقلین کی خواب میں زیارت کے بعد سے تلاشِ مرشد قادری سلسلہ کے اندر محدود کردی گئی تھی۔ تلاشِ شیخ میں بے قرار ہوکر حافظ صاحب موصوف نے بغداد شریف کے سفر کا ارادہ کیا اور وہاں پہنچ کر یہ خیال کیا کہ آستانہ سرکار غوث الوریٰ کے سجادہ نشین ہی سے بیعت ہو کر غلامانِ غوثیت کے زمرہ میں شامل ہوجاؤں گا مگر کچھ وجوہات کی بناء پر یہ آرزو بھی پوری نہ ہوسکی، آخرکار جب دل کی بیقراری حد سے زیادہ بڑھی تو محبوبِ سبحانی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاحب موصوف کو ان کے ہونے والے شیخِ طریقت کے بارے میں بتا ہی دیا کہ جاؤ بریلی شریف میں میرے نائب ہیں، ان سے بیعت ہوجاؤ، بالآخر حافظ رحمت نبی خان صاحب ۱۹/ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ کو سرکار مفتی اعظم ہند (مولانا مصطفی رِضا خان) رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت ہوئے۔ (۸۰)

سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ ہم بغداد شریف کی طرف منہ کر کے حضرت پیران پیر کی روح سے فیض لے رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ حضرت پیران پیر غوث پاک رضی اللہ عنہ کی روح مبارک ہماری گردن پر آ سوار ہوئی ہے اور آپ کے دونوں پاؤں مبارک ہماری گردن کے دونوں طرف سینہ پر لٹکے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مست راضی ہے، اس روز ہم کو بہت ہی فیض ہوا۔ بڑا استغراق اور جوش آیا اور نسبت قادریہ کی تکمیل ہوگئی۔ (۸۱)

دوسری جنگِ عظیم کے دوران حضرت صوفی محمد زبیر الدین ہاشمی بغداد شریف، عراق تشریف لے گئے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی، خواب میں آپ نے مہربانی فرمائی اور صوفی صاحب کو حکم فرمایا کہ

حضرت محمد عاصم گیلانی، سجادہ نشین بغداد شریف کے بیعت ہوجائیں۔ تین بار اشارہ ہوا۔ جب حضرت محمد عاصم گیلانی کی خدمت اقدس میں پہنچے تو وہاں پہلے ہی اشارہ ہو چکا تھا۔ اس طرح روحانی سفر شروع ہوا۔ (۸۲)

حضرت قبلۂ عالم پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد (قطب زماں محمد یونس خان) آفریدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الاعظم جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں سلسلہ قادریہ میں بیعت کا حکم دیا جس کی بجا آوری کرتے ہوئے حیدرآباد، سندھ میں آپ نے ۲۳ر جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ بمطابق ۱۲ر دسمبر ۱۹۶۰ء بروز اتوار بارگاہِ غوثیہ قادریہ کے سجادہ نشین پیر سیدنا طاہر علاؤالدین قادری آفندی، گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے قادری سلسلہ میں بیعت کی۔ (۸۳)

جب مولوی عبدالمجید بدایونی (ف ۱۸۲۶ء) رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں مرشدِ کامل سے بیعت ہونے کی آرزو پیدا ہوئی تو عالمِ رؤیاء میں یہ دیکھا کہ جناب سرورِ کائنات ﷺ کی مجلس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر اور دیگر اولیائے کرام موجود ہیں۔ حضور ﷺ کے اشارے سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولوی عبدالقادر بدایونی کا ہاتھ شاہ آل احمد مارہروی کے ہاتھ میں دے دیا۔ مولوی صاحب صبح بیدار ہو کر مارہرہ روانہ ہوئے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہو کر بعدہٗ خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ (۸۴)

غالباً ۴-۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے، ایک سفید ریش بزرگ آئے اور بیعت کے لئے عرض کیا۔ اس وقت آپ (حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ) عصر کی نماز کے بعد حسب معمول سواری کے لئے باہر تشریف لائے تھے اور

گھوڑا تیار تھا۔فرمایا: ''آپ بزرگ آدمی ہیں، کسی باخدا ہستی سے یہ تعلق پیدا کیجئے، میں تو ایک چابک سوار آدمی ہوں۔'' انہوں نے کہا ''میں سیدھا بغداد شریف سے آ رہا ہوں اور سرکارِ بغداد کے حکم کی تعمیل میں حاضر ہوا ہوں، مجھے یہ جگہ دکھائی گئی، آپ کا نام بتایا گیا، آپ کی صورت دکھائی گئی، اب اگر جناب کی مرضی نہیں تو واپس جا کر عرض کر دیتا ہوں۔'' حضرت نے یہ سن کر بیعت فرمایا اور وظائف بتائے اور فرمایا ''خدا جانے میرے ساتھ بیعت کرنے سے آپ کو فائدہ ہوگا یا نہیں مگر مجھے آپ سے فائدہ حاصل ہو گیا ہے، الحمدللہ سرکارِ بغداد میں یہاں کی یاد تو ہے۔'' (۸۵)

حضرت شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۸۲ھ) ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے، رات بھر نہ سوتے تھے اور ساری رات کبھی قیام، کبھی رکوع، کبھی سجود اور کبھی قعدہ میں گزر جاتی تھی۔ کئی سال آپ نے جنگلوں میں ایسے گزارے کہ دنیا اور اہل دنیا سے آپ کا تعلق نہ تھا، اور کثرتِ ریاضت سے آپ کو حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے براہِ راست نسبتِ اویسی پیدا ہو گئی تھی۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باطنی ہدایت سے آپ نے حضرت سید حامد گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور ان سے سلسلہ قادریہ کی تکمیل کے بعد خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ شیخ حامد گنج بخش، حضرت شیخ عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے اور سلسلہ قادریہ کے اکابر شیوخ میں شمار ہوتے تھے۔ (۸۶)

حضرت میاں شیر کرم علی صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ طیبہ سے واپس ہوئے تو حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہر بغداد شریف بفرمانِ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے، کافی عرصہ تک مجاہدہ و مکاشفہ جاری رہا، آخر حضور غوث اعظم نے عالمِ رؤیا یعنی خواب میں زیارت کرائی اور فرمایا کہ تیرا باطنی حصہ میری پشت سے

مردِ کامل حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود ہے، شہر ملتان جا کر لے لو۔ خواب ہی میں موسیٰ پاک شہید کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر رخصت فرمایا۔ ملتان پہنچ کر حضرت موسیٰ پاک شہید کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے فرمایا: ''یہ فقیر کافی عرصہ سے تیرا انتظار کر رہا ہے کیونکہ ایک امانت میرے پاس تمہارے لئے ہے جس کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق تیرے سپرد کرنا ہے۔ اتنا کہہ کر شاہ صاحب کو بیعت سے مشرف فرما کر ظاہری اور باطنی نور سے منور فرمایا (۸۷)

حضرت ملا شاہ بدخشانی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میرے دل میں خیال آیا کہ میں حضرت پیران پیر سید عبد القادر جیلانی کا معتقد ہوں، کیا ان کو میری حالت کا علم نہیں؟ ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آپ برہنہ سر ایک لق و دق صحرا میں کھڑے ہیں، اتنے میں حضور غوث پاک تشریف لائے اور ایک سفید دستار دی اور فرمایا کہ میں تمہاری کیفیت سے واقف ہوں اور تمہارے ننگے سر سے بھی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت شاہ ابو المعالی کا ایک خادم آیا اور کہا کہ آپ کو حضرت شاہ صاحب قبلہ یاد کرتے ہیں۔ حضرت ملا شاہ فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت شاہ ابو المعالی نے مجھے ایک سفید دستار عطا کی اور فرمایا کہ یہ وہی دستار ہے جو آج رات حضرت غوث الاعظم نے آپ کو عطا کی تھی۔ (۸۸)

دہلی میں جب حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کمال کا شہرہ ہوا تو لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں، بعض نے کہا کہ وہ کسی سے بیعت ہیں نہیں، کمال کیا ہوگا؟۔ یہ سن کر آپ کو صدمہ ہوا، اس کے کئی روز کے بعد حضرت مولانا فخر الدین فخرِ جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا کہ: ''میاں! آج شب میں حضرت جناب پیرانِ پیر قدس سرہٗ العزیز نے تمہاری بیعت اپنے دست مبارک پر قبول فرمائی اور مجھ کو ایک صورت دکھلائی ہے اور فرمایا کہ اپنی خاص اولاد میں سے ان کو بھیجتا ہوں،

بظاہر ان کے ہاتھ پر تکمیل کرا دینا۔"

اس بات کو ہوئے عرصہ قریب چھ ماہ گزر گیا لیکن وہ بزرگ تشریف نہیں لائے ،ایک دن صبح حضرت مولانا فخر جہاں نے آپ کو یہ مژدہ سنایا کہ "حضرت پیرانِ پیر قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ ہمارا فرزند مرسلہ کو آج تین روز دہلی پہنچے گزرے اور تم ان سے غافل ہو۔"

حضرت مولانا فخر جہاں نے ان بزرگ کی تلاش کے لئے لوگوں کو ہر طرف بھیجا، ایک شخص نے حضرت مولانا فخر جہاں کو ایک بزرگ کا پتہ دیا کہ وہ بغداد کے رہنے والے ہیں اور جامع مسجد دہلی میں مقیم ہیں، دریافت کرنے پر اس شخص نے ان بزرگ کا جو حلیہ اور ان کی وضع وقطع بیان کی تو حضرت مولانا فخر جہاں کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن کے متعلق حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالمِ رؤیا میں فرمایا تھا۔

حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے مٹھائی لانے کا حکم دیا۔ مٹھائی کو خوان میں رکھا، خوان کو اپنے سر پر رکھا اور داہنے ہاتھ سے آپ (شاہ نیاز احمد) کا ہاتھ پکڑا، اس طرح سے جامع مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ ایک نورانی صورت بزرگ بیچ کے در میں رونق افروز ہیں، حضرت مولانا فخر جہاں نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہی بزرگ ہیں جن کی صورت آپ کو دکھلائی گئی تھی، ان بزرگ سید عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ (حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھتے ہی فرمایا: "انہیں کی صورت مجھے دکھلائی گئی تھی، جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔" حضرت مولانا فخر جہاں نے خوان سر سے اتار کر حضرت سید عبداللہ بغدادی کے سامنے رکھا اور انہوں نے (حضرت سید عبداللہ بغدادی نے) آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور آپ کو تعلیم وتلقین فرمائی، ذکر نفی واثبات کے باون طریقے آپ کو

بتائے، خلافت سے آپ کو سرفراز فرمایا، عربی میں خلافت نامہ لکھ کر آپ کو دیا اور اپنی دستار آپ کو مرحمت فرمائی۔ (۸۹)

زندہ بزرگوں کی عظمت و شان دو چند کرنے کی خاطر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اپنا قائم مقام بتاتے ہیں:

''ایک طالب علم بیعت کی غرض سے حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اسی وقت ایک بزرگ آئے اور چلے گئے، حضرت نے اس طالب سے کہا: جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، وہ طالب یہ سنتے ہی ان بزرگ کے پیچھے دوڑا اور ان سے عرض کی کہ میں تو آپ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں، پہلے مولانا شہباز سے بیعت کے ارادہ سے آیا تھا، میری عرض قبول فرمائیں۔ بزرگ نے فرمایا: میں اور شہباز ایک ہی ہیں۔ یہ کہہ کر نظروں سے غائب ہو گئے۔'' (۹۰)

بزرگانِ دین کی تربیت کرنے کے سلسلہ میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریق کار یہ ہے کہ کبھی تو وہ کسی اللہ کے نیک بندے کو حکم دے دیتے ہیں اور بعض اوقات اپنی صوابدید، یا حضور ﷺ کی ہدایت پر خود منازل طے کروا دیتے ہیں۔

حضرت محمد عثمان شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے، ابھی سن شعور و شباب کا آغاز تھا کہ مروند کے نامور بزرگ شیخ ابو اسحاق بابا ابراہیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے جد امجد غوث اعظم، غوث الثقلین، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، مرشدِ حقانی، پیرانِ پیر دستگیر، شہنشاہِ بغداد حضرت شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالمِ خواب میں آگاہ کیا اور کہا: ''مروند میں محمد عثمان (شہباز قلندر) کی طرف توجہ کریں اور راہِ سلوک کے منازل طے کرانے میں پوری پوری کوشش کریں۔''

حضرت بابا ابراہیم صاحب نے شہباز قلندر پر خصوصی نظر کرم فرمائی، سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت فرما کر روحانی تربیت سلوک و معرفت کی منازل طے کرائیں، آخرایک دن عصر کے بعد بابا ابراہیم صاحب قادری گیلانی نے مرونند میں مشائخ کو جمع کیا اوراس خصوصی تقریب میں شہباز قلندر کو خلافت عطا فرمائی۔(۹۱)

منقول ہے کہ حضرت مخدوم شیخ عبدالقادر ثانی (۸۶۲ھ۔۹۴۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کے پاس کہیں سے مخمل کے تھان آئے، انہوں نے آپ کے پاس یہ کہہ کر بھجوائے کہ ان سے اپنا لباس بنالو، لیکن شیخ نے ان مخمل کے تھانوں کی اپنے شکاری کتوں کی جھولیں سلوالیں۔ اس کی خبر جب آپ کے والد صاحب کو ہوئی تو انہوں نے آپ کو بلا کر خوب ڈانٹا۔ اس کے بعد آپ کے والد صاحب کو اسی رات خواب میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ تم اپنے دوسرے بچوں کی دیکھ بھال کرو، عبدالقادر تو ہمارا بیٹا ہے، ہم ہی اس کی تربیت کریں گے، تم اسے کچھ نہ کہا کرو، اس واقعہ کے ساتھ ہی شیخ عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر جذب و وجد کی فراوانی ہوگئی۔ توبہ کر کے عیش ونشاط ولذات سے دور رہنے لگے، مزامیر، باجے، طبلہ، سارنگی سب توڑ کر پھینک دئے اور شکاری جانور چھوڑ دیئے۔ (۹۲)

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا: ''ایک دفعہ حسب معمول لاہور جارہا تھا، سردی انتہا پر تھی، بارش اور آندھی کا طوفان زوروں پر تھا، بجلی کڑک رہی تھی اور اولے بھی شدت سے پڑ رہے تھے۔ جب میں موضع ٹھیکری والا کے قریب پہنچا تو بجلی زور سے کڑک کر گری اور ہوا کا شور بڑھ گیا۔ سڑک کے درخت گرنے لگے، سڑک بے آباد تھی۔ میں ڈر کے مارے سڑک سے باہر نکل گیا۔ غیب سے آواز آئی کہ ابھی تک تمہیں اپنی جان ہی پیاری ہے، میں دوڑ کر پھر سڑک پر آ گیا۔ بجلی

پھر کڑکی، میں پھر سڑک سے باہر ہو گیا۔ غیب سے پھر وہی آواز آئی، تیسری بار پھر ایسا ہوا اور مجھے وجد ہو گیا اور اس کے بعد مجھے نہیں معلوم کہ کس نے مجھے گھر پہنچایا؟ مجھے چارپائی پر لٹاتے اور میں نیچے گر جاتا، ایک ہفتہ اسی طرح حالت رہی، اس کے بعد میں نے دیکھا کہ کوئی مجھے اٹھا کر بٹھا رہا ہے، جب میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضور نبی پاک ﷺ اور حضرت سرکارِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے میرا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں لیا اور فرمایا: ''سنبھلو اور ہوشیار ہو جاؤ، تم سے کام لینا ہے'' اور میرا ہاتھ حضور ﷺ نے بغداد والی سرکار کے ہاتھوں میں دے دیا۔ (۹۳)

حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں شورکوٹ شہر کے قریب ہی کھڑا تھا کہ اچانک ایک بارعب اور نورٌ علیٰ نور چہرے والا سوار تشریف لایا اور ہاتھ پکڑ کر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ ڈرتے ڈرتے عرض کیا حضور آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں تمہارا دادا علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں، تمہیں سرکار دو عالم ﷺ نے طلب فرمایا ہے۔'' سواری مجلس میں پہنچی، سیدِ دو عالم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھا کر مجھے بیعت فرمایا''۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے مجھے ایک مرتبہ کلمہ طیبہ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا اور اول آخر یکساں ہو گیا۔ اس کے بعد سرکارِ دو عالم ﷺ نے مجھے غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے بھی اپنے فیوض و برکات سے نوازا۔''
(۹۴)

بعض خوش نصیب حضرات کو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بیعت فرمایا۔ یہ فیض تا قیامت جاری رہے گا۔

مولانا (محمد بخش مسلم رحمۃ اللہ علیہ) نے ارشاد فرمایا: ایک دن میں حضرت

علامہ (محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ) سے جرأت کر کے یہ پوچھ بیٹھا کہ کیا آپ بھی کسی بزرگ سے بیعت ہیں؟ تو آپ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اور کچھ دیر کے لئے چپ ہوگئے۔ پھر فرمایا: مسلم صاحب! ایک دن جو میری قسمت نے یاوری کی تو میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درگاہ میں پہنچ گیا اور حضرت نے بکمال عنایت مجھے بنفسِ نفیس بیعت فرمایا۔(۹۵)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مجھے خواب میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرورِ عالم ﷺ کے اشارے پر مرید کیا تھا، بیعت ہونے کے بعد حضور سرورِ کائنات ﷺ نے فارسی زبان میں مجھے بشارت دی "بزرگ خواہی شد" یعنی تو بزرگ ہوگا۔" (۹۶)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک معتقد تھا، اس نے سلسلہ قادریہ میں داخل ہونے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ وہ بغداد پہنچا مگر غوث پاک کا انتقال ہو چکا تھا۔ پھر وہ حضرت غوث الاعظم کی قبر شریف پر گیا۔ حضرت غوث الاعظم اپنی قبر شریف سے ظاہر ہوئے اور اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر توجہ دی اور اپنے سلسلہ میں داخل کر لیا۔(۹۷)

ہدایات

وصال کے بعد حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے معتقدین کو مسلسل مختلف قسم کی ہدایات دیتے رہتے ہیں جن پر عمل کر کے وہ ترقی کی منازل طے کرتے ہیں۔ غیر مسلم یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہتے ہیں کہ وفات پا جانے کے باوجود حضور غوث الثقلین مسلمانوں پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ ان ہدایات میں سے چند یہاں پیش خدمت ہیں:

"حضرت شاہ تاج الدین علیہ الرحمۃ ۲۷ رمضان المبارک کو اپنے جد امجد

حضرت میراں شاہ محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ اقدس کے دروازے پر خوابِ استراحت فرمارہے تھے کہ آپ نے خواب کے عالم میں دیکھا کہ اپنے جدامجد کے سامنے نہایت مؤدبانہ کھڑے ہیں اور وہ کمال محبت وشفقت سے ارشاد فرماتے ہیں:

''اے فرزندِ دلبند! اللہ تعالیٰ کا حکم اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ تم اب یہاں سے ملک بنگال میں سید حسین شاہ حاکمِ بنگال کے پاس جاؤ کیونکہ وہ ہمارا صادق الاعتقاد اور راسخ الیقین مرید ہے۔ اس کا دلی ارادہ سلسلہ قادریہ سے منسلک ہونے کا ہے، تم اس کو بیعت کر کے فوراً سلسلہ قادریہ میں داخل کرلو۔''

حضرت شاہ تاج الدین قدس اللہ سرہٗ خواب سے بیدار ہوئے تو وہاں کچھ نظر نہ آیا۔ پھر سو گئے اور پھر خواب میں یہ دیکھا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنگال جانے کی تاکید فرمارہے ہیں۔ آپ نے عرض کیا: میں نے کبھی ملک بنگال نہیں دیکھا۔ ارشاد ہوا: بنگال ہندوستان کے مشرق کی جانب واقع ہے۔ الغرض حضرت سید شاہ تاج الدین خواب سے بیدار ہوئے، وضو کیا، نماز پڑھی اور خشکی کے راستے بنگال پہنچنے کے لئے ہندوستان کا قصد کیا اور آپ ایران وکابل سے ہوتے ہوئے ہندوستان آپہنچے۔ اور پھر بنگال میں ورود فرمایا۔ راستے میں آپ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں اور رہر منزل اور ہر مقام پر طالبانِ حق آپ سے بیعت ہوئے اور فیضانِ باطنی حاصل کرتے رہے، ان کی تعداد کئی ہزار ہے۔ (۹۸)

حاجی سلطان حاجی احمد رحمۃ اللہ علیہ ایک دن تالاب سے مویشیوں کو پانی پلانے گئے، ناگہاں ہاتفِ غیبی ہوا میں اڑتا لبِ تالاب پر اتر کر آپ سے مخاطب ہوا: ''چھوڑو مویشیوں کو، اور اخذِ فیض کے لئے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر جا کر مجاہدہ کرو۔'' دو ماہ کی مسافت طے کرنے کے بعد محبوبِ سبحانی کے

صاحبزادے شاہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچے۔ چھ ماہ کی ریاضت کے بعد محبوب ربانی کی زیارت سے ممتاز وسرفراز ہوئے اور آپ کو بسوئے بغداد حکم سفر دیا گیا۔ چھ برس مزار نشین رہے، دن میں زائرین کو پانی پلانا اور رات کو محو عبادت رہنا آپ کا معمول رہا۔ دریں اثناء آپ کو خواب میں محبوبِ صمدانی نے ادائے حج اور خدمتِ مدینہ طیبہ کی تلقین کی۔ چنانچہ اسی سلسلے میں مدینہ منورہ میں روضہ اقدس پر بارہ سال متواتر قیام پذیر رہے۔(۹۹)

لاہور کے دورانِ قیام ایک روز حضرت سید حسن بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ نے رؤیاء دیکھی کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم پشاور جا کر قیام کرو اور وہاں رہ کر کشمیر، ہزارہ، کابل، غزنی اور ہرات تک اللہ کا پیغام پہنچاؤ۔ چنانچہ ۱۰۸۲ء میں آپ پشاور تشریف لے گئے۔(۱۰۰)

حضرت مخدوم سید ابوعبداللہ محمد غوث گیلانی قدس سرہٗ (والد محترم کے انتقال کے بعد حلب سے) بغداد شریف میں اپنے جدّ امجد حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ عالیہ پر پہنچے اور زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہاں سے آپ کو حکم ہوا کہ اے فرزند! آپ کا مکانِ سکونت ملکِ عجم ہے، جہاں آپ کی ناقہ بیٹھ جاوے اور پھر نہ اٹھے اور عصا آپ کا زمین سے نہ نکلے، یقین جاننا کہ مکانِ سکونت آپ کا وہی ہوگا۔ جاؤ، میرا انور ارشاد آپ کے ذریعے ملکِ عجم میں شائع ہوگا، حضور بتعمیل ارشاد جدّ بزرگوار دوسری دفعہ مع خیل وحشم وتوابع بیشمار کے روانہ ہوئے اور مخلوقِ خدا کو فیضانِ قادریہ سے مستفیض فرماتے ہوئے، سیر کرتے ہوئے ملتان شریف رونق افروز ہوئے۔(۱۰۱)

حضرت شاہ حبیب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سید ہیں اور حضرت عبدالرزاق خلف الصدق حضرت غوث الاعظم محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی اولاد سے

ہیں۔آپ کے والد ماجد سید فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف میں بڑے پائے کے بزرگ تھے، آپ کی ولادت بھی بغداد شریف میں ہوئی۔ بارہ برس کی عمر میں علومِ متداولہ سے فارغ ہو کر چلہ کشی میں مشغول ہوئے۔اس کے بعد حضرت غوث الاعظم کی جانب سے ارشاد ہوا کہ تم ملک پنجاب میں ''سدھ نے'' کے قریب جا کر سکونت اختیار کرو اور وہاں موضع بغداد آباد کرو۔آپ نے یہاں پہنچ کر پھر بارہ برس عبادت اور چلہ کشی میں گزارے۔(۱۰۲)

حضرت شاہ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ شہر گورکھ، دارالحکومت سید حسین والیٔ بنگال، میں پہنچ کر مقیم ہوئے۔ سلطان کو جب آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو فوراً پاپیادہ آپ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ پھر اکثر آپ کو سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہوتا، اپنے وزیر اعظم کو پیغام دے کر بھیجا کہ:

''میں اپنی دختر ناکتخدا کو آپ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں۔'' آپ نے یہ پیغام سن کر تبسم فرمایا اور فرمایا: ''میرا لڑکا سید شاہ ابوالحیات قادری شہر بغداد میں ہے، میں اس لڑکی کو حسبِ حکمِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے لئے منظور کرتا ہوں۔''

آپ نے ان کو ایک خط اپنے بیٹے کے نام لکھ کر دیا۔ بادشاہ کے قابل اعتماد دو چار آدمی درویشوں کے ساتھ عازمِ بغداد ہو گئے۔ چار سال بعد حضرت سید شاہ ابوالحیات رحمۃ اللہ علیہ کو ہمراہ لے کر شہر گورکھ واپس آ گئے، ادھر والیٔ بنگال کو خواب میں جناب سرکارِ دوعالم ﷺ کی بشارت ہوئی کہ اپنی دختر نیک اختر کا نکاح حضرت سید شاہ ابوالحیات بن سید تاج الدین سے کردو۔ چنانچہ والیٔ بنگال نے اس بشارت کے مطابق اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا۔

جب بیٹے کا نکاح ہو چکا تو حضرت سید شاہ تاج الدین نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ بیٹا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہوا ہے کہ تم ہندوستان میں

رہو، یہ ہندی ولایت تمہارے لئے مخصوص کی گئی ہے۔ (۱۰۳)

ایک مرتبہ حضرت سید ابوالعباس حمید الدین احمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ولایت روم کی طرف سیر کو تشریف لے گئے۔ وہاں کی آب و ہوا آپ کو بہت پسند آئی۔ آپ کا ارادہ ہوا کہ اسی کو اپنا دارالارشاد مقرر کیا جائے مگر متردد تھے۔ آخر آپ کو بیداری میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی اور انہوں نے روم رہنے کی اجازت دے دی۔ (۱۰۴)

ادب بارگاہ غوثیت کا فیضان

حضرت فرماتے تھے کہ خلیفہ صاحب جس بیمار پر نظر ڈالتے تھے اللہ تعالیٰ اسے شفا دے دیتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ نعمت آپ کو کہاں سے اور کیسے حاصل ہوئی؟ تو انہوں نے بتلایا کہ ایک مرتبہ ہم بہت سے لوگ قافلہ کی صورت میں جناب غوث الاعظم کے روضہ پاک کی زیارت کے لیے بغداد شریف گئے۔ وہاں روز نہ زیارت سے مشرف ہوتے ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ جب مجاورین روضہ شریف نے دروازہ بند کرنے سے قبل سب کو باہر آجانے کی آواز دی تو باقی لوگ تو باہر نکل گئے مگر میں نے نہ سنا اور وہیں کھڑا رہا۔ مجھے ایک سمت ہونے کے باعث کوئی دیکھ بھی نہ سکا اور باہر سے دروازہ مقفل کر کے سب لوگ رخصت ہو گئے۔ بعد میں پتہ چلنے پر میں سخت حیران ہوا مگر "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" کے مصداق تمام رات حیران پریشان کھڑا ہی رہا۔ بہ پاس ادب بیٹھ بھی سکتا تھا اور تھکاوٹ کی زیادتی کے باعث کھڑا بھی نہ رہا جاتا تھا۔ اس کے باوجود میں نے بارگاہ غوثیہ کے ادب واحترام کے باعث بیٹھنے کی جرأت نہ کی۔ تہجد کا وقت ہوگا کہ کسی نے دونوں ہاتھ میرے کندھوں پر رکھے اور زور سے دبا کر مجھے بٹھلا دیا۔ صبح کو جب روضہ شریف کے کھلنے پر باہر نکلا تو مجھ میں یہ کیفیت پیدا ہو چکی تھی کہ جس بیمار پر نظر ڈالتا اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرما دیتے

تھے۔(۱۰۵)

قطب الدین لنگاہ حاکمِ ملتان نے خواب میں دیکھا کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنی دختر بی بی ویس کا نکاح میرے فرزند سید محمد (غوث رحمۃ اللہ علیہ) سے کردے۔ چنانچہ حکمِ غوثیہ کی اس نے تعمیل کی۔(۱۰۶)

صاحبِ مونسِ ارواح نے ایک بار یہ ارادہ کیا کہ بغداد شریف میں پہنچ کر حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مطہر کی زیارت سے مشرف ہوجائے۔ یہ ارادہ مصمم کرکے چادر مزار اور دیگر سامان نذر وسفر تیار کرکے پہلا مقام غیاث پور میں کیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت پیرانِ پیر تشریف لائے اور فرمایا کہ جہاں آرا کہاں جاتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضور کی زیارت اور چادر چڑھانے جاتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تو یہیں ہوں۔ انہوں نے عرض کی کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ آپ دہلی میں کہاں ہیں؟ فرمایا کہ نظام الدین جو ہیں وہ میں ہی تو ہوں، کیوں اتنا سفر اٹھاتی ہے۔ جب صبح یہ بیدار ہوئیں، ان کے ہمراہ جو علماء اور مشائخ تھے، سب کو طلب کرکے اپنا خواب بیان کیا، باتفاق سب نے کہا: امشب سب پر یہی کیفیتیں جداگانہ طاری ہوئیں کہ جو ہم مطلب آپ کے خواب کی ہیں، پس صبح وہ سب سامان مزار پُرانوار حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ پر چڑھایا اور روہ نقد کہ جو بغداد شریف کے اور آمد ورفت کے واسطے تھا، کل مساکین اور خدام روضہ عالیہ کو تقسیم کیا۔(۱۰۷)

ایک دفعہ حضرت خواجہ شاہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد مکرم حضرت باب اللہ علیہ الرحمۃ نے زیارت بغداد کا ارادہ باندھا، رات کو سوئے تو حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے، حضرت غوث اعظم نے فرمایا کہ:

"میرا فرزند غلام محی الدین قصوری تمہارے سامنے ہے اور وہ تمہارا شاگرد

بھی ہے، اسے دیکھ لیجیے اور سمجھ لیجیے کہ آپ نے مجھ کو دیکھ لیا، اتنے طویل سفر کی مصیبت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔''

چنانچہ اس کے بعد حضرت باب اللہ علیہ الرحمۃ بیدار ہوئے تو سمجھ گئے کہ ایسا سعادتمند شاگرد کسے نصیب ہوسکتا ہے اور سفر بغداد کا ارادہ بدل دیا۔ (۱۰۸)

حضرت قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ:

میں فولادی کارخانے ٹاٹا میں بڑی محنت اور لگن سے کام کیا کرتا۔ کام کے دوران میں ذکر الٰہی میں مشغول رہتا۔ کام خود بخود اچھا ہو جاتا۔ کارخانے کا مالک اور انگریز مینجر بہت خوش تھے۔ انہوں نے مجھے بہت جلد ترقی بھی دے دی۔ تمام دن فولادی بھٹیوں کے سامنے میری ڈیوٹی ہوتی۔ سوڈا بوتل اکثر پینے کو ملتی مگر مجھے ذکر اللہ کی تپش کی بدولت ہمہ وقت دھکتی ہوئی بھٹیوں کی گرمی و حرارت کا احساس بھی نہ ہوتا تھا۔ میرے آس پاس اور بہت سے جوان کارکن وہاں کام کرتے تھے مگر وہ ہر وقت پسینہ سے شرابور رہتے تھے۔ ذکر اللہ کی برکت سے میری طبیعت اعتدال پر ہی رہتی تھی اور زیادہ حرارت کا چنداں احساس نہیں ہوتا تھا۔ کپڑے میلے کچیلے رہتے۔ نہانے کی حاجت بھی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ کام کے اوقات میں بھی اور دیگر اوقات میں بھی، طبیعت ذکر الٰہی میں ڈوبی رہتی۔

موسم گرما تھا اور ایک دن کام سے فارغ ہونے کے بعد میں مغرب سے پہلے گھر سے باہر نکل کر چہل قدمی کر رہا تھا۔ کافی کھلی جگہ تھی اور موسم اعتدال پر تھا کہ اچانک فضا میں سے ایک معمر باریش اور بارعب بزرگ میری طرف آتے آتے طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے اور جونہی وہ میرے قریب آئے تو فضا میں سے زمین پر اتر آئے اور السلام علیکم فرمایا اور میں نے بہت باادب ہو کر وعلیکم السلام کہا۔ میرے جسم و جان میں سرور مستی زور پکڑتے جا رہی تھی۔ ان کے پروقار چہرے میں حسن جلال و

جمال تھا اور عشق مصطفوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے نور میں رنگی ہوئی محبوبی شعاعیں میری طبیعت میں سرایت کرتی جا رہی تھیں اور میں بے خود ہو رہا تھا۔ میں پہچان گیا تھا کہ آپ شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم ہیں اور وہ بھی معاً مسکرا دیئے۔ یہ میری حضرت غوث الاعظم سے پہلی ملاقات تھی۔

آپ نے زمین پر ہاتھ مارا اور فوراً وہاں ایک شفاف پانی سے لبریز ایک چھوٹا سا حوض بن گیا۔ حضرت غوث الاعظم نے مجھے چوٹی سے اٹھایا اور پانی میں ایک غوطہ دیا اور باہر نکال لیا۔ یہ حوض ختم ہو گیا۔ پھر دوسری جگہ زمین پر ہاتھ مارا اور ایک اور صاف پانی کا چھوٹا سا حوض بن گیا۔ آپ نے پھر مجھے اٹھا کر پانی میں غوطہ دیا، پھر باہر نکال لیا اور یہ حوض ختم ہو گیا۔ تیسری بار پھر اور جگہ زمین پر ہاتھ مارا اور پھر صاف و شفاف پانی کا چھوٹا سا حوض بن گیا۔ آپ نے پھر مجھے بآسانی اٹھا کر پانی میں غوطہ دیا اور باہر نکال لیا، یہ حوض بھی ختم ہو گیا۔ ہر بار جب حضرت غوث الاعظم مجھے پانی میں غوطہ دیتے اور کچھ آیات پڑھتے اور جب باہر نکالتے پھر کچھ آیات پڑھتے اور درود شریف پڑھتے جاتے تھے، فرمانے لگے کہ اب جسم صاف ہو گیا ہے اور جادو کے اثرات بھی ختم ہیں اور مجھے فرمایا کہ جسم ولباس کی صفائی اذکار الٰہی کے ساتھ ساتھ ہوتی رہنی چاہیے اور مجھے تلقین فرمائی کہ جسم ولباس صاف ستھرا رہنے چاہیے۔ پھر مسکرا دیئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ مجھے دعائیں دیئے جا رہے ہیں۔ اور کہا کہ میں اب جاتا ہوں۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے وعلیکم کہا۔ اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا و پیار دیا اور فوراً چل دیئے اور فضا میں ہی غائب ہو گئے۔ (اس وقت قبلہ چوہدری صاحب کی عمر پچیس برس کے لگ بھگ ہوگی)۔ (۱۰۹)

حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کو قوم گوندل کے افراد خفیہ طریق پر تنگ کرتے رہتے تھے اور باز پرس پر صاف مکر جاتے تھے۔ آپ کو حضور

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حکم ہوا کہ تم اس قوم کی ہمسائیگی چھوڑ دو۔ چنانچہ قصبہ مارہرہ کے باہر آپ نے ایک جگہ مکانات خانقاہ اور مسجد تعمیر کرائی جس کی وجہ سے یہاں آبادی بڑھ گئی اور اس کا نام آپ کے تخلص کی نسبت سے پریم نگر رکھا گیا اور اب بستی کے نام سے مشہور ہے۔ (۱۱۰)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

''سید غلام محی الدین اور اس کا والد بیجا پور کی مہم میں بیمار ہوگئے، ان کی بیماری لمبی اور سخت ہوگئی۔ ایک روز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انہوں نے خواب میں دیکھا۔ فرمایا کہ تم اپنے شیخ کی طرف رجوع کیوں نہیں کرتے؟ جب بیدار ہوئے تو کچھ نیاز حضرت والا (والد محترم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کی مقرر کی اور دل سے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ تین روز کے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت والا تشریف لائے ہیں اور اس کے نزدیک بیٹھے ہیں۔ صحت کی خوشخبری دی اور فرمایا کہ ساتویں روز قلعہ بیجا پور مورچہ غازی الدین خان کی طرف سے فتح ہوجائے گا۔ اگر لشکر خان جس کے ہمراہ تم ہو، اس کی موافقت کرے تو یہ فتح اس کے نام ہوگی اور اس کی جمعیت کا باعث ہوگی۔ اس کے بعد اسے سفید چادر پہنائی اور چلے گئے۔ علی الصبح اس کا والد فوت ہوگیا اور وہ صحت یاب ہوگیا۔ لشکر خان کو تمام صورتِ حال سے مطلع کیا۔ اس نے غازی الدین کا ساتھ دیا اور اسی روز فتح حاصل ہوگئی اور اس کی جمعیت کا سبب بنی۔ حضرت والا نے ان کی بیماری، صحت، وفات، فتح اور رفاقت کا تمام حال دوستوں میں بیان فرمایا۔ مدت کے بعد خط پہنچا جو حضرت والا کی فرمائی ہوئی باتوں کے موافق تھا۔ (۱۱۱)

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اول اول مجھ کو تردد ہوا کہ اگر میں طریقہ نقشبندیہ میں شغل اختیار کروں، کہیں حضرت غوث پاک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے ناراض ہونے کا باعث نہ ہو، اسی اثنا میں ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں حضرت غوث الاعظم تشریف رکھتے ہیں اور اس کے محاذ میں ایک اور مکان ہے وہاں خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز ہیں۔ میرا دل چاہتا تھا کہ حضرت خواجہ نقشبند کی خدمت میں حاضر ہوں، حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ مقصود خدا تعالیٰ ہے، جاؤ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اس کے بعد سے آپ نے طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت شروع کی۔ (۱۱۲)

حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق زینۃ المساجد گوجرانوالہ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا علامہ محمد شریف صاحب خطیب مسجد نور ڈسکہ جماعت اہل سنت بالخصوص سیالکوٹ کے بزرگ عالم ہیں، آپ کی طبیعت عرصہ سے علیل ہے، ماہ صفر المظفر (۱۴۰۴ھ) میں جب فقیر ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوا تو وہ بہت ہی کمزور ہو چکے تھے مگر چند دن قبل جب دوبارہ ان کی عیادت کے لئے گیا تو ان کی صحت کچھ اچھی نظر آ رہی تھی۔ دورانِ گفتگو مولانا نے فرمایا کہ کچھ دن قبل ایک سکول ماسٹر صاحب (جن سے کوئی خاص تعارف نہیں تھا) آئے اور کہنے لگے: مجھے آپ کی علالت کا علم نہیں تھا، حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیدار سے نوازا اور فرمایا، مولوی محمد شریف بیمار ہیں، ان کی بیمار پرسی کر آؤ اور کچھ ان کی امداد بھی کرو۔ لہٰذا اسی حکم کی تعمیل میں آپ کی عیادت کے لئے آیا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ مولانا فرمانے لگے، جب انہوں نے رقم پیش کی تو خیال تھا کہ ڈیڑھ دو سو کے لگ بھگ ہوگی، مگر جب ماسٹر صاحب کے جانے کے بعد شمار کیا تو وہ رقم پوری ایک ہزار تھی اور اس دن سے میری طبیعت کو بھی پہلے سے افاقہ ہے۔'' (۱۱۳)

ایک دفعہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سیال شریف سے تونسۂ مقدسہ زیارتِ شیخ کے لئے جا رہے تھے، راستہ میں ایک جنگل سے گزر ہوا

،وہاں ایک نورانی شکل بزرگ سے ملاقات ہوئی ، انہوں نے فرمایا کہ درود کبریت احمر پڑھا کرو، آپ نے جواب دیا کہ میرے لئے میرے پیر کا فرمان کافی ہے، تونسہ شریف حاضر ہوئے تو مرشد کریم نے فرمایا کہ راستہ میں تمہیں ایک آدمی ملا تھا، اس نے جو وظیفہ بتایا ہے، وہ پڑھا کرو، وہ حضرت پیرانِ پیر غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہ درود پاک (کبریت احمر) اس سے پہلے طریقہ چشتیہ کے اوراد میں شامل نہ تھا حضرت پیر سیال کے ذریعہ یہ نعمتِ عظمیٰ چشتیہ سلسلہ کو نصیب ہوئی۔ (۱۱۴)

عاشقِ رسول کریم ﷺ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مدرسہ کے چوتھے سالانہ جلسے میں حضرت شیخ المشائخ مولانا سید محمد عمر حنبلی قادری حیدرآبادی علیہ الرحمۃ کو بریلی شریف آنے کی دعوت دی۔ حضرت نے عدیم الفرصتی کے عذر سے معذرت چاہی اور جواب لکھ دیا گیا ۔آخر میں شاہ صاحب موصوف نے نہایت اصرار سے پھر لکھا ''اس فقیر کو حضرت سے ملنے کی بہت آرزو ہے، یہ ایک دینی جلسہ ہے، براہِ کرم زحمت گوارا فرما کر فقیر کو ممنون فرمایا جائے۔ امید ہے کہ فقیر کے عریضے کا جواب بلحاظ کرم ہائے غوثیہ کبھی نفی میں نہ آئے گا۔'' اس خط کے ملاحظہ کے بعد حضرت نے تھوڑی دیر آنکھیں بند فرمالیں اور مراقب ہوگئے، اس کے بعد مسکراتے ہوئے اپنے بعض خادموں سے جو موجود تھے، فرمایا کہ شاہ صاحب نے صرف ہم کو ہی نہیں لکھا بلکہ دربارِ غوثیہ سے بھی ہماری طلبی کی اجازت حاصل کرلی ہے، اسلئے اب شرکت بالکل ضروری ہے، فوراً بانس بریلی جانے کے انتظامات شروع ہوگئے۔ (۱۱۵)

حضرت سید مظفر علی شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا (شاہ فخر الدین نظامی دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے چلے آئے اور فرمایا کہ میرا آخری وقت ہے، حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باطنی حکم پر آپ کو

سلسلہ قادریہ کی امانت سپرد کرتا ہوں اور یہ کہہ کر سید صاحب مولانا سے بغل گیر ہو گئے اور قادری سلسلے کی نعمت آپ کے سپرد فرمائی۔ اسی رات مظفر علی شاہ کا انتقال ہوا، جب شاہ فخرم کو خبر ہوئی تو آپ نے قطب ابدال کے جنازہ کی نماز میں شرکت فرما کر سعادت دارین حاصل کی۔(۱۱۶)

سڑک کے شاملی پر شیخ سماء الدین خلیفہ کبیر الاولیاء پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے، اس سڑک پر کیرانہ اور شاملی کے درمیان کوئی چاہ نہ تھا۔ مسافروں کو نہایت تکلیف تھی، زمینداران کیرانہ نے متصل مزار مذکور ایک کنواں بنانا چاہا، دن بھر معمار اس پر کام کرتے، جب دوسرے روز جا کر دیکھتے تو کنواں ڈھایا ہوا ملتا، جب کئی روز اسی طرح گزر گئے، اہلِ کیرانہ حضرت شیخ فتح محمد غیاث الدین قادری کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے، امداد چاہی، آپ ازراہِ رحم مزار پر تشریف لے گئے۔ چند زمیندار بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ جب رات ہوئی، وہ لوگ تو اوپر درختوں پر چڑھے، آپ چاہ پر بیٹھ گئے۔ جب آدھی رات گئی، ایک بزرگ پھاوڑا ہاتھ میں لئے پیدا ہوئے چاہتے تھے کہ کنویں میں پھاوڑا ماریں۔ آپ مانع آئے، انہوں نے کہا میں اس مقام پر کنواں نہ بننے دوں گا۔ کنویں کی وجہ سے یہ مقام ناپاک رہے گا۔ ہر چند آپ نے سمجھایا، وہ بزرگ نہ مانے، اس روز تو وہ چلے گئے، دوسرے روز اسی وقت پھر وہ پیدا ہوئے، وہ زمیندار درختوں پر بیٹھے تھے، انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر سے ایک تخت اترا، اس پر دو بزرگ تھے، یہ دونوں صاحب ان کو دیکھ کر کھڑے ہوئے اور تعظیم بجالائے۔ ان دونوں بزرگوں نے جن کا مزار تھا، ان سے فرمایا کہ ہم کو فتح محمد کی خاطر منظور ہے، لہٰذا چاہ بننے دو۔ انہوں نے منظور کیا اور وہ تخت جس طرح سے آیا تھا، اسی طرح چلا گیا۔ ان زمینداروں نے حضرت سے پوچھا کہ تخت پر یہ دونوں بزرگ کون تھے؟ فرمایا کہ جو داہنی طرف تھے وہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ تھے اور جو

بائیں طرف باادب بیٹھے تھے، وہ ان کے پیر فتح جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔(۱۱۷)

حضرت شیخ سید عبدالرزاق مکی رحمۃ اللہ علیہ (نیلا گنبد) کو ان کی وصیت کے مطابق معتقدین نے ان کے حجرہ میں ہی دفن کر دیا۔ ایک مدت تک یہ قبر غیر پختہ رہی، مشہور ہے کہ ان ایام میں جمعرات کے دن یہاں شیر نمودار ہوتا اور یہاں اپنی دم سے جاروب کشی کرتا۔ بعدازاں حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خانقاہ کے متولی سے خواب میں یہ فرمایا کہ ہمیں حضرت غوث الاعظم پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے حکم ملا ہے کہ حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ تعمیر کرائیں، لہٰذا ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ان کے مقبرہ کی تعمیر کا اہتمام کرو۔ جو شخص بھی اس مقبرہ کی تعمیر میں دامے، درمے حصہ لے گا اسے اجرِ جزیل عطا ہوگا۔ صبح کو اس متولی نے اس حکم کی تعمیل کی، لوگوں کو جمع کیا اور بہت سارو پیہ چندہ کے طور پر اکٹھا کیا، عبدالغفور نامی معمار کو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ وہ گنبد دار مقبرہ کی تعمیر کا اہتمام کرے۔ (۱۱۸)

جب یہ مقبرہ قریب الاختتام پہنچا تو حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ مہتمم (معمار عبدالغفور) کے خواب میں آئے اور فرمایا کہ اکثر اوقات پیرانِ پیر اس مقام پر تشریف لاتے ہیں اور مقامِ نشست و برخاست کی تکلیف رہتی ہے، اس لحاظ سے میری خواہش ہے کہ اس مقبرہ کے متصل ایک مسجد عالی شان تیار ہو، چونکہ چندے کا روپیہ بہت تھا، اس نذر سے وہ مسجد بھی اسی روپیہ سے تعمیر ہوئی۔(۱۱۹)

قدم ہر ولی کی گردن پر

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک وعظ کے دوران فرمایا: قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ (میرا یہ قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے)، یہ سن کر شیخ علی

الہیئتی رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور تخت کے پاس جا کر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا، اس کے بعد تمام حاضرین نے آگے بڑھ کر اپنی گردنیں جھکا دیں۔(۱۲۰)

حضور کے اس ارشاد کے متعلق محترم سید محمد اشرف اندرابی قادری، سربراہِ اعلیٰ دار العلوم شاہ ہمدان پانپور کشمیر (انڈیا) رقمطراز ہیں:

''جہاں تک حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد گرامی ''قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ'' کا تعلق ہے، جمہور اولیاء امت اور علماء وفضلاء ملت (اہلسنت وجماعت) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا یہ ارشاد بحال صحو صادر ہوا اور آپ من جانب اللہ (بالہام) اس کے لئے مامور تھے۔ نیز یہ کہ اس کا اطلاق ماسوائے صحابہ کرام، اہلِ بیت عظام اور اعاظم تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تمام اولیاء اللہ پر ہوتا ہے۔ ہاں بعض حضرات نے اس کو آپ کے ہم عصر اور بعد میں آنے والے اولیاء اللہ پر منطبق کیا ہے اور بعض دیگر حضرات نے اس میں صرف ہم عصر اولیاء اللہ کو شامل کیا ہے۔ لیکن جمہور کے مقابلے میں ان حضرات کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حضرات بھی آپ کی ولایت کاملہ کے قائل اور آپ کی کرامات وکمالات کے معترف تھے۔''(۱۲۱)

چند سال قبل بعض کم فہم علماء ومشائخ نے اس موضوع پر کچھ ایسے انداز سے اظہارِ خیال کیا جس سے اہلِ سنت کے جذبات مجروح ہوئے اور اس مکتبِ فکر کے اہلِ قلم نے اس خطرناک مہم کا تعاقب کرتے ہوئے اسے ناکامی سے دوچار کر دیا اور درج ذیل تحقیقی مقالات منظر عام پر آئے: (ان کے علاوہ اور مقالات بھی لکھے گئے ہوں گے لیکن راقم کی نظر سے یہی گزرے ہیں)

۱۔ غوث اعظم کے ارشاد گرامی'' قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ '' کی تحقیق از پیر طریقت صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گولڑوی (۱۲۲)

ب۔ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقْبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ الشیخ عبدالحق محدث دہلوی کی نظر میں مرتبہ۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے۔(۱۲۳)

ج۔افضلیت غوث اعظم دلائل وشواہد از ڈاکٹرالطاف حسین سعیدی(۱۲۴)

د۔غوث صمدانی قطب ربانی، سیاح لامکانی، بحیثیت سیدالاولیائ، طارق مجاہد جہلمی۔جہلم

ہ۔فیض احمداویسی: تحقیق الاکابر فی قدم شیخ عبدالقادر، بہاولپور، مکتبہ اویسیہ رضویہ ۱۹۹۹ء

و۔ممتاز احمد چشتی: قدم الشیخ عبدالقادر علی رقاب الاولیاء الاکابر رضی اللہ تعالٰی عنہم، ملتان، بزم سعید، جامعہ انوارالعلوم ۱۴۱۹ھ

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس موضوع پر زیادہ سے زیادہ اور مسلسل لکھا جائے تا کہ آئندہ کوئی بدنصیب اس مسئلہ کو متنازعہ بنانے کی جرأت نہ کر سکے۔

ہم جیسے دورافتادہ اور وہابی زدہ علاقے میں آج بھی سادہ لوح مسلمان حضورغوث پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اتنا ادب واحترام کرتے ہیں کہ بغدادشریف کی طرف پاؤں کر کے سونے کو گناہ سمجھتے ہیں اورانہیں یاپیرانِ پیر کہہ کر پکارتے ہیں،اس سے پتا چلتا ہے کہ مسلمانوں میں یہ بات تواتر کے ساتھ منتقل ہوتی آرہی ہے کہ حضور غوث پاک اولیاء اللہ کے سردار ہیں۔ اس سلسلہ میں چند حضرات کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں:

فتوح الغیب کے متعلق اسی قدر کہہ دینا کافی ہے کہ اس کی تالیف اورترتیب جس ذات والا نے فرمائی ہے دنیا میں ان کو سیدالاولیاء کہا جاتا ہے یعنی سیدالاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز۔(قاضی محمدزاہدالحسینی دیوبندی(۱۲۵)

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف اللہ کے ولی ہیں بلکہ اولیاء کے سردار ہیں۔(غزالی زمان حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)(۱۲۶)

اکابر مشائخ میں سے ایک شخص نے حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا کہ حق تعالیٰ نے کسی ولی اللہ کو حضرت غوث الاعظم کے مقام سے زیادہ بلند نہیں کیا اور نہ اپنے شربتِ محبت سے کسی کو چکھایا، جب تک کہ اس سے زیادہ خوشگوار حضرت غوث الاعظم کو نہ عطا کرلیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا کہ عبدالقادر فردِ جہاں اور غوث وقطبِ اولیائے زماں ہیں۔(حضرت الھدیۃ ابن شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ)(۱۲۷)

دیکھو حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ کس درجہ حضور پُرنور ﷺ کی محبت میں فنا تھے، ہاں یہ اسی محبت کا کرشمہ ہے کہ تمام اولیاء اللہ کے سردار ہونے کی عزت عطا کی گئی اور پھر وہ کمالات اور کرامات دی گئیں کہ جن کا شمار ہماری عقل کی طاقت سے باہر ہے۔(امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ)(۱۲۸)

اہلِ علم فرماتے ہیں کہ تمام اولیاء اللہ ولایت اور فیض حاصل کرنے کے سلسلہ میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محتاج ہیں:

رجال الغیب بھی سلسلے میں ہوتے ہیں۔ البتہ افراد سوائے حضور اقدس ﷺ کے کسی اور کے ماتحت نہیں ہوتے، اسی واسطے فرد کہلاتے ہیں، سلسلے میں کسی کے نہیں لیکن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع سے چارہ نہیں۔

(امام احمد رضا خان بریلوی نور اللہ مرقدہٗ)(۱۲۹)

حق تعالیٰ نے آنجناب (حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ) کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ دور و نزدیک یکساں تصرف فرماتے ہیں، آپ اپنے ہم عصر اور بعد میں آنے والے تمام اولیائے کرام کے لئے حصولِ ولایت اور حصولِ فیوضات کا ''وسیلۂ کبریٰ

''اور'' واسطۂ عظمیٰ'' ہیں۔(ہمعات، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)(۱۳۰)

حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی ''اقتباس الانوار'' میں لکھتے ہیں:

''جس کسی کو ظاہری، باطنی فیض حاصل ہوا، سیدنا غوث الاعظم کی وساطت ہی سے ہوا، خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو، کوئی ولی آپ کی مہر کے بغیر منظور اور معتبر نہیں ہوسکتا، حق تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دے دی ہے، جسے چاہیں کسی منصبِ ولایت پر مقرر فرمادیں، جسے چاہیں ایک آن میں معزول فرمادیں۔''(۱۳۱)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد گرامی ''قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ'' کے متعلق چند علماء ومشائخ کے ارشادات پیشِ خدمت ہیں:

آپ (حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ) کے آنے سے ملّتِ بیضا کو استحکام اور دینِ مصطفوی کو فروغ نصیب ہوا، قسامِ ازل نے آپ کو وہ فضیلتیں، شانیں، اور عظمتیں عطا فرمائیں کہ قطبیت وغوثیت کے قاسم بھی ہیں اور فرد الافراد بھی، سلطان الاولیاء بھی ہیں اور محبوبِ سبحانی بھی، شیخ طریقت وشریعت اور شہبازِ لامکانی بھی، المختصر آپ کے مقام ومرتبہ اور جاہ وحشم کے سامنے بڑے سے بڑے اربابِ فضیلت سرنگوں ہیں اور آپ کی عظمت کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہیں، آپ نے مقامِ تمکین پر فائز ہوتے ہوئے یہ الہامی ارشاد فرمایا کہ ''قَدَمِیْ هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ'' جس کو اکابرینِ ملت اور صوفیائے امت نے پورے انشراحِ صدر سے قبول کیا، اس عظمت وفضیلت کو فخر ومباہات کے طور پر نہیں بلکہ تحدیثِ نعمت کے طور پر بیان فرمایا، مزید برآں یہ کہ یہ اعزاز وقتی نہیں بلکہ تا ابد یہ مقام ومرتبہ باقی رہے گا اور سلاسلِ روحانیت وطریقت آپ سے فیض لیتے رہیں گے۔(مفتی محمد ہدایت اللہ پسروری۔ ملتان)(۱۳۲)

حضرت غوثِ اعظم قدس سرہ کے امتیازی فضائل وکمالات کی طویل فہرست

میں آپ کا مشہورِ زمانہ ارشادِ گرامی "قَدَمِیْ ھٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" خاص اہمیت رکھتا ہے، مدینۃ الاسلام بغداد میں برسرِ منبر مامور من اللہ ہو کر جس مجلس میں آنجناب نے یہ اعلان فرمایا، اس میں روایات کے مطابق اس دور کے کم وبیش پچاس سے زیادہ اکابر اولیائے کرام موجود تھے جن میں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، ان کے پیرِ طریقت شیخ ابو النجیب عبدالقاہر سہروردی، شیخ علی ہیتی، شیخ بقا بن بطو، شیخ ابوسعید قیلوی، شیخ قضیب البان موصلی اور شیخ ماجد الکردی رحمۃ اللہ علیہم شامل تھے، حاضرِ مجلس تمام اولیائے کرام نے منبر کے قریب آکر گردنیں جھکا دیں اور غوث پاک نے ان کی گردنوں پر اپنا قدم مبارک رکھا۔ اولیائے حاضرین میں سے شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے یہ شرف حاصل کیا اور حاضرِ مجلس اولیائے کرام کے علاوہ اکنافِ عالم کے تمام اولیاء اللہ نے جہاں کہیں بھی وہ تھے، اپنی گردنیں جھکا دیں اور آنجناب کی عظمت کا اعتراف کیا۔ چنانچہ شیخ ابومدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے دیارِ مغرب میں اور حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے علاقہ خراسان میں تعمیلِ ارشاد کی، امتِ مسلمہ کے جلیل القدر محققین، اکابر علمائے کرام نے اپنی کتابوں میں تصریح فرمائی کہ روئے زمین کے حاضر وغائب، ظاہر وباطن، دور ونزدیک کے تمام اولیائے کرام نے اس ارشاد کی تعمیل کی، البتہ بعض روایات کے مطابق ایک ولی نے انکار کیا تو اس کی ولایت سلب ہو گئی۔ (صاحبزادہ سید نصیرالدین نصیر گولڑوی) (۱۳۳)

اس الہامی کلام کی تمام اولیاءِ وقت نے پرزور تائید فرمائی اور اکثر علماء واولیاءِ امت نے اس امر پر اتفاق کیا کہ حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، حضرات صحابہ کرام اور ائمۂ اہلِ بیت (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے سوا سب زمانوں کے اولیاء کرام کے سردار ہیں، معاصرین، اولین وآخرین سب کے سب آپ سے فیض یافتہ

ہیں اور آپ ہی کے تابع ہیں۔ (حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ) (۱۳۴)

حضرت شاہ فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے بزرگ جن کا مزار شکار پور سندھ میں ہے، آپ کے مکتوبات شریف کے مکتوب ۴۹ میں لکھا ہے کہ تحقیق یہی ہے کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ گرامی "قَدَمِیْ ھٰذَا عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" حضور (غوثِ اعظم) کے زمانے پر محمول نہیں اور آج تک اولیاء کرام کا مقامات کے انتہاء تک حضور (غوث پاک) سے استفادہ اس بات کا مؤید ہے، اگر اس امر کو حضور کے زمانہ سے مخصوص کریں تو اولیاء کرام کا قیامت تک آپ کی جناب سے فائدہ حاصل کرنا جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے، کوئی معنی نہیں رکھتا، پس کشفی طور پر قطعاً ثابت ہو چکا ہے کہ حضور کا قدم مبارک جمیع اولیاء کرام اولین و آخرین کی گردنوں پر ہے۔ (۱۳۵)

حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مسلّمہ طور پر اللہ کے فضل سے مالا مال تھے، اور اس کی قدرت و ہیبت کے مظہر تھے، آپ کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے، آپ کو زمرۂ اولیاء میں ایک عظیم الشان سلطان کی حیثیت حاصل ہے۔ (پیر سید غلام معین الحق گیلانی) (۱۳۶)

جو شخص حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم پاک کے گردنِ اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر ہونے کی نفی کرتا ہے بلکہ یہ بات سن کر معاذ اللہ کہتا ہے، بے شک اس سے ہمارا قلب متنفر ہے، لیکن یہ مسئلہ محض ایک کشف سے متعلق ہے، نصوص سے نہیں، اس لئے ہم اس کے منکر اور نافی پر کوئی حکم شرعی فتوے کی حیثیت سے نہیں لگا سکتے اور بس۔

(غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ) (۱۳۷)

پیرانِ پیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قدم ہونا سب کی گردن پر مُراد ان کی

بزرگی اور بڑائی ہے (مولوی رشید احمد گنگوہی) (۱۳۸)

مولانا محمد حسن صاحب مرادآبادی نے ایک بار مولوی رشید احمد گنگوہی سے دریافت کیا کہ کیا شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول قدمی علیٰ رأس کل ولی اللہ صحیح ہے؟

حضرت نے فرمایا: بیشک صحیح ہے اور ان کے زمانہ کے اولیاء اللہ مراد ہیں اور اگر بعد کے اولیاء بھی مراد ہوں تو کیا عجب ہے؟ آخر وہ سید الاولیاء تھے، مشہور ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہے مگر آج کل کے چشتی اس کو تسلیم نہیں کرتے اور حضرت خواجہ کی برابر کسی بزرگ کو نہیں سمجھتے۔ (۱۳۹)

بعض سجادہ نشین حضرات کو آنجناب (حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ارشاد قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ (میرا قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) اپنے سلسلہ کے اکابرین مشائخ مثل خواجہ بزرگ معین الحق والدِّین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم کے متعلق گراں گزرتا ہے، اس لئے وہ حضرت محبوب سبحانی کے اس قول مبارک کے متعلق مختلف تاویلیں پیش کرتے ہیں، اس سے ان کا منشا اپنے مشائخ سلسلہ کی تعظیم اور رکمالِ محبت ہے لیکن ہم ایسا نہیں کرسکتے، انصاف کرنا چاہئے، یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا ہوا ہے کہ جب یہ کلمہ حضور سے صادر ہوا تھا، اس وقت سعید میں حضرت خواجہ اجمیری ایک پہاڑ پر یادِ الٰہی میں مشغول تھے، آپ نے جب غیب سے یہ کلمہ گوشِ ہوش سے سنا تو بہ ادب تمام آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "علیٰ راسی وعینی" (میرے سر آنکھوں پر)۔

(حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ) (۱۴۰)

دیکھنا یہ ہے کہ آیا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول شطحیات کی

قسم سے تھا جو عالمِ سکر میں اولیائے کرام سے صادر ہوتے ہیں جیسے سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے سُبحَانِیْ مَاأَعْظَمَ شَأنِیْ کہا تھا اور بعد میں ہوش آنے پر توبہ کرلی تھی یا آنجناب نے یہ کلمات بقائمی ہوش وحواس ارشاد فرمائے اور ہمیشہ ان پر قائم رہے۔

پھر حضرت قبلۂ عالم (حضرت پیر سید مہر علی شاہ) قدس سرہٗ نے فتوحاتِ مکیہ ، بہجۃ الاسرار، نفحات الانس اور عربی فارسی کی دیگر کئی معتبر کتب کے حوالہ جات سے اور حضرات شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی، شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی، شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مولانا عبدالرحمن جامی رحمہم اللہ کے کلمات نظم ونثر سے ثابت فرمایا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اس فرمان کے لئے منجانب اللہ مامور تھے اور یہ چیز جبھی متصور ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جملہ اولیاء اللہ پر آپ کی فضیلت واضح کرنا منظور ومطلوب ہو، اس فضیلت پر متقدمین ومتاخرین ہر زمانہ میں متفق چلے آئے ہیں، حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کا یہ ارشاد گرامی سن کر کہا تھا "بَلْ عَلٰی رَاْسِیْ وَعَیْنِیْ" (بلکہ میرے سر اور آنکھوں پر) اور موجودہ دور میں حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے "مکتوب شریف" میں حضرت غوث الاعظم کے اس دائمی اور عالم گیر منصب کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہر ولی اللہ کو آپ ہی کی وساطت سے نعمت ملتی ہے۔

حضرت نے اس ضمن میں ایک ولی اللہ کا واقعہ بھی بیان فرمایا جنہوں نے گردن تو جھکا دی تھی مگر خیال گزرا کہ میں حضوریِ خاص میں ہوں، اس کے باوجود شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی نہیں دیکھا، اس پر حضرت غوث الاعظم نے اس کے خیال سے مطلع ہوکر اسے کہلا بھیجا کہ میں حضوریٔ خاص الخاص اور مقام مخدع میں رہتا ہوں، جہاں سے میں تمہیں دیکھتا ہوں لیکن تم مجھے نہیں دیکھ سکتے اور اس کا ثبوت یہ

ہے کہ فلاں وقت پر بارگاہِ الٰہی سے تمہیں جو خلعت عطا ہوئی تھی اور جس کی کیفیت سورہ فاتحہ پر مبنی تھی وہ میرے ہی ہاتھوں تم نے وصول کی تھی۔

(حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ) (۱۴۱)

مخزن اسرار میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے بڑے نام کے بزرگ ہوئے ہیں، آپ کی زیارت کے لئے آپ کے چند مرید تونسہ شریف جارہے تھے، ان کے ہمراہ ایک شخص جو سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتا تھا، روانہ ہوا، دورانِ گفتگو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک کا ذکر آیا، قادری مرید نے کہا کہ آپ کا قدم مبارک اولین و آخرین جملہ اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے، حضرت سلیمان تونسوی کے مریدوں نے کہا لیکن ہمارے پیرومرشد کی گردن پر نہیں ہے کیونکہ ہمارے پیر اس زمانے کے غوث ہیں، جب تونسہ شریف پہنچے تو قادری مرید نے سارا واقعہ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو سنا دیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ حضرت شیخ کا قدم مبارک محض اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے یا عام لوگوں کی گردنوں پر بھی ہے؟ قادری مرید نے کہا کہ صرف اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے، عوام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ تب شیخ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آئے اور کہا کہ یہ کم بخت مرید مجھے ولی اللہ تسلیم نہیں کرتے، ورنہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک میری گردن پر ضرور تسلیم کرتے۔ (۱۴۲)

جس روز غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے، اسی روز تمام مشائخ نے اپنی چشمِ باطن سے مشاہدہ کیا کہ تاجِ غوثیت آپ کے سر مبارک پر رکھا گیا ہے اور علمِ قطبیت لہرا رہا ہے، آپ کے عہد سے قبل اور بعد کے اولیاء اللہ نے آپ کو غوث اعظم تسلیم کیا ہے، یہی نہیں بلکہ رجال الغیب اور ابدال کی ایک جماعت ہوا میں اسی وقت اڑتی ہوئی نظر آئی، جب آپ نے کہ کلمہ ارشاد فرمایا اور اس جماعت

نے آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا۔ (مولانا حافظ محمد اسحاق سہروردی) (۱۴۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ (حضرت غوث اعظم ﷺ) کے ذریعہ علاماتِ قدرت وامارت، دلائل خصوصیت اور براہین کرامت آفتاب نصف النہار سے زیادہ واضح اور ظاہر فرمائے اور بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور تصرفاتِ وجود کی لگامیں آپ کے قبضۂ اقتدار ودستِ اختیار کے سپرد فرمائیں، تمام مخلوق کے دلوں کو آپ کی عظمت وہیبت کے سامنے سرنگوں کر دیا اور اس وقت کے تمام اولیاء کو آپ کے سایۂ قدم اور دائرۂ حکم میں دے دیا، کیونکہ آپ منجانب اللہ اسی پر مامور تھے، جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ ''میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے'' اور تمام اولیائے وقت حاضر وغائب، قریب وبعید اور ظاہر وباطن سب کے سب آپ کے مطیع وفرمانبردار اس وجہ سے ہو گئے کہ انہیں راندۂ درگاہ ہونے کا خوف اور زیادتی مراتب کا شوق اس پر مجبور کرتا تھا۔ (۱۴۴)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ تمام اولیائے کرام کو حضور اکرم ﷺ کے وسیلے سے حضرت علی، حسنین کریمین اور ائمۂ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ذریعے فیض پہنچتا رہا۔ آگے چل کر رقمطراز ہیں:

''حتی کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تک نوبت آ پہنچی اور یہ منصب مذکور ان بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے ہوا، مذکورہ بالا اماموں کے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیانی زمانے میں کوئی بزرگ اس منصب سے مشرف ہوتا پایا نہیں جاتا، اس راستے میں تمام اقطاب اور نجباء کو فیوض وبرکات کا پہنچنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہی ذریعہ شریف سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز سوائے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی کو میسر نہیں ہوا۔

اسی واسطے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ غروب ہوا آفتاب پچھلوں کا اور چمکا آفتاب میرا، شمس سے مراد فیض وہدایت ہے اور غروب سے مراد ہے کہ وہ منصب اب میرے سپرد ہے جو پہلے والوں کے سپرد تھا، یعنی رشد وہدایت پہنچنے کا ذریعہ اب آپ کی ذات مبارک ہے اور جب تک فیضان کے وسیلے کا معاملہ برپا ہے، وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلے اور توسل ہی سے پہنچے گا۔ اسی واسطے جو حضرت نے فرمایا ہے کہ غروب ہوا آفتاب پچھلوں کا، وہ درست ہے۔ (۱۴۵)

پیر طریقت صاحبزادہ سید نصیر الدین گیلانی گولڑوی مدظلہ العالی نے اپنے ایک مضمون ''غوث اعظم کے ارشاد گرامی قدمی ھٰذہٖ کی تحقیق'' میں حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''مکاشفہ غیبیہ'' سے یہ اقتباس درج کیا ہے جو ثبوتِ موضوع کے لئے کافی ہے:

''جاننا چاہئے کہ واصلانِ ذات میں سے جو بزرگوار افراد کے لقب سے ممتاز ہیں وہ بہت ہی تھوڑے ہیں، اکابر صحابہ کرام اور اہل بیت میں سے بارہ امام اس دولت سے مشرف ہیں اور غوث الثقلین، قطب ربانی، محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اس دولت سے مشرف ہونے میں ممتاز ہیں اور اس مقام میں وہ خاص شان رکھتے ہیں جو دوسرے اولیائے کرام کو نصیب نہیں۔ آپ کا یہی امتیاز علوِ مرتبت کا باعث ہے، آپ کا ارشاد ہے کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے، اگرچہ دوسرے اولیائے کرام کے فضائل وکرامات بہت ہیں، مگر آپ کا قرب خصوصیت کے ساتھ عروج میں سب سے زیادہ ہے، اور اس کیفیت کو کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا، آپ صحابہ اور ائمہ اثنا عشرہ کے ساتھ اس عظیم الشان فضیلت میں شریک ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔'' (۱۴۶)

شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت غوث پاک

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدمی هٰذه علیٰ رقبة کل اولیاء اللہ فرمایا، حق سبحانہ تعالیٰ آپ کے دل پر تجلی فرما تھا اور رسول اللہ ﷺ ملائکہ مقربین، اولیائے متقدمین ومتاخرین سب اس جگہ پر موجود تھے اور سب نے فرداً فرداً آپ کو خلعت پہنایا اور ملائکہ مقربین اور رجال غیب آپ کو اپنے جلو میں لئے ہوئے تھے، روئے زمین پر کوئی ولی باقی نہیں رہا جس نے آپ کا قدم اپنی گردن پر نہ رکھا ہو، عجم میں کسی بزرگ نے ایسا نہ کیا تو ان کی بزرگی سلب ہوگئی۔ ظاہر ہے اس طرح کا دعویٰ وہی کر سکتا ہے جسے حق تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی عنایت، مہربانی اور حمایت حاصل ہو۔

(حضرت الهدیہ ابن شیخ عبدالرحیم چشتی صابری) (۱۴۷)

سیدنا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ نے سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان مبارک قدمی هٰذه علیٰ رقبة کل ولی اللہ کو تمام معاصرین اولیاء اللہ کی قسمت قرار دیا جیسا کہ مکتوبات شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حکایت قدم غوث اعظم میں لکھا ہے: ''سیدنا آدم بنوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ''نکات الاسرار'' کے حوالے سے یہ قول یوں منقول ہے کہ ایک بار فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ولیوں کی گردن پر قدمِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم رکھنے کا ذکر ہوا، آپ نے فرمایا: اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو ضرور آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھتا اور فخر سے کہتا کہ میری آنکھ کی پتلی پر، اس لئے کہ میرے شیخ معین الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ ان مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے آپ کا قدم مبارک اپنے کندھے پر رکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بغداد جا کر سیدنا جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار سے فیض یاب ہوئے۔ (۱۴۸)

جواب اعتراضات:

جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ان

الفاظ (میرا قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) کے متعلق تو سبھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بحکم الٰہی کہے گئے تھے مگر وسعتِ فرمان کے معاملہ میں موجودہ دور کے بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ آپ کا یہ فرمان صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص تھا، کیونکہ اولیائے متقدمین میں حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیائے متاخرین میں حضرت امام مہدی بھی شامل ہیں، لیکن اکثریت اور اکابرین کی رائے یہ ہے کہ اس قول کے تحت آپ کے زمانہ کے اولیائے حاضر و غائب کے علاوہ تمام اولیائے متقدمین و متاخرین بھی آتے ہیں اور اولیاء سے مراد وہ ولی اللہ ہیں جو اصحاب وائمۂ اہل بیت وغیرہ کے مختص ناموں سے منسوب نہیں۔

(حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ) (۱۴۹)

ایک جلسے میں تقریر کے دوران ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ "بعض جہلا کا کہنا ہے کہ معراج کی رات حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دوشِ مبارک پر سرکارِ دوجہاں ﷺ کے قدم مبارک رکھے، اس طرح حضور ﷺ عرش پر پہنچے۔ گویا حضور ﷺ کو عرش پر پہنچانے والے حضرت غوث اعظم ہیں، یہ نبوت کی تنقیص ہے اور غلط واقعہ ہے۔"

تقریر کے بعد حضرت پیر عبدالرحمن آف بھرچونڈی شریف نے مولوی صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ اگر اس واقعے کو یوں بیان کیا جائے تو تنقیص بھی لازم نہیں آتی اور شانِ غوثیت بھی چمک جاتی ہے کہ شبِ معراج آنحضور ﷺ نے غوث اعظم شاہِ جیلاں قدس سرہٗ کے کاندھے کو اپنے نورانی قدموں سے مشرف فرمایا اور یہ وہ شرف ہے جو اولیاء کرام میں سے صرف غوث اعظم کو حصے میں آیا ہے۔

جو سر پہ رکھنے مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

اسی وجہ سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانِ دُرفشاں سے نکلا،

قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ ، جب آپ کے کاندھوں نے نوری قدموں کو چھولیا تو ہر ولی کے کاندھوں نے آپ کے قدموں کو اپنے اوپر رکھنے میں فخر سمجھا اور اپنی ولایت پر مہر تصدیق ثبت کرائی ۔(۱۵۰)

اسی حوالہ سے امامِ اہلِ سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہٗ کی تحریر سے یہ ایمان افروز اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''روحِ مقدس کا شبِ معراج کو حاضر ہونا اور حضور اقدس ﷺ کا حضرت غوث کی گردن پر قدم اکرم رکھ کر براق شریف یا عرش پر جلوہ فرمانا اور سرکارِ ابد قرار سے فرزندِار جمند کو اس خدمت کے صلہ میں انعامِ عظیم عطا ہونا، ان میں کوئی امر نہ عقلاً اور نہ شرعاً مہجور اور کلماتِ مشائخ میں مسطور و ماثور اور کتبِ حدیث میں ذکر معدوم نہ کہ عدم مذکور، نہ روایاتِ مشائخ اس طریقہ ظاہری میں محصور اور قدرتِ قادر وسیع وموفور اور قدرِ قادری کی بلندی مشہور، پھر ردّ و انکار! کیا مقتضائے ادب و شعور؟(۱۵۱)

منبعِ فیض

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

کعبہ قبلہ ہے جسم کا، اور شیخ قبلہ ہے روح کا، اس کا نام ارادت ہے، اگر اس طرح صدقِ عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اس کو فیض ضرور آئے گا۔ اگر شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ تو خالی نہ ہوگا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو معدنِ فیض و منبعِ انوار ہیں، ان سے فیض آئے گا۔(۱۵۲)

سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شہزادے ہیں، میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جد امجد یعنی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا صدقہ و عطیہ ہے۔(۱۵۳)

اسی طرح صوفی معراج الدین معراجؔ اپنی تصنیف ''تجلیاتِ برکت'' یعنی تذکرہ حضرت برکت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں لکھتے ہیں:

"آج قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی، زبانِ فیض ترجمان سے سیدنا غوث پاک، سرکار محبوبِ سبحانی رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا۔ (حضرت) شاہ صاحب حضور غوث پاک کی محبت کے جوش میں وارفتہ ہوتے جارہے تھے، بار بار بغداد شریف کی جانب اشارہ کر کے فرماتے تھے کہ میں نے جو کچھ پایا، جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کے دربار سے پایا۔ نیز فرمایا کہ شہنشاہِ بغداد کی کرامات اور تصرفات بیان کرنے سے انسان کی زبان قاصر ہے اور حضور کی شان ہمارے فہم وادراک سے بالاتر ہے۔" (۱۵۴)

اکابر بزرگانِ دین، حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے لئے وسیلہ قرار دیتے ہیں:

"مرجع وماوایِ فقیر آں سیدِ کائنات وخلاصۂ موجودات است علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات بوسیلہ حضرت پیر دستگیر، غریب نواز، شکستہ پرور، غوث الثقلین، شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی۔"

فقیر کا مرجع وماویٰ حضرت پیر دستگیر، غریب نواز، شکستہ پرور، غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے سیدِ کائنات، خلاصۂ موجودات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات ہیں۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) (۱۵۵)

حضرت سید جلال الدین مخدومِ جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ قادریہ کے ساتھ والہانہ محبت تھی، آپ اپنے ملفوظات المسمی "خزانۂ جلالی" میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مقولہ نقل کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا، اسی طرح خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ چونکہ شیخ عبدالقادر اپنے وقت کے قطب اور بات کے سچے تھے، اس لئے مجھے امید ہے کہ ان کی اس بات کے بموجب اللہ

تعالیٰ مجھ پر رحم وکرم کریں گے۔

اس کے بعد اس سلسلہ میں ایک ہی واسطہ ہے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے جس میں شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ کا بھی ذکر نہیں ہے کہ میں نے فلاں شخص کو دیکھا ہے جس نے شیخ سہروردی کو دیکھا تھا اور ان کو شیخ محی الدین عبدالقادر کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔(۱۵۶)

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کو سب کچھ دربارِ غوثیہ سے عطا ہوتا ہے، بزرگانِ دین اس کا کھلے عام اعتراف فرماتے ہیں:

ایک دن بندہ (مرزا مظہر جانِ جاناں) نے خاندانِ قادری کی اجازت کے لئے حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا، فرمایا کہ یہ اجازت ہم تم کو جناب رسول اکرم ﷺ سے لے دیتے ہیں، چنانچہ آپ حضور سرورِ عالم ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔آپ کے حکم سے بندہ نے بھی مراقبہ کیا۔کیا دیکھتا ہوں کہ حضور حبیبِ خدا ﷺ مع اصحابِ عظام واولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک بارگاہِ عالی میں رونق افروز ہیں اور حضرت غوث الثقلین حضور پرنور میں کھڑے ہیں۔حضرت شیخ عبدالقادر نے عرض کیا کہ مرزا جانجاناں خاندانِ قادریہ کی اجازت کے امیدوار ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اس معاملہ میں سید عبدالقادر سے عرض کرو۔ چنانچہ ان سے عرض کیا گیا، انہوں نے حضرت شیخ کی عرض قبول فرما کر بندہ کو اجازت مع خرقہ عطا فرمائی اور بندہ نے اپنے باطن میں نسبتِ قادری کی برکات محسوس کیں اور میرا سینہ اس نسبت کے انوار سے لبریز ہو گیا۔(۱۵۷)

حضرت ابوالفرح مولانا سید محمد فاضل الدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ محمد افضل کلانوری رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔انوارِ قادریہ کی تجلیات نے آپ کو اپنا محیط بنایا اور اس میں استغراق اس حد تک بڑھ گیا کہ کھانا پینا بھی

متروک ہو گیا۔ حتیٰ کہ قادریہ انوار میں آپ منتہی ٹھہرے اور فیضانِ قادری کی موجودگی میں کسی دوسری نسبت کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور فرمایا کہ مجھے اقلیم قادریہ کے شہنشاہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی ہی کافی ہے۔ حضرت شیخ محمد افضل کلانوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واقعی آپ نے درست کہا ہے کیونکہ حضرت غوث اعظم نے بدستِ خود آپ کے خاندان میں یہ (قادریہ) جھنڈا لگایا ہے۔ چنانچہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ مدت گزرنے کے بعد قادری لوائ (جھنڈا) حضرتِ علیٰ کو عالمِ رؤیا میں عنایت فرمایا اور قطبیتِ عظمیٰ عطا فرمائی۔ آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ یہ سلسلہ عالیہ علی الدّوام آپ یعنی قطبِ معظم، نائبِ غوثِ اعظم حضرت اعلیٰ کی نسل اصیل اولاد امجاد کے ذوقِ حُبِّ الٰہی سے فروغ پاتا رہے گا۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بشارت حرف بحرف پوری ہوتی رہی اور ان شاء اللہ یہ سلسلہ عالیہ تا یوم القیامہ قائم و دائم رہے گا۔ (۱۵۸)

جناب شیخ الجامعہ کے مسودات میں تحریر ہے

کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی ڈیرہ غازی خان میں ایک ننگے فقیر سے ملاقات ہوئی۔ آپ فرماتے تھے کہ وہ فقیر بڑا صاحب کشف تھا اور واقعات کونیہ کی اطلاع پہلے دے دیا کرتا تھا۔ میرے متعلق اس نے کئی پیشین گوئیاں کیں جو پوری ہو رہی ہیں۔ اور اس کے مکاشفات ہمیشہ درست ثابت ہوتے رہے ہیں۔ ڈیرہ غازی خاں سے ملتان آتے وقت وہ میرے ساتھ ہولیا۔ غازی گھاٹ سے ہم جہاز میں سوار ہو کر دریائے سندھ کو عبور کر رہے تھے کہ ایک عورت کافی فاصلہ پر دودھ کا برتن لیے مشک پر تیرتی نظر آئی۔ میری توجہ ایک لمحہ کے لیے ادھر ہو گئی اور خیال آیا کہ یہ عورت اپنے کام میں کیسی باہمت ہے۔ معاً وہ ننگا فقیر تالی بجا کر کہنے لگا وہ تار ٹوٹ

گئی۔ تار ٹوٹ گئی۔ یعنی تمہاری توجہ ذکر الٰہی کے شغل سے ہٹ کر اس عورت کے کام کی طرف مبذول ہو گئی ہے۔ پھر وہ جہاز میں ہی کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بگھی میں لے جائیں گے اور مجھے پیدل چلائیں گے۔ بابا تم اس کے لاڈلے جو ہوئے۔ تاہم ریل گاڑی میں اکٹھا سفر کریں گے۔ میں نے کہا نہیں دونوں اکٹھے بگھی میں چلیں گے۔ میرے پس کرایہ دینے کو رقم ہے وہ بولا پیسے تو میرے پاس بھی ہیں۔ مگر خدا کی مرضی یہی ہے کہ میں پیدل چلوں۔ حضرت فرماتے تھے کہ جہاز سے اتر کر میں نے ایک اچھا سا تانگہ دیکھا اور اس میں سوار ہو کر اس فقیر سے کہا کہ میرے برابر اگلی سیٹ پر بیٹھ جاؤ۔ میں یہ بات ابھی کہہ ہی رہا تھا کہ ایک شخص جلدی سے آ کر اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور وہ جگہ روک لی۔ وہ پچھلی سیٹ کی طرف پلٹا تو دو اور آدمی لپک کر اس سے پہلے سوار ہو کر وہاں بیٹھ گئے اور تانگہ میں سواریاں پوری ہو گئیں۔ پھر وہ جس تانگے یا بگھی کی طرف جاتا۔ اس کے پہنچنے سے پہلے ہی سواریوں سے بھر جاتا۔ اور چونکہ اس روز وہاں تحصیلدار آیا ہوا تھا اس لیے کوچبان قانون شکنی کے خوف سے چار سے زیادہ سواریاں نہ بٹھلاتے تھے۔ چنانچہ اس فقیر کو پیدل ہی چلنا پڑا۔ جب کئی میل کا سفر طے کرنے کے بعد یہ تانگوں کی سواریاں ریلوے اسٹیشن غازی گھاٹ پہنچیں تو ریل گاڑی کی روانگی کا وقت ہو چکا تھا اور وہ تیار کھڑی تھی۔ مجھے خیال گذرا کہ اب یہاں اس فقیر کا کشف ضرور غلط ثابت ہو گا لیکن گاڑی نہ چلی اور کھڑی رہی۔ معلوم ہوا کہ انجن میں کچھ خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ کوئی دو گھنٹہ بعد وہ فقیر ریلوے اسٹیشن پر پہنچا اور سیدھا میرے ڈبہ میں چلا آیا اور جیسے ہی اس نے گاڑی میں قدم رکھا گاڑی چل دی۔

حضرت فرماتے تھے کہ میں نے اس فقیر سے پوچھا کہ یہ نعمت تم نے کہاں سے پائی؟ کیونکہ تمہارے کسب کا نتیجہ تو معلوم نہیں ہوتی۔ اس نے جواب دیا کہ میں پولیس میں سپاہی تھا۔ ایک مرتبہ ہم دو سپاہی ایک گرفتار شدہ ملزم کو حراست میں لیے جا

رہے تھے کہ اثنائے راہ ایک قبرستان آیا جہاں ایک شکستہ سی قبر پر وہ ملزم دعا مانگنے کے لیے رکا۔ میں نے کہا کہ جیسی قبر کی حالت ہے ویسی ہی قبر والے کی ہوگی۔ کیوں وقت ضائع کر رہے ہو، جلدی چلو۔ رات کو خواب میں ایک بزرگ صورت شخص نظر آئے اور مجھے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئے۔ میری سفارش کی اور میرے لیے دعا کرائی۔ پھر مجھ سے کہا کہ میاں ہماری قبر تو ٹوٹی پھوٹی سہی مگر تمہارا کام تو بنا دیا۔ صبح کے وقت جب جاگا تو صاحب کشف تھا۔ ملازمت سے استعفیٰ دے کر آزاد ہوگیا۔ (۱۵۹)

کسی نے حضرت شاہ محمد مقیم محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے فرزند کو کیا عطا فرمایا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ایسی باتیں درویشوں کو نہیں کہنی چاہئیں لیکن جب شاہ سیف الرحمن علیہ الرحمۃ تولد ہوئے تو ہم نے غوث صمدانی قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں تھے، اس کو بغل میں اٹھا کر حضور کے پیش کیا تو حضرت نے نام مقرر فرمایا اور وہ نعمتیں جو آپ کو عطا ہوئی تھیں، ان میں سے حصہ عطا فرمایا۔ (۱۶۰)

آپ (حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قصیدہ غوثیہ (خمریہ) معارف کے نکتۂ عروج کا ترجمان ہے، اصحابِ سلوک اس کا وظیفہ بطورِ نصاب کرتے ہیں، اس قصیدہ کے خواص میں دوسرے متعدد دینی اور دنیوی فوائد کے علاوہ یہ بھی ہے کہ اسے دوام سے پڑھنے سے قوتِ حافظہ تیز ہو جاتی ہے۔ (۱۶۱)

(دہلی میں) جمیل الیاسی نام کے ایک مشہور شخص ہیں جو اپنی پیدائشی سرشت وخمیر کے اعتبار سے کٹر دیوبندی و تبلیغی ہیں، ان کے نام کے ساتھ "الیاسی" کا پیوند ہی ان کے اندر کا سارا حال بتا دیتا ہے۔ دہلی کے بائیس خواجگان کی شاید ہی کوئی ایسی درگاہ ہو جہاں عرس کے موقع پر وہ پیش پیش نہ رہتے ہوں۔ شری راجیو گاندھی جب پہلی بار وزیر اعظم ہوئے تو ان کی چادر لے کر یہی حضرت اجمیر شریف گئے اور

ان کی طرف سے خواجہ کے مزار شریف پر چڑھائی۔

جس زمانے میں شریمتی اندرا گاندھی وزارتِ عظمیٰ کی کرسی سے اتار دی گئی تھیں اور اپنی ناکامی کے کرب میں زندگی گزار رہی تھیں تو خوش آئند مستقبل کی نشاندہی کرنے والے جوتشیوں کی طرح یہ حضرت بھی ایک دن وہاں پہنچ گئے اور اندرا گاندھی سے کہا کہ دنیا میں صرف ایک ہی ذات ہے جو آپ کا گیا ہوا تخت و تاج واپس دلا سکتی ہے اور وہ ہے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات جن کا مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔(۱۶۲)

حضرت سید شاہ محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ابجد شناسی کے بعد اپنے والد ماجد سے قرآن حکیم پڑھنا شروع کیا مگر سات سال کی عمر تک آپ کو اس میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی بلکہ ذہن نے کام ہی نہ کیا۔خود آپ کا بیان ہے کہ میں ابتدا میں نہایت کند ذہن تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے فہم کی دولت سے بہت ہی کم حصہ پایا ہے۔یہ دیکھ کر آپ کے والد سید حسن رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی۔عالمِ استغراق میں آپ نے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جن سے انہیں بے حد عشق تھا اور ان سے استدعا کی کہ آپ اس بچے کے حال پر توجہ فرمائیے۔حضرت شاہ محمد غوث فرماتے ہیں کہ اس کے بعد تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی نے ذہن کی ساری کھڑکیاں کھول دی ہیں اور علوم کے تمام دروازے وا ہو گئے ہیں۔(۱۶۳)

جنابِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے مجھے مقامِ اقطاب پر پہنچنے کے بعد قطبِ ارشاد کی خلعت سے سرفراز فرمایا۔بعد ازاں بعنایت خداوندی جل شانہ ترقی کرتے کرتے اصل الاصل تک پہنچا، اس اخیر عروج میں حضرت غوث اعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی روحانیت سے مدد پہنچی۔

(حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ)(۱۶۴)

حضرت شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھی رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں اس طرح پریشانی

کے عالم میں بیٹھتے کہ گویا آپ کی کوئی چیز گم ہو گئی ہے یا محبوب کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ پھر یکایک ذوق کی حالت طاری ہوتی اور حقائق و معارف بیان کرنے لگتے اور فرماتے کہ عراق کی جانب سے میرے دل کو ہوا لگتی ہے جس کے ساتھ اللہ کی خوشبو ہوتی ہے۔ اکثر و بیشتر آپ بغداد کی طرف دیکھتے رہتے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبتِ معنوی تھی۔ (۱۶۵)

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کا عروج حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی فیض کا ثمرہ تھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں خود حضرت سیدنا غوث الاعظم نے اپنی ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ: ''ڈیڑھ سو سال کے بعد ایک درویش بہاؤالدین نامی بخارا میں پیدا ہوگا جو ہم سے خاص نعمت پائے گا۔ چنانچہ جب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے میدانِ سلوک میں قدم رکھا تو حضرت خضر علیہ السلام کے اشارے پر آپ حضرت غوث الاعظم کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے اور الغیاث، الغیاث یا محبوبِ سبحانی پکارتے ہوئے سو گئے، سوتے ہی خواب میں حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات سے نوازے گئے۔''

اس میکدے میں بٹتی ہے روحانیت کی مے
اس میکدے سے کوئی بھی پیاسا نہ جائے گا

(۱۶۶)

شانِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ الجامعہ نے حضرت خواجہ محمود تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سید نجیب علی احمد پوری کے حوالہ سے روایت تحریر کی ہے کہ حضرت خواجہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز فرمایا کہ غوثِ زمان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ''بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

''بر شیراں شرف دار دسگِ درگاہِ جیلانی''

مگر میں کہتا ہوں کہ ''بر پیراں شرف دار دسگِ درگاہِ جیلانی'' (۱۶۷)

آج کل تو بعض لوگ حضور ﷺ کا نام اقدس سن کر انگوٹھا چومنے کو بھی جائز نہیں سمجھتے مگر بزرگانِ دین خاص کر امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہٗ کو حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے کس قدر بے پایاں محبت وعقیدت تھی اور وہ انہیں کس شان کے بزرگ سمجھتے تھے، یہ ایک سوال کے جواب سے ظاہر ہے جو فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے قلم سے آج بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ حضور غوث پاک کے نام پر انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟ جواب میں آپ نے تحریر فرمایا: ''حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضور اقدس وانور ﷺ کے وارثِ کامل ونائبِ تام وآئینۂ ذات ہیں کہ حضور پر نور ﷺ مع اپنی جمیع صفاتِ جمال وجلال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں، جس طرح ذاتِ عزت احدیت مع جملہ صفات ونعوتِ جلالت آئینۂ محمدی میں تجلی فرما ہے۔ مَنۡ رَاٰنِیۡ فَقَدۡ رَأَی الۡحَقَّ تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکارِ رسالت ہے اور تعظیمِ سرکارِ رسالت عین تعظیم حضرتِ عزت ہے، جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ ثم علیہ وسلم اور یہ مثل صلاۃ بالاستقلال ان تعظیموں میں نہیں جن کو شرعِ مطہر نے شانِ نبوت سے خاص فرمادیا ہوتو وہی آیات واحادیث وارشاداتِ

ائمہ قدیم وحدیث اس کے جواز میں بھی کافی کفانا الکافی فی الدارین" (۱۶۸)

حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت اور بلند شان کے متعلق چند اور بزرگوں کے ارشادات وخیالات پیش خدمت ہیں:

محبوبیت وہ ہے کہ جمالِ الٰہی کے تجلّی نے اس کو اپنے انوار کا آشیانہ بنایا ہے، اسی لئے ہزاروں عاشق دیوانہ وار فیض وہدایت کی توقع سے دور دراز کے سفر طے کر کے اس کے آستانہ پر سربسجود ہوتے ہیں اور یہ مرتبہ ان مراتب میں سے ہے جو کسی بشر کو نہیں دیئے گئے مگر بطفیل حبیبِ خدا ﷺ چند اولیاء اللہ کو محبوبیت کا شمہ عطا کیا گیا ہے اور وہ مسجودِ خلائق ہوئے مثل حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ وخواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) (۱۶۹)

حضرت قبلہ عالم نور محمد مہاروی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت غلام حسن بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک شب حضرت قبلۂ عالم نے مجھ سے پوچھا کہ "حافظ! کیا غوث الثقلین محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کی کچھ خبر ہے؟ میں نے عرض کیا کہ بندہ نواز جب تک حضور کی خدمت سے مشرف نہیں ہوا تھا، اس وقت تک اس خدا کے محبوب کی شان کو کماحقہ' جانتا تھا مگر اب اس درگاہِ پاک سے عقیدہ میں کچھ قصور واقع ہو گیا ہے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "عیاذ أباللہ! اُس درگاہِ عالی سے قصور کیا معنی؟" میں نے عرض کیا کہ حضور پہلے میں غوث الاعظم کی جناب کو عین نورِ خدا اور عین نورِ رسول سمجھتا تھا مگر اب غوث الاعظم ہی سمجھتا ہوں۔ فرمایا: اس ذات پاک کو اسی نظر سے دیکھتے رہو جس نظر سے پہلے دیکھتے تھے۔" (۱۷۰)

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ نے اپنے بعض رسالوں میں لکھا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی کو تبدیلی کی مجال نہیں ہے مگر مجھ، اگر چاہوں تو میں اس میں تصرف کروں، میں اس بات پر بہت تعجب

کیا کرتا تھا کہ آپ کا فرمان بعید از فہم تھا اور بہت مدت تک یہ خیال فقیر کے ذہن میں رہا، یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے اس دولت سے مشرف فرمایا اور حقیقتِ حال منکشف ہوئی۔ (مکتوب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اقتباس)(۱۷۱)

خاندانِ نبوت میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا، قطب الاقطاب، بنی آدم کا غوث اور جن وانس کا مرجع بنادیا حتیٰ کہ شیخ محی الدین، مجدِ دِین ہو گئے، اگر چہ رسولِ اکرم ﷺ کا جمال تمام اولاد میں درخشاں ہے، لیکن حضرت شیخ (حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ) میں اور ہی قسم کا جمال وکمال ہے اور حضرت شیخ کا جمال دراصل حضور ﷺ کا جمال اور ان کا کمال درحقیقت رسالت پناہ کا کمال ہے۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)(۱۷۲)

جب کوئی شخص اپنا قلبی تعلق رسولِ اکرم ﷺ سے وابستہ کرلیتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو قطب بنادیتے ہیں اور پھر وہ مقامِ معشوقیت یعنی احدیت میں محو ہو جاتا ہے۔

اے محبوب! تمام لوگوں میں سے صرف دو آدمی مقامِ قطبیت سے مقامِ معشوقیت تک رسائی حاصل کر سکے ہیں، ایک شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور دوسرے شیخ نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان دونوں بزرگوں نے نبوت کے چشمہ سے خوب سیر ہو کر علومِ نبوت کو حاصل کیا ہے۔

(تحریر سید شیخ محمد جعفر مکی سرہندی خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ)(۱۷۳)

حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا تصرف جن اور انس دونوں پر تھا، چنانچہ جس طرح انسان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوتے تھے، اسی طرح جوق در جوق اجنّا بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوتے اور تائب ہوتے تھے۔ (حضرت الھدیہ ابن شیخ عبدالرحیم چشتی)(۱۷۴)

اس میں ذرہ بھر بھی کلام نہیں ہے کہ حضرت غوث اعظم ﷜ مرکزِ ولایت ہیں، اولیاء اللہ میں ان کو خاص برتری حاصل ہے، ان کی برکات کا آفتاب روزِ حشر تک ضیاء باریاں کرتا رہے گا۔ (شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ) (۱۷۵)

جس طرح حضرت غوث الاعظم ﷜ کی شان منفرد ہے، اسی طرح تمام مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تصوف کے سلسلوں میں سلسلہ قادریہ کو برتری حاصل ہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ صوفیائے کرام کے سارے سلسلوں میں شہرتِ عام اور مقبولیاتِ انام سب سے زیادہ کس کے حصہ میں آئی ہے تو متفقہ طور پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ﷜ کا نام ہی زبان پر آئے گا، مختلف ناموں اور تعظیمی لقبوں کے ساتھ غوث اعظم، محبوبِ سبحانی وغیرہما سے یاد کئے جاتے ہیں۔

(قاضی محمد زاھد الحسینی دیوبندی) (۱۷۶)

خاندانِ قادریہ کے شیخ کو مرید کی ناپیدا شدہ اولاد کو مریدی میں قبول کر لینا درست و جائز ہے کیونکہ اس سلسلہ کے پیر شیخ الجن والانس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ہیں اور ان کی ارادت سے کسی بشر کو انکار نہیں بلکہ تمام سلسلوں کے پیر اس دروازۂ عالی سے فیض پانے والے ہیں اور یہ سلسلہ سب سے افضل اور بزرگ ہے، اس صورت میں ارواح کو بھی اس سلسلہ کے مشائخ کی غلامی سے یقیناً انکار نہیں ہو گا۔ (شریف احمد شرافت نوشاہی) (۱۷۷)

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کرمانوالے قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مولوی عبداللہ اہلحدیث سکنہ اوڈاں والا نزد ماموں کانجن حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب اس نے وہاں اتباع سنت دیکھی (ہر کام سنت کے مطابق ہوتا تھا) تو وہ بڑا خوش ہوا لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہاں لکھا ہوا تھا:

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ
تو وہ سیخ پا ہو گیا اور ناراضی کا اظہار کیا۔ اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحمل سے کام لیا۔ اور جب اسے رخصت کرنے لگے تو آپ اس کے ساتھ باہر تک گئے۔ وہاں اس مولوی اہلحدیث کے پاس کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا۔
یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ
وہ مولوی کیا دیکھتا ہے کہ فوراً ایک بزرگ نورانی چہرہ ظاہر ہو گئے اور رعب اتنا تھا کہ مولوی صاحب ان کے جلال کی تاب نہ لا سکے اور اس مولوی صاحب کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔
اس پر اعلیٰ حضرت شرقپوری نے فرمایا:
" مولوی جی! یہی ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی جنہیں ہم پکارتے ہیں۔ دیکھو! ہماری عرض پر مدد کے لیے پہنچ گئے۔ یہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور اسی لیے ہم ان کو پکارا کرتے ہیں۔"
مولوی عبداللہ اپنے باطل عقیدہ پر نادم ہوئے۔ (۱۷۸)

قادریت میں اگرچہ تعلیم بہ ظاہر شیخ ہی سے ہوتی ہے لیکن یہ اویسی روحانیت کا مظہر ہے، شیخ کے ساتھ طالب کا ربط ہو یا طالب کی طرف شیخ کی توجہ، اس طریقے میں دونوں ہی ایک ایسے مخصوص انداز سے موجود ہیں جو دوسرے طریقے میں نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی اپنے اندر ایک ایسا سوتا رکھتی ہے جس کے اندر عالم میں بسیط ہو کر پھیل جانے کی صلاحیت موجود ہے کیونکہ وفات پا جانے کے بعد آپ نے ملاء اعلیٰ کی سی ہیئت اختیار کر لی ہے اور آپ کے اندر وہ حقیقت منعکس ہو گئی جو سارے عالم میں جاری وساری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے طریقے میں بھی خاص روح اور زندگی موجود ہے۔

(حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) (۱۷۹)

واضح ہو کہ طریقہ قادریہ تمام طریقوں پر قادر اور قوی ہے، اس لئے کہ ابتدائے طریقہ قادریہ تمام طریقوں کی انتہاء ہے، علاوہ ازیں ابتدائے قادریہ میں شروع تعلیم و تلقین سے پہلے ہی دن مقامِ حضوری مجلس محمدی ﷺ حاصل ہوتا ہے۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ باطن میں جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے سرفراز اور مشرف کرتے ہیں، جس شخص کو طریقہ قادری حاصل ہوتا ہے وہ کسی دوسرے طریقہ کا محتاج نہیں رہتا کیونکہ جہاں شیر ہو وہاں اور جانور رہنے نہیں پاتا۔

(حضرت سلطان باہو شورکوٹی رحمۃ اللہ علیہ) (۱۸۰)

غوث اعظم

موجودہ دور میں بعض لوگ غوث اعظم کے الفاظ سنتے ہی پریشان ہو جاتے ہیں اور کہنے والوں کو بھی ذہنی اذیت میں مبتلا کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ کوئی تشویش کی بات نہیں، یہ لوگ اگر اپنے اکابرین کی تحریروں کا مطالعہ کر لیتے تو اپنی بہترین صلاحیتیں ایسی بے کار باتوں میں ضائع نہ کرتے کیونکہ انہیں پتہ چل جاتا کہ ان کے اپنے بزرگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر اولیاء اللہ اور اپنے بڑوں کو بھی غوثِ اعظم اور غوث الثقلین کہنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے، اختصار کے پیشِ نظر یہاں چند مستند حوالے پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ سید احمد رفاعی قدس سرہٗ اپنے زمانہ کے غوث تھے۔

(مولوی ظفر احمد صاحب تھانوی) (۱۸۱)

مولوی حکیم ضیاء الدین صاحب رامپوری، حافظ ضامن صاحب کو غوث اعظم قرار دیتے ہوئے انہیں مدد کے لئے یوں پکارتے ہیں:

تیرا سایہ ہو جس پر اس پہ ہو اللہ کا سایہ
خدا راضی ہو تو راضی ہو شاہا جس مسلماں سے

مدد کر غوث اعظم بیکسوں ہم سے غریبوں کی
چھڑائے غیر تیرے کون دستِ نفس وشیطاں سے(۱۸۲)

مولوی محمد عاشق الٰہی میرٹھی نے اپنی تصنیف ''تذکرہ رشیدیہ'' میں مولوی رشید احمد گنگوہی کو ''غوث اعظم'' لکھا ہے۔

وہ واقعہ کہ سیدنا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تیز اور لطیف المزاج بزرگ جو لطیف ولذیذ کھانے کھایا کرتے تھے۔۔۔الخ۔(مولوی اشرف علی تھانوی) (۱۸۳)

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عورت اپنے لڑکے کو سپرد کرگئی۔۔۔۔الخ۔(مولوی اشرف علی تھانوی)(۱۸۴)

غوث اعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی روافض کے بیان میں فرماتے ہیں۔۔۔۔الخ۔(قاضی مظہر حسین)(۱۸۵)

اکابر علمائے دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غوث الاعظم فرمایا کرتے تھے۔(۱۸۶)

ناظم اعلیٰ انجمن خدام التوحید والسنۃ نے اپنی تصنیف ''دھماکہ'' مطبوعہ کراچی میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو ''غوث پاک'' لکھا ہے۔

حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں میں ''حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ'' کے الفاظ ملتے ہیں۔(۱۸۷)

تحریک بالاکوٹ کے ایک مرکزی راہنما شاہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنی تصنیف ''صراط مستقیم'' اور مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے ''تذکرہ رشیدیہ'' جلد دوم میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ''غوث الثقلین'' لکھا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں دیوبندی ہفت روزہ ''دعوت'' کے مدیر رقمطراز ہیں:

"غوث الثقلین کے معنی دونوں جہانوں کے فریاد رس کے ہیں، دونوں جہانوں کی تعیین میں پھر تفصیل ہے کہ یہاں ثقلین سے کیا مراد ہے، پیشِ نظر رہے کہ ثقلین سے مراد کبھی کتاب وسنت ہوتے ہیں اور کبھی قرآن پاک اور عترتِ رسول ﷺ پر اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ عالمِ تکلیفات میں اس سے مراد انسانوں اور جنوں کی دنیا ہے اور کبھی اس سے مراد یہ عالمِ دنیا اور عالمِ آخرت لئے جاتے ہیں۔ غوث الثقلین میں عموماً انسانوں اور جنوں کا جہان مراد ہے اور اس کے معنی ہیں انسانوں اور جنوں کے فریادرس۔

یہ فریادرسی کبھی اسباب کے ماتحت ہوتی ہے جیسا کہ اس دنیا میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں کے سہارے، ہم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے کام آتے ہیں اور کبھی یہ فریادرسی اسباب سے بالا مافوق الاسباب طریق سے عمل میں آتی ہے، اس دوسرے معنی کے اعتبار سے تمام نفع ونقصان کا مالک، حاجت روا، مشکل کشا اور فریادرس صرف خدائے رب العزت ہی ہے اور اس کے سوا کسی اور کے لئے غوث الثقلین کا اطلاق جائز نہیں اور پہلے معنی کے لحاظ سے یعنی اسباب کے ماتحت کسی کے کام آنا، سو یہ تو ظاہر ہے کہ جو بزرگانِ کرام اور اشخاصِ کریمہ اس دنیا سے انتقال فرما گئے ہیں، یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اس دنیا کے مادی اسباب کے ذریعہ سے کسی کی فریادرسی کریں۔

وہ روحانی اسباب کے ذریعہ اپنے کسی مخلص کی فریادرسی کر سکتے ہیں یا نہ؟ سو اس کا سمجھنا اس پر موقوف ہے کہ عالمِ برزخ میں ان کی ارواحِ مقدسہ محض ملائکہ کی طرح ہیں کہ ان کے اپنے ارادے کا اس میں کوئی دخل نہ ہو یا ان کے روحانی تصرفات باقی ہیں، ان تصرفات سے مراد اگر تو یہ ہے کہ وہ خود مستقل بالا رادہ ہیں، اگرچہ اس کے لئے جو قوتیں ہیں، وہ واسطہ فی الثبوت کے انداز میں خدا ہی کی دی

ہوئی ہیں لیکن اب ان سے تصرف کرنے میں، وہ پوری طرح مختار اور مستقل ہیں اور ہر ضرورت کے ہر جزو میں وہ خدا کے محتاج نہیں، ان ارواحِ قدسیہ کا روحانی تصرف تو ہرگز ممکن نہیں اور اس کے شرک ہونے میں بھی کوئی شک نہیں، ہاں اگر اس روحانی تصرف سے مراد افاضہ روحانی اور ان ارواحِ طیبہ کا یہ روحانی سلسلہ دعا، استغفار اور رب العزت کے حضور میں تقرب کے طور پر ہو تو ایسا فیضانِ روحانی بیشک قائم ہے۔ اہلِ حق کے ہاں غوث الثقلین کے معنی یہی ہیں کہ انسانوں اور جنوں دونوں کے لئے اللہ رب العزت کے تقرب کا موجب اور بذریعہ دعا اور استغفار کے ان کی روحانی کامیابی کا سبب بننے والے اور اسے بطریقِ تاویل فریادرسی بھی کہہ سکتے ہیں۔

(ہفت روزہ) دعوت کے کسی سابقہ شمارے میں اگر کہیں غوث الثقلین کے الفاظ آئے تو وہ صرف عرفِ مشہور کی بناء پر نہیں، جس میں اس کے ظاہری معنی مراد نہیں اور اگر وہ معنی مراد لئے جائیں تو پھر اس میں حرج بھی کچھ نہیں، سید العلمائ، محدثِ شہیر حضرت مولانا السید انور شاہ صاحب آنحضرت ﷺ کی شان میں نعت کہتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں:

مستغیث است الغیاث اے سرورِ عالی مقام

چونکہ آپ کا انتساب دیو بندی مکتب فکر سے ہے اس لئے آپ کے لئے یہ بات کافی ہوگی۔ (۱۸۸)

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہٗ مخالفین اہلِ سنت سے خطاب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''ایمان سے کہو، غوث الاعظم کے یہی معنی ہوئے کہ سب سے بڑے فریادرس یا کچھ اور؟ خدا کو ایک جان کر کہنا کہ غوث الثقلین کا یہی ترجمہ ہوا کہ جن و بشر کے فریادرس یا کچھ اور؟ پھر یہ کیسا کھلا شرف، تمہارا امام اور اس کا سارا خاندان بول رہا ہے، قول کے سچے ہو تو ان سب کو بھی ذرا جی کڑا کر کے مشرک،

بے ایمان کہہ دو، ورنہ شریعتِ وہابیہ کیا آپ کی خانگی ساخت ہے کہ فقط باہر والوں کے لئے خاص ہے، گھر والے سب اس سے مستثنیٰ ہیں؟ افسوس اس امامِ بے لگام کی تلون مزاجیوں نے طائفے کی مٹی خراب کی ہے، آپ ہی تو شرک کا قانون سکھائے جس کی بناء پر طائفے کے نواب بھوپالی بہادر دبی زبان سے بھی کہہ گئے، غوث الاعظم یا غوث الثقلین کہنا شرک سے خالی نہیں اور آپ ہی جب تلوّن کی لہر میں آئے تو اپنی موج میں آ کر انہیں گھرے میں دھکا دے اور خود دور کھڑا قہقہے لگائے۔ (۱۸۹)

بعض شرارتی بدعتی لوگ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مقامِ بلند کو مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل رکھنے کی خاطر ''غوث اعظم جل جلہٗ'' جیسے الفاظ لکھتے ہیں، ان کا تعاقب کرتے ہوئے مدیر پندرہ روزہ (اب ماہنامہ) رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ رقمطراز ہیں:

''پچھلے دنوں دفتر ''رضائے مصطفیٰ'' میں کراچی کی کسی نام نہاد بزمِ غوثیہ کی طرف سے ''غوث اعظم'' نامی کتابچہ کا اعلان موصول ہوا اور اپنے نام کے باعث شائع ہو گیا، اور اسے پڑھ کر جب بعض احباب نے یہ کتابچہ منگوایا تو معلوم ہوا کہ یہ مخالفینِ اہلِ سنت کی ایک نئی شرارت ہے اور انہوں نے ''غوث اعظم'' اور بزمِ غوثیہ کے نام سے محبانِ غوثِ اعظم اہلِ سنت و جماعت کو دھوکہ دیا ہے کیونکہ اس کتابچہ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت و فضائل کی بجائے آپ کی تنقیص شان اور اس خطاب سے آپ کو محروم کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے غوث اعظم جل جلالہٗ لکھا گیا ہے حالانکہ ''غوث اعظم'' بالاتفاق شاہِ بغداد رضی اللہ عنہ کا خطاب ہے اور آج تک کسی نے اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال نہیں کیا، نہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں ''غوث اعظم'' مذکور ہے اور نہ ہی کتاب و سنت میں اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا استعمال آیا ہے۔ درحقیقت بدعت فروشوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے اس

کا استعمال کر کے اور ''غوث اعظم جل جلالہٗ'' لکھ کر ایک نئی بدعت کا ارتکاب کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفیہ ہیں اور از خود اللہ تعالیٰ کے نئے نئے نام گھڑنا شرعاً ناروا ہے، عجیب ہے ان لوگوں کی دیانت وشریعت کہ:

یہ جو بھی کریں بدعت و ایجاد روا ہے
اور ہم جو کریں جلسۂ میلاد بُرا ہے

یاد رہے کہ کوئی ''ابوالانوار حافظ محمد ظہور الحق دیوبندی جھنڈیال پنڈی گھیپ کتابچہ کا مؤلف ہے اور مولوی غلام خان صاحب راولپنڈی کے رسالہ ''تعلیم قرآن'] میں اس کا اعلان ہوتا رہا ہے، اس کتابچہ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ:

''غوث اعظم اور اس کے ہم معنیٰ دوسرے الفاظ کا استعمال حضرت صوفی (شیخ عبدالقادر جیلانی) رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اس قدر مختص ہو گیا ہے کہ جب بھی غوثِ اعظم، غوثِ پاک جیسے کلمات سنے یا دیکھے جائیں، ذہن فوراً حضرت شیخ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں''

لیکن تسلیم کر لینے کے باوجود اس کا مؤلف لکھتا ہے کہ:

مسلماں سمجھتا نہیں ہے کسی کو کبھی بھی خدا کے سوا غوثِ اعظم

حالانکہ سب علماء سلف وخلف حتیٰ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم جیسے حضرات بھی حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو غوثِ اعظم، غوث الثقلین کہتے، لکھتے آئے ہیں اور کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ کو غوث اعظم نہیں لکھا۔ دور مت جایئے، خود دیوبندی واہلحدیث کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی صاحبِ تقویۃ الایمان لکھتے ہیں:

''روحِ مقدس جناب حضرت غوث الثقلین متوجہ حالِ حضرت ایشاں گردیدہ یعنی حضرت غوث الثقلین (جن وانس کے فریادرس) کی روحِ مقدس

میرے پیر کے حال پر متوجہ ہوئی۔ (صراط مستقیم ص ۱۷۷)

مولوی خلیل احمد دیوبندی ورشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ:

''حضرت غوث اعظم اور خواجہ بہاؤالدین کو معلوم تھا کہ سید احمد صاحب کی شان بزرگ ہے۔'' (براہینِ قاطعہ ص ۹۱)

اور نہ سہی، کیا اکابر علماء اہلحدیث و دیوبند میں سے اس سے پہلے کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ کے لئے ''غوث اعظم جل جلالہٗ'' کا لفظ استعمال کیا ہے اور ''غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ'' کہنے کو منع کیا ہے؟ یا یہ نئی بدعت صرف ''حافظ ظہور الحق'' و مولوی غلام خان صاحب ہی کی پارٹی کے حصہ میں آئی ہے؟ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے، ''غوث اعظم جل جلالہٗ'' کی موجد پارٹی کے اکابر علماء نے صرف شاہِ جیلانی ہی کو غوث اعظم و غوث الثقلین نہیں کہا بلکہ اس سے تجاوز کر کے اپنے مولویوں کے حق میں بھی استعمال کیا ہے۔ چنانچہ دیوبند کے شیخ الہند، مولوی محمود حسن، مولوی رشید احمد گنگوہی کے حق میں لکھتے ہیں: ؎

جنید و شبلیٔ ثانی ابو مسعود انصاری رشیدِ ملت و دیں غوثِ اعظم قطبِ ربانی

(مرثیہ ص ۵)

مولوی غلام خان صاحب کے استاد و شیخ مولوی حسین علی کی مشہور کتاب بلغۃ الحیران کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے:

''قطب الواصلین، غوث الکاملین، حضرت حاجی دوست محمد صاحب''

مولوی ذوالفقار علی دیوبندی، حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی شان میں یوں رقمطراز ہیں:

ارحم عليَّ يا غياثُ فليس لى
كهفي سوىٰ ــــــكم من زاد
يا سيدى لله شيئاً أنهٗ
أنتم لى المجدى وانى حادى

بانیٔ (دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

باآں شاہِ شہیداں حاجِ حرمین
شہِ عبدالرحیم غوثِ دارین

(قصائدِ قاسمی ص ۲۰)

اسی قصائدِ قاسمی میں صفحہ ۱۹ پر سلطان عبدالحمید کی جناب میں مولوی ذوالفقار علی کی زبانی مذکور ہے:

اذ أنت عون الحق
غوث الخلق و الرکن الشدید

قارئینِ کرام! ان حوالہ جات کو دیکھیں اور غور فرمائیں کہ جو لوگ آج حضرت غوث اعظم، شہنشاہِ بغداد رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم کہنا شرک وخلافِ اسلام قرار دے رہے ہیں، ان کے اکابر کس قدر واضح الفاظ میں اپنے امراء وعلماء ومشائخ کو غوث اعظم، غوثِ کاملین، یا غیاث شیئاً للہ، غوثِ دارین، غوث الخلق لکھ رہے ہیں، لیکن یہ نام نہاد موحدین اپنے ان اکابر کو کچھ نہیں کہتے اور انہیں اپنے مولویوں پیروں کو غوث اعظم وغیرہ کہے جانے پر کوئی شرک نظر نہیں آتا لیکن حضور ''غوث اعظم'' رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم کہنے پر ان کی توحید میں جوش آجاتا ہے اور یہ لوگ اسے شرک وخلافِ اسلام قرار دینے پر اُتر آتے ہیں۔ کس قدر تعجب وافسوس کا مقام ہے کہ جو لفظ یہ حضرات اپنے مولویوں پیروں کے لئے کھلم کھلا استعمال کرتے ہیں وہی لفظ محبوبِ سبحانی، قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے متعلق استعمال کیا جائے تو یہ سیخ پا ہوجاتے ہیں اور غلط وگمراہ کن کتابچے شائع کر کے عوام کو دھوکہ دیتے اور گمراہ کرتے ہیں۔ کیا یہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے دشمنی کا مظاہرہ نہیں ہے؟ (۱۹۰)

آخر میں امام اہلسنت حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہ کا یہ ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

''(حضرت علی اور ائمہ اہلِ بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد) سیدنا

غوث اعظم مستقل غوث، حضور تنہا غوثیتِ کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے، حضور غوث الاعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی، حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک، سب نائبِ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہوں گے، پھر امام مہدی رضی اللہ عنہ کو غوثیتِ کبریٰ عطا ہوگی۔"(۱۹۱)

تذکرہ ڈوبی ہوئی کشتی کو نکالنے کا

جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مشہور کرامت جس میں آپ نے بارہ سال بعد ایک غرقاب کشتی کو برات سمیت نکالا تھا(۱۹۲) کا بعض لوگ انکار کرتے ہیں، اس سلسلہ میں اہل سنت کا نقطہ نظر یہ ہے:

ایک مرتبہ صاحبزادہ خواجہ محمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ شمس الدین چشتی نظامی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یہ بات جو لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بارہ سال کی غرق شدہ کشتی کو بمعہ مسافروں کے صحیح سالم نکال لیا، یہ ممکنات میں سے ہے یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بارہ سال کا عرصہ زیادہ ہوتا ہے یا سو سال کا؟ کیا تم نے قرآن مجید میں حضرت ◆یر علیہ السلام کا قصہ نہیں پڑھا کہ خدا تعالیٰ نے ان کو سو سال کے بعد زندہ کیا؟ صاحبزادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے مگر کشتی والا معاملہ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ حضرت خواجہ سیالوی نے فرمایا کہ حضرت پیر صاحب منزل بقا باللہ تھے، جو بزرگ اس مقام تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں، وہ اوصافِ الٰہی سے متصف ہو جاتے ہیں، صورت بشری کا ایک پردہ درمیان رہ جاتا ہے ورنہ ہر ایک فعل جو ان سے سرزد ہوتا ہے، اس میں وہ اختیاراتِ ربانی سے مختار ہوتے ہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ (الانفال:۱۷)(۱۹۳)

اور آپ نے نہ پھینکیں جب کہ آپ نے ہی پھینکیں لیکن (یہ تو) اللہ نے پھینکیں ہیں۔

دیکھنا یہ ہے کہ حضور ﷺ کے امت کے اولیاء کی کتنی شان ہے، لوگ اس چیز کو عقل سے دور سمجھتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بارہ سال کے بعد ایک ڈوبی ہوئی کشتی کو تیرایا اور پھر بارہ سال قبل جو ڈوب کر مر چکے تھے، وہ کیسے زندہ ہو گئے، لیکن میرا نظریہ یہ ہے اور میں اللہ کے گھر میں بیٹھ کر قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ خدا کے مقبول بندوں کی شان یہ ہے کہ کروڑوں سال ڈوبی ہوئی کشتی کو بھی زندہ کر سکتے ہیں، بارہ سال کی کیا حقیقت ہے اور یہ چیز میں علیٰ وجہِ البصیرت عرض کر رہا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی اس کا انکار کرے۔ (۱۹۴)

پیر پیراں غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی عظمت اور زمرۂ اولیاء میں آپ کے بلند و بالا مقام سے کسے انکار ہو سکتا ہے؟ آپ کی معروف کرامت بڑھیا کی غرق شدہ کشتی کے صحیح سالم نکالنے پر آپ نے اکثر و بیشتر اعتراضات سنے ہوں گے، اس روایت کے وضعی اور خلافِ عقل ہونے کی سینکڑوں توجیہات پیش کی جاتی ہیں، بعض اوقات یہ تردید و تغلیط روایت سے بڑھ کر خود غوث اعظم کی ذات تک بھی جا پہنچتی ہے حالانکہ نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت خرقِ عادت ہی کو کہتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندے کے دعویٰ کی تائید یا اس کے مقام و مرتبے سے آگاہی بخشنے کے لئے خود صادر کراتا ہے اور اس پر زبانِ اعتراض کھولنا خود قدرتِ الٰہی پر زبان کھولنا ہے، (اس کے بعد مولوی اشرف علی صاحب تھانوی) کی تصنیف ''حکایاتِ اولیاء سے ماخوذ اکابر علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی ایک کرامت کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ حضرت نے مکہ معظمہ میں بیٹھے بیٹھے

ایک جہاز کو سمندر میں غرق ہونے سے بچا لیا تھا اور مخالفین سے سوال کیا گیا کہ اگر یہ واقعہ اسلام کے عین مطابق ہے تو حضرت غوث اعظم کی کرامت کو صحیح تسلیم کر لینے میں کیا حرج ہے؟ (سید فاروق القادری) (۱۹۵)

محترم حاجی بہادر علی امام مسجد کاہنہ تحصیل قصور ضلع لاہور کا بیان ہے:

''میں اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ سچ عرض کرتا ہوں کہ بغداد شریف سے تیس میل کے فاصلہ پر دجلہ کے کنارہ پر ایک مختصر سی بستی ہے جس کا نام زیارت سفینہ ہے، بغداد شریف سے بستی سفینہ کو سڑک جاتی ہے، لاریاں عام چلتی ہیں اور ہر لاری والا آواز دیتا ہے ''زیارت سفینہ غوث اعظم'' جیسے لاہور میں تانگہ والے ''داتا دربار'' کی صدا دیتے ہیں، میں نے تمام عرب کے علاقوں کا تفصیل سے دورہ کیا اور ہر ایک زیارت کی تفصیل معلوم کی۔ میں سفینہ غوث اعظم کی زیارت کے لئے پہنچا اور سفینہ مبارکہ اپنی آنکھوں سے دیکھا، ایک جنگلہ ہے اور اوپر ٹین کا چھپر ہے، اس میں وہ سفینہ مبارک [illegible]ط ہے۔ خدام حضور غوث اعظم کی کرامت بیان فرماتے ہیں کہ یہ وہی بیڑی ہے جو خدا کے حکم سے بارہ سال کے بعد آپ نے باہر نکالی تھی اور مائی صاحبہ کا لڑکا بارات اور دلہن کے ساتھ دریا سے زندہ باہر نکل آیا تھا۔'' (۱۹۶)

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اولیاء اللہ کے سردار ہیں، ہم آپ کے ایک خادم کی اسی قسم کی ایک کرامت پیش کر کے اس بحث کو ختم کرتے ہیں:

''بابا علی محمد صاحب درباری نعت خواں حضرت قبلہ (سید) سید بادشاہ کے ساتھ سفر وحضر میں رہتے ہیں، نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ۱۹۶۰ء کی بات ہے کہ دریا پار ایک ڈھوک میں حضور نبی پاک ﷺ کا میلاد پاک پڑھنے گئے تھے، ایک تانگے گھوڑے والا ہمیں واپس چھوڑنے آیا۔ دریا پر پہنچے تو پانی زیادہ تھا، سب لوگ پریشان ہوئے کہ اب کیا ہوگا۔ گھوڑے والے نے عرض کی کہ حضور میں دیکھتا ہوں کہ

پانی کتنا ہے۔اس نے تانگہ گھوڑا پانی میں ڈال دیا۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہماری نظروں سے دُور ہو گیا، شور مچایا، لوگوں کو بلایا، وہاں ایک میلہ سا لگ گیا لیکن اسے تلاش کرنے کے لئے جو دریا میں جاتا، فوراً واپس آجاتا کہ پانی زیادہ ہے۔

ایک پولیس والا آیا اور پیر سیّد سید بادشاہ کو کہنے لگا کہ عبدالغنی آپ کو چھوڑنے آرہا تھا اور آپ حضور نبی کریم ﷺ کا میلاد پاک پڑھ کر آرہے تھے اور کہنے لگا، آپ کا حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ سے بھی کوئی تعلق یا رشتہ ہے، فرمایا کہ ہے۔ کہنے لگا کہ حضور غوث پاک نے ۱۲ سال بعد بڑھیا کے بیٹے کی بارات بمعہ ڈولی، دلہا اور دلہن زندہ نکال لی تھی، تو آپ نہیں نکال سکتے جس کو ابھی صرف چار گھنٹے گزرے ہیں؟"

بابا علی محمد نے بتایا کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ وہ تو اب تک ڈوب کر مر چکا ہوگا اور لاش نہ جانے مٹھن کوٹ جا پہنچی ہو۔ فرمایا کہ ان لوگوں کے بار بار کہنے پر جذبات میں آکر اپنے نانا جان حضور نبی کریم ﷺ کو یاد کیا کہ حضور لوگ کیا کہیں گے کہ میلاد شریف پڑھ کر آرہے تھے، حضور غوث پاک کو یاد کیا اور پولیس والے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بتاؤ، تانگے والا عبدالغنی آئے یا بمع تانگہ گھوڑا زندہ سلامت آجائے؟ پیر سید سید بادشاہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ یا اللہ تیرے محبوب ﷺ کا میلاد پڑھ کر آرہے تھے، تو ہماری دعا قبول کر اور عبدالغنی بمعہ تانگہ گھوڑا صحیح سلامت باہر نکال۔ ابھی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ وہ شخص ہاتھوں میں گھوڑے کی لگام تھامے جس طرف پیر سید سید بادشاہ کھڑے تھے، باہر آنکلا۔ (۱۹۷)

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ:

اس سوال "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ بطور ورد برائے قضائے حاجات (حاجتیں پوری ہونے کے لئے) کیسا ہے؟" (مختصراً) کے جواب میں مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

"جو محض ان کلمات میں اثر جان کر پڑھتا ہے وہ کافر ومشرک نہ ہوگا۔ اور جو شیخ قدس سرہٗ کو متصرف بالذات اور عالمِ غیب بذات خود جان کر پڑھے گا، وہ مشرک ہے اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ (غوث پاک) کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہٖ تعالیٰ شیخ حاجت براری کر دیتے ہیں، یہ بھی مشرک نہ ہوگا، باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے اور جلدی سے کسی کو کافر مشرک بتا دینا بھی غیر مناسب ہے۔" (۱۹۸)

حضرت مولانا غلام محمود صاحب ہزاروی، گنگوہی صاحب کے اس فتوے پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اہلِ سنت کا بھی عقیدہ یہ ہے کہ ان الفاظ کا پڑھنا جائز ہے اور فقہ حنفی کی معتبر کتاب فتاویٰ خیریہ (جو کہ صاحب در مختار کے استاد علامہ خیرالدین رمنی کا ہے) میں اس وظیفہ کا صحیح مفہوم اور اس کا جائز ہونا لکھا مگر الحمد للہ کہ صاحب فتاویٰ رشیدیہ نے لکھ دیا ہے کہ اگر غوث پاک کو حاجت روا بعطائے الٰہی اور اپنے فریادیوں سے باخبر باطلاعِ الٰہی جانے تو مشرک نہیں ہوتا۔ الحمد للہ کہ اہل سنت یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور کوئی بھی معاذ اللہ غوث پاک یا کسی بھی ولی اور نبی کو متصرف بالذات یا عالم الغیب بذاتِ خود بغیر اطلاعِ الٰہی کے نہیں سمجھتا۔ اعلیٰ حضرت (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی) کے عقائد ملاحظہ ہوں، اعلیٰ حضرت کی مایۂ ناز تصنیف "الدولۃ المکیۃ" عربی اور اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اگر علم ذاتی استقلالی غیر عطائی کا کروڑواں حصہ بھی اللہ کے سوا کسی اور کے لئے مانے تو مشرک ہو جاتا ہے۔" (۱۹۹)

مولوی رشید احمد گنگوہی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فتویٰ بھی اس سے ملتا جلتا ہے، فیصلہ ہفت مسئلہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الیٰ شرک

ہے، ہاں اگر وسیلہ وذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے، کچھ ہرج نہیں۔" (۲۰۰)

جناب صوفی محمد ابراہیم مصنف "خزینۃ معرفت" مخالفینِ اہلِ سنت کی کم فہمی اور علمائے حق کے موقف کی وظاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"ایک دفعہ بندہ قصور میں چند علمائے اہل حدیث کی مجلس میں بیٹھا تھا جن میں حکیم سردار علی صاحب اہلِ حدیث ساکن رکھانوالہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے بندہ سے سوال کیا کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنا کیسا ہے؟ بندہ نے عرض کیا، کیوں کیا ہے! انھوں نے کہا، شرک ہے، بندہ نے کہا کہ شرک کی تعریف کیجیے۔ تعریف میں سب خاموش رہے۔ پھر بندہ نے ان سے کہا کہ آپ شرک کی تعریف نہیں کر سکتے تو اس عبارت کے معنیٰ ہی کرو جسے تم شرک کہتے ہو۔ حکیم صاحب نے جب ترجمہ کیا اور جس وقت "عبدالقادر" کے ترجمہ پر پہنچا یعنی "بندہ قادر کا" تو بندہ نے کہا بس! یہاں شرک تو نہ رہا۔ سنئے شرک کی تعریف یہ ہے کہ خدا کی ذات، صفات اور افعال میں کسی کو شریک ٹھہرانا یعنی کسی کو خداوندتعالیٰ کا مددگار بنانا۔ جب بشر کسی کو اپنا مددگار بنائے تو اس میں کون سا شرک ہے جیسا کہ مشرک لوگ کہا کرتے تھے کہ جب تک خدا کے ساتھ کوئی دیوتے مدد نہ کریں، خدا اپنی صفات سے کوئی فعل نہیں کرسکتا۔ یہ عقیدہ شرکیہ ہے۔ اور سوال کرتے ہیں کہ جن سے تم مدد طلب کرتے ہو وہ تو مر کر مٹی ہو چکے ہیں۔

جواب: ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ ان کی نظر مٹی پر ہی رہی، کاش ان کو کچھ روحانیت سے مناسبت ہوتی تو حدیث معراج شریف کو غور سے دیکھتے۔ "حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:" "مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء نے میری اقتدا کی۔"

تو سمجھ جاتے کہ روح باقی رہنے والی چیز ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے

آنحضرت ﷺ کے عروج کے وقت یعنی معراج کے موقع پر آواز دی ''السلام علیکم یا اول یا آخر، تب حضور ﷺ نے جبرائیل سے دریافت فرمایا'' یہ کس کی آواز ہے؟ حضرت جبرائیلؑ نے عرض کی آپ کے جدامجد حضرت ابراہیم آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔''

غور کرو اور فکر سے کام لو، افسوس تو اس بات کا ہے کہ باوجود دعویٰ علم رکھنے کے بھی ان لوگوں کی نظر مٹی تک محدود ہے۔(۲۰۱)

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے متعلق اہلِ سنت کا نقطۂ نظر اور چند واقعات پیشِ خدمت ہیں:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ ثالث حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا جائز رکھتے۔(۲۰۲)

کسی بزرگ کی روح سے بالاستقلال مدد چاہنا منع وحرام ہے اور وسیلہ کو جائز فرمایا کہ وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ دو طرح سے پڑھنے کا معمول ہے، ایک یہ کہ حضرت شیخ کو وسیلہ سمجھے اور دوسرے یہ کہ ان کلمات میں اثر و برکت سمجھے۔(مولانا غلام نبی للّٰہی نقشبندی)(۲۰۳)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہٗ العزیز کا کفن تیار کیا گیا اور کفنی پر حضرت علامہ محمد عمر صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کلمہ طیبہ لکھا اور علامہ الازہری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ لکھا، چونکہ حضرت صاحب قبلہ کی وصیت تھی کہ میرے کفن پر غوث اعظم کا نام لکھنا۔ایک مرتبہ غوث اعظم کی منقبت ہو رہی تھی، جب اس شعر پر پہنچے ؎

عزیزو کرچکو تیار جب میرے جنازہ کو
تو لکھ دینا کفن پر نامِ والا غوثِ اعظم کا

ارشاد فرمایا، مولوی معین! یاد رکھنا، جب کفن تیار کرنا تو غوث اعظم کا نام لکھنا، چنانچہ فقیر نے یا غوث اعظم دستگیر ما لکھا اور علامہ ازہری صاحب نے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ لکھا۔ (۲۰۴)

(میں) جہاں بھی جاؤں، بغداد شریف کی طرف پاؤں کر کے کبھی نہیں سویا، اگر چارپائی کی پائنتی بغداد شریف کی طرف ہو تو چارپائی کا رُخ تبدیل کر دیتا ہوں اور اگر اس طرح نہ ہو سکے تو تکیہ اٹھا کر پائنتی کی طرف رکھ لیتا ہوں، میرے تو اکابر "یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" کا وظیفہ کرتے رہے ہیں، میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کیسے کر سکتا ہوں؟ میرے بزرگوں کی ارادت کا تعلق سلسلہ قادریہ میں فتح پور شریف کے بزرگوں سے رہا ہے، میں اب بھی وہاں کے سجادہ نشین صاحب سے احترام کا تعلق رکھتا ہوں اور گاہے بگاہے ملاقات بھی کرتا ہوں حالانکہ وہ قوالی سنتے ہیں اور میں نقشبندی مجددی ہونے کے ناطے قوالی نہیں سنتا۔

(میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی) (۲۰۵)

کسی نے کہا کہ حضرت سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے، جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو یا زروق کہہ کر ندا کرے، میں فوراً اس کی مدد کروں گا۔ جواب میں امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا: "مگر میں نے کبھی اس قسم کی مدد نہ طلب کی، جب کبھی میں نے استعانت کی، یا غوث ہی کہا، یک در گیر محکم گیر۔ میری عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں حاضر ہوا، احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا، طبیعت منتشر ہوتی تھی، میں نے عرض کیا حضور! میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں، اس شوروشغب سے مجھے نجات ملے، جیسے ہی پہلا قدم روضۂ مبارک میں رکھا، معلوم ہوا کہ سب ایک دم چپ ہو گئے ہیں۔ میں سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہو گئے، قدم درگاہ شریف سے باہر نکالا، پھر وہی

شور وغل تھا، پھر اندر قدم رکھا، پھر وہی خاموشی، معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے، یہ بیّن کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی، بجائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک کے یا غوث اہ! زبان سے نکلا۔" (۲۰۶)

ایک دفعہ اعتراض ہوا کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کی بجائے اللہ تعالیٰ سے اس طرح مانگنا چاہئے کہ یا اللہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کے صدقے کچھ عطا فرما، حضرت (پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی) نے فرمایا، حق تعالیٰ جل شانہٗ سورہ النساء میں فرماتے ہیں:

وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ

(ڈرو اس اللہ سے جس کا واسطہ دے کر لوگوں سے سوال کرتے ہو)، حق تعالیٰ نے یہاں اپنے نام کے واسطہ سے سوال کرنے کو اپنے احسان کے طور پر بیان فرمایا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کرنا جائز نہ ہوتا تو اس پر اپنا احسان نہ جتاتے بلکہ ایسا کرنے سے منع فرما دیتے، لہٰذا جملہ مذکورہ جس کا مفاد اللہ کے نام کے واسطہ سے سوال کرنا درست ہوگا۔ (۲۰۷)

ایک روز حضرت قبلہ عالم (پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی) قدس سرہٗ ملتان میں ایک کتاب کا درس دے رہے تھے، دورانِ درس یہ مسئلہ آیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: "اے فرزند! انسان جب انسانِ کامل کا رتبہ حاصل کر لیتا ہے تو اس پر سے بشری قیود اٹھ جاتی ہیں۔ حضرت کے ایک مخلص مصاحب اور شاگرد خان بہادر مولوی شیر محمد صاحب سابق اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ گلگت درس میں حاضر تھے، آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا "مولوی خان بہادر صاحب! کیا وجہ ہے کہ آپ یہاں بیٹھے ہوئے اس سامنے والی کوٹھڑی میں موجود نہیں ہیں؟ آخر کوئی بشری قید ہی تو ہے جس نے آپ کو مجبور کر رکھا ہے کہ آپ ایک وقت میں ایک ہی جگہ موجود ہوں؟

جب آپ انسانِ کامل بن گئے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کے مطابق آپ پر سے یہ بشری قید اٹھ گئی تو پھر آپ جیسے یہاں موجود ہیں ویسے ہی بیک وقت اس کوٹھڑی میں بھی ہو سکتے ہیں اور اسی طرح اجمیر میں بھی اور مدینہ شریف میں بھی، پھر یا رسول اللہ اور یا شیخ عبد القادر جیلانی کہنے میں کیا حرج ہے؟ (۲۰۸)

ایک صاحب پہلی دفعہ (صوفی باصفا ڈاکٹر حبیب الرحمن م ۱۹۶۸ء سے) ملاقات کے لئے آئے اور حسبِ عادت کہنا شروع کر دیا کہ دیکھئے بعض لوگ کہتے ہیں ''یا غوث اعظم دستگیر'' اور انبیاء و اولیاء کے لئے علمِ غیب ثابت کرتے ہیں، یہ سب شرک ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے نہایت اطمینان سے تمام گفتگو سنی اور فرمایا: میں نبی نہیں ہوں، نبی اکرم ﷺ کا غلام ہوں، لیکن تمہاری پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں، بھاوج کو بغیر نکاح کے لئے پھرتے ہو اور پھر انبیا و اولیاء کے علم پر طعن کرتے ہو، ذرا ہوش سنبھال کر بات کرو، وہ صاحب چپ چاپ اٹھ کر چل دیئے۔ (۲۰۹)

شرقپور شریف میں خانقاہ شریف کی جو مسجد ہے، اس کی پیشانی پر یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ لکھا ہوا ہے، ایک بار کوئی صاحب جو ولیوں کی کرامتوں کو نہ مانتے تھے، آپ (حضرت میاں شیر محمد شرقپوری) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسجد کے کتبے پر اعتراض کرتے ہوئے بولے کہ کیا شیخ عبد القادر جیلانی بغداد میں آپ کی آواز سن لیتے ہیں جو آپ یہاں بیٹھے انہیں پکارتے ہیں؟ یہ سن کر آپ بلند آواز میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنے لگے، وہ شخص چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو میاں صاحب کے قدموں میں گر پڑا اور بھری محفل میں حاضرین سے کہا ''میں نے اپنی آنکھوں سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خانقاہ میں دیکھا ہے وہ فرما رہے تھے کہ جو ہمیں پکارتا ہے، ہم اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں، مگر پکارنے والا کوئی شیر محمد تو ہو، اس نے یہ بھی بتایا کہ میں غوث پاک کے جلوے کی تاب

نہ لا کر بے ہوش ہو گیا تھا۔(۲۱۰)

ایک شخص عبدالرحیم نامی فرقۂ باطلہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس کے عقائد درست نہیں تھے، وہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ''حضور! مجھے دانت میں درد ہے، ڈاکٹر محمد یوسف آپ کے عقیدتمندوں میں سے ہے، اس کے نام رقعہ لکھ دیجئے'' آپ نے فرمایا: میرے پیچھے سے ہو کر سامنے آؤ۔ وہ جب پیچھے سے ہو کر سامنے آیا تو آپ نے پوچھا'' کہاں ہے درد؟''، اس نے کہا اس دانت میں، آپ نے کہا اس دانت پر انگلی رکھو۔ اس نے دانت پر انگلی رکھی تو آپ نے یا شیخ عبدالقادر جیلانی پڑھ کر پھونک ماری تو درد جاتا رہا، اس دن کے بعد اس نے عقائدِ فاسدہ سے توبہ کر لی۔(۲۱۱)

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دیوانہ کے کان میں یا شیخ عبدالقادر جیلانی دم کر دیا تو آرام آ گیا۔(۲۱۲)

ایک روز آگ لگ گئی۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے خاک کی ایک چٹکی اٹھائی اور ''یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ'' بہ آواز بلند کہہ کر ڈال دی، آگ فوراً بجھ گئی۔(۲۱۳)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے طفیل مندرجہ ذیل طریقوں سے مشکلات حل ہوتی ہیں:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جو کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے، وہ مصیبت دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے، وہ سختی دفع ہو اور جو اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے وہ حاجت پوری ہو اور جو دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے، پھر سلام پھیر کر رسول اللہ ﷺ پر گیارہ بار درود و سلام بھیجے اور حضور اقدس ﷺ کو یاد کرے

، پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے کر اپنی حاجت ذکر کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ حاجت روا ہو۔(۲۱۴)

اگر کسی کام کے لئے متعدد اشخاص مثلاً گیارہ، اکیس، اکتالیس وغیرہ اکٹھے ہو کر ایک جلسہ میں ''یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھیں اور سوا لاکھ کی تعداد پوری کریں تو غیر ممکن ہے کہ اللہ اس کام کو پورا نہ کر دے۔(۲۱۵)

حضرت الھد یہ ابن شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے جس طرح زندگی میں حضرت اقدس (حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ) کو تصرف بخشا تھا، اسی طرح وصال کے بعد بھی قائم رکھا۔''(۲۱۶)

دیگر بزرگانِ دین بھی ان کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

امت کے اولیائے عظام میں سے راہ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل اور مکمل طور پر اس نسبت اویسیہ کی اصل کی طرف رجوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا ہے، وہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آں جناب قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔(۲۱۷)

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جائے، اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جائے گی۔ ایک عظیم بزرگ نے فرمایا میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں تصرف کرتے ہیں جیسے اپنی زندگی میں تصرف کیا کرتے تھے یا اس سے زیادہ۔ شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ، غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو ولیوں شیخ عقیل بسی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ کو شمار کر لیا۔(۲۱۸)

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر و ناظر کے مسئلے پر اپنی مشہور کتاب تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر لکھی جس کا دوسرا نام

الھدیۃ الرضیۃ للحضرۃ الغوثیۃ ہے۔اس کے شروع میں آپ نے لکھا ہے کہ" اس ناچیز تالیف کو سیدنا غوث اعظم حضور سید محی الدین عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی ﷺ کی بارگاہِ عظمت پناہ میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں جن کی روحانی امدادواعانت سے مجھ جیسے ہیچ مداں کو اس کی ترتیب وتدوین کی توفیق حاصل ہوئی۔ ع

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

(سگِ درگاہِ جیلانی فقیر احمد سعید کاظمی غفرلہٗ)

ابھی یہ کتاب طبع نہیں ہوئی تھی کہ جواباً سیدنا غوث اعظم نے آپ کو ضیغمِ اسلام (اسلام کا شیر) قرار دیا اور مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستی کو ہر مشکل میں آپ کی طرف رجوع کرنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔(۲۱۹)

حضرت غوث اعظم ﷺ کو جب کوئی مدد کے لئے پکارتا ہے یا وہ خود اپنے کسی عقیدت مند کو مشکلات میں گھرا ہوا پاتے ہیں تو باذنِ الٰہی وہ ایسے لوگوں پر بلا تاخیر کرم نوازی کرتے ہیں۔(۲۲۰) بطور نمونہ اس قسم کے چند واقعات نذرِ قارئین ہیں:

۷ ستمبر ۱۹۶۵ء کو سیالکوٹ پر ہمارے عیار اور نابکار دشمن نے حملہ کردیا۔دو فوجیوں کا بیان ہے کہ انہیں بزرگوں پر اعتقاد نہیں تھا لیکن انہوں نے اپنی آنکھوں سے سیالکوٹ کے محاذ پر ایک بزرگ کو گھوڑے پر سوار ہو کر لڑتے دیکھا اور ان کے صافے پر لکھا تھا، شیخ عبدالقادر جیلانی۔(۲۲۱)

تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ئ) کے دوران مولانا خلیل احمد قادری بھی گرفتار ہوئے ، انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں، انہوں نے ایک انٹرویو میں ان اذیتوں کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا:"طبیعت نہایت مضمحل تھی اور تھکاوٹ سے بدن چور چور ہو رہا تھا، میں نے سیدی سرکار غوث اعظم ﷺ سے استغاثہ کیا اور یہ

اشعار پڑھنے شروع کئے:

غوث اعظم بمن بے سر و ساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

اتنے میں ایک پولیس افسر آیا اور مجھے ہتھکڑی لگا کر حوالات میں لے گیا۔ یہاں ایک سپاہی کی ڈیوٹی لگادی گئی کہ وہ مجھے سونے نہ دے۔ پانی کا گھڑا تو لا کر رکھ دیا گیا مگر کھانا نہ ملا۔ نماز ظہر کے بعد میں نے داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کی طرف رخ کیا اور اس شعر کا ورد شروع کر دیا:

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

عصر کے بعد وہ سپاہی چلا گیا اور میری آنکھ لگ گئی، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا کمرہ ہے جس میں سبز رنگ کی روشنی ہے اس کمرے کی سیڑھیاں ہیں جس پر والد محترم حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ (جو اس وقت سکھر جیل میں تھے) کھڑے ہیں، مجھے دیکھ کر انہوں نے سینے سے لگالیا، میں نے ان سے پوچھا "آپ کا کیا حال ہے؟" تو انہوں نے جواباً فرمایا "مجھے بھی انہوں نے رات بھر کھڑا کر رکھا ہے۔" اس گفتگو کے بعد میں ان سیڑھیوں سے نیچے کمرے میں اترا تو میں نے دیکھا کہ شمالی جانب ایک دروازہ ہے جو کہ کھلا ہوا ہے، میں اس کمرے میں دوزانو بیٹھ گیا، اتنے میں ایک بزرگ سپید نورانی چہرہ، کشادہ پیشانی، درمیانہ قد، سفید داڑھی، کھلی آستینوں کا سبز کرتہ زیب تن کئے میری طرف تشریف لائے اور پیچھے سے ایک آواز آئی "غوث اعظم تشریف لا رہے ہیں" میں نے دست بستہ حضرت سے عرض کی، "حضور ان کتوں نے بہت تنگ کر رکھا ہے"، سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری داہنی طرف پشت پر تھپکی دی اور فرمایا "شاباش بیٹا، گھبراؤ نہیں، سب ٹھیک ہو جائے گا" میں نے دوبارہ عرض کی "حضور انہوں نے بہت پریشان کر رکھا

ہے'' رُخِ انور پر مسلسل شگفتگی تھی، فرمایا'' کچھ نہیں، سب ٹھیک ہے''، یہ کہہ کر واپس تشریف لے گئے۔ اس واقعہ کے بعد میرا حوصلہ بہت بلند ہو گیا ورنہ اس رات کی اذیت سے ممکن تھا کہ میں ڈگمگا جاتا لیکن سرکار غوث پاک کے روحانی کرم نے مجھے ذہنی اور قلبی سکون سے مالا مال کر دیا۔ مغرب کے بعد مجھے کھانا دیا گیا اور پھر رات کو کسی نے مجھے پریشان نہیں کیا۔ دوسرے روز اعلیٰ فوجی افسر راؤنڈ کرتے ہوئے آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا'' کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟'' میں نے انہیں تمام واقعات بتائے اور انہوں نے میرے سامنے متعلقہ پولیس افسران کی سرزنش کی اور کچھ ہدایات جاری کیں، پھر مجھے ایک دوسری حوالات منتقل کر دیا گیا جو قدرے بہتر تھی۔'' (۲۲۲)

انگریز خطرناک قیدیوں کو بھاگل پور (بہار) میں بھیج دیا کرتا تھا۔ چنانچہ مولوی سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ کو بھی وہیں بھیج دیا گیا۔

بھاگل پور جیل میں قید کے دوران وہاں ایک ہندو مدراسی جیل سپرنٹنڈنٹ ٹرانسفر ہو کر آیا اور آتے ہی تمام قیدیوں کی انسپکشن پریڈ کروائی۔ مولوی صاحب کو دیکھتے ہی اس متعصب ہندو سپرنٹنڈنٹ جیل نے کہا:'' یہ قیدی کون ہے؟'' جیلر نے جواب دیا: سر! یہ بدمعاش لاہور جیل سے یہاں آیا ہے اور اس کا نام مولوی سلطان محمد ہے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے کہا:'' یہ شکل سے تو شریف معزز آدمی معلوم ہوتا ہے، اس سے کہو کہ اپنی داڑھی کٹوا دے۔''

مولوی صاحب کے قریب ہی ایک قیدی ہندو پنڈت کھڑا تھا جس کی داڑھی کافی لمبی تھی، ان سے ضبط نہ ہو سکا، سپرنٹنڈنٹ جیل کو ڈانٹ کر فرمایا:'' کیا تمہیں اس پنڈت کی داڑھی نظر نہیں آتی جبکہ وہ بھی میری طرح ایک قیدی ہے؟''

ایک قیدی کی زبان سے یہ الفاظ سن کر سپرنٹنڈنٹ آگ بگولا ہو گیا اور جیلر کو

حکم دیا کہ اس کا کیس میری ٹیبل پر بھیج دو اور اس گستاخی کی سزا کے طور پر صبح اسے بید لگائے جائیں۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں یہ سن کر کچھ پریشان سا ہو گیا اور رات بھر سو نہ سکا۔ تہجد کے نوافل ادا کرنے کے بعد میں نے بغداد شریف کی جانب رخ کر کے فریاد کی، فریاد سے فارغ ہوئے تو آپ کے پیٹ میں درد ہوا اور آپ رفعِ حاجت کے لئے لیٹرین گئے، جہاں آپ کی ملاقات ایک پٹھان قیدی سے ہوئی جو علاقہ غیر کا پٹھان تھا۔ اس نے وعدہ کیا کہ مولوی صاحب، آپ کو بید نہیں لگنے دوں گا میں صبح سے پہلے سپر نٹنڈنٹ جیل کو غائب کر دوں گا۔ چنانچہ صبح کی اذان سے تھوڑی دیر پہلے ایک زبردست دھماکہ ہوا جس سے سپر نٹنڈنٹ جیل کا مکان زمیں بوس ہو گیا اور سپر نٹنڈنٹ جیل شدید زخمی ہو کر اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا اور یوں مولوی صاحب بید لگنے سے بچ گئے۔ (۲۲۳)

بھاگلپور جیل میں دورانِ قید ایک ہندو پنڈت اور اس کے چار بنگالی (ہندو) ساتھی بھی کانگریس کے کسی کیس میں قید ہو کر جیل آئے۔ وہ چاروں بنگالی ہندو، مولوی (سلطان محمد) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیضیاب ہو کر مسلمان ہو گئے جس سے پنڈت کو بہت دکھ ہوا۔ پنڈت نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ کہتے ہیں، ہمارا مذہب دین اسلام سچا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ہمارے گرو اور وید سچے ہیں۔ لہٰذا ہم ایک دوسرے پر روحانی حملہ کرتے ہیں، جس کا دین سچا ہوا وہ غالب آ جائے گا۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں جب تہجد کے نوافل ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو ایک سفید رنگ کے بندر نے میرے سامنے رقص کرنا شروع کر دیا۔ یہ سلسلہ کوئی آٹھ دس دن جاری رہا۔ جب بھی میں مصلّٰی پر کھڑا ہوتا، وہ سفید بندر میرے سامنے آ جاتا۔

اس کے علاوہ میں نے خود بھی محسوس کیا اور میرے ساتھی قیدیوں نے بھی کہنا شروع کر دیا کہ آپ کا رنگ کالا ہو گیا۔ میں بہت پریشان ہو گیا اور اپنے پیرو مرشد حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق بغداد کی جانب رُخ کر کے فریاد کی تو آواز آئی کہ ''ڈرتے کیوں ہو، اس کو تھپڑ مارو۔'' مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے کچھ حوصلہ ہوا اور میں نے بائیں ہاتھ سے اس سفید بندر کو ایک زناٹے دار تھپڑ مارا جس سے وہ میری بیرک کی سلاخوں کے ساتھ ٹکرا کر گر پڑا اور گرتے ہی مر گیا۔ اس سے ایک سخت بدبودار دھواں نکلنا شروع ہوا جس کے تعفن سے مجھے سخت بیزاری ہوئی۔ آہستہ آہستہ وہ ختم ہو گیا اور مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے ہزاروں من بوجھ میرے کندھوں سے اتر گیا ہے۔

صبح پنڈت مذکور میری بیرک کے سامنے سے گزرا تو اس کے ہاتھ میں ایک گڑوی تھی اور وہ لاٹھی کے سہارے ہائے! ہائے! کرتا جا رہا تھا اور تین دن کے بعد وہ ہندو پنڈت مر گیا۔

اصل میں یہ ہنومان کا جادو تھا جو اس نے مجھ (مولوی صاحب) پر کیا مگر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی توجہ سے خود ہی اس کی لپیٹ میں آ گیا۔ (۲۲۴)

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دورِ حکومت میں عروس البلاد لاہور میں ایک ہندو اور ایک بدعقیدہ شخص رہا کرتا تھا۔ ہندو (جو اس کا ہمسایہ تھا) کی بیوی نہایت حسین و جمیل تھی اور یہ بدعقیدہ اس پر شیدا و فریفتہ تھا۔ ایک روز ہندو اپنی بیوی کے ہمراہ سسرال جانے کے لئے روانہ ہوا۔ بدعقیدہ چونکہ موقع کی تلاش میں تھا، اس لئے گھوڑے پر سوار ہو کر برق رفتاری کے ساتھ ان کے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ سفر کی وجہ سے آپ تھک چکے ہوں گے، اس لئے گھوڑے پر سوار ہو جائیے۔ ہندو نے انکار کر دیا۔ اس پر اس نے کہا کہ اپنی بیوی کو بٹھا دیجیے لیکن بیوی نے بھی انکار کر دیا۔ بدعقیدہ شخص نے

کہا کہ آپ کے ساتھ دھوکا نہیں ہوگا۔اس پر اس نے ضمانت طلب کی۔ ہندو کی بیوی نے کہا کہ مسلمانوں کے "بڑے پیر" کی اگر یہ ضمانت دے تو ہمیں منظور ہے، بدعقیدہ نے اس کو تسلیم کرلیا، چنانچہ وہ عورت گھوڑے پر سوار ہوگئی۔

کچھ مسافت طے کرنے کے بعد بدعقیدہ نے اس کے خاوند کو قتل کردیا اور خود گھوڑے کو سرپٹ دوڑانا شروع کردیا۔اس پر وہ عورت جو اپنی خوبصورتی میں اپنی مثال تھی، بہت پریشان ہوئی۔اسی سراسیمگی کے عالم میں وہ حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کو امداد کے لئے پکار رہی تھی اور یہ بدعقیدہ شخص اس کا تمسخراڑارہا تھا۔وہ کہہ رہا تھا کہ ان کے وصال کو تو کئی صدیاں گزر چکی ہیں، وہ تیری کیا مدد کریں گے؟ کہا جاتا ہے کہ یہ کہنا ہی تھا کہ دو نقاب پوش سوار پیچھے سے آتے ہوئے دکھائی دیئے، ایک نے گھوڑے کے پاس آتے ہی تلوار کے ساتھ اس بدعقیدہ شخص کا کام تمام کردیا، اس کو واصل فی النار کرنے کے بعد وہ دونوں عورت کو ساتھ لے کر اس مقام پر پہنچے جہاں پر اس کے خاوند کی نعش تھی۔ ایک نے سر اور دھڑ کو جوڑ دیا اور شاہسوار نے ایک ٹھوکر ماردی جس سے مقتول زندہ ہوگیا اور یہ دونوں اپنے شہر واپس آگئے۔ (۲۲۵)

ماسٹر عبدالمجید صاحب قادری چشتی آف دینہ (جہلم) بیان فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر محمود حسین شاہ جعفری صاحب نے مسجد تعمیر کرائی اور انہوں نے کافی سوچ بچار کے بعد جامع مسجد غوثیہ نام تجویز کیا لیکن اپنے ہی عزیز واقارب اپنے اپنے خیال کے مطابق مختلف نام پیش کرنے لگے۔انہیں سخت تشویش ہوئی اور خیال آیا کہ حضور (غوث پاک) خود ہی تسلی فرمائیں تو ٹھیک ہے۔ مولانا صادق حسین اس مسجد کے خطیب تھے اور ہر سال اسی مسجد میں رمضان شریف میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔

ایک دن اعتکاف کے دوران جمعۃ المبارک کی تقریب میں مولوی صاحب نے حاضرین کو خصوصیت سے مخاطب کرکے فرمایا:

''سب سنو اور غور سے سنو! میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں صحیح ہے کہ مجھے آج رات حضور پر نور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی ہے اور آپ نے حکم فرمایا ہے کہ میری طرف سے تمام سامعین میں اعلان کر دو کہ یہ مسجد میری ہے'' اس پر سب کی تسلی ہو گئی۔ (ملک محمد یوسف نقشبندی)(۲۲۶)

محترم سید محمد گیلانی صاحب نے فرمایا کہ میرے والد گرامی کی بینائی آخری عمر میں ختم ہو گئی، ایک مرتبہ علاج کی غرض سے ترکی کے شہر استنبول میں تھے کہ ہوٹل کا راستہ بھول گئے، والدہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر چلتے تھے، صبح سے عصر تک پریشانی میں رہے، انتہائی دردمندی سے انہوں نے سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ حضور آپ کی اولاد ہو کر در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور دیارِ غیر میں راستہ بھی نہیں مل رہا۔ ابھی بات پوری طرح ختم نہیں ہوئی تھی کہ ایک شخص قریب آیا اور اس نے کہا کہ آپ کا ہوٹل تو فلاں ہے اور آپ یہاں ڈھونڈ رہے ہیں۔ میرے ساتھ آئیں اور مڑ کر دیکھا تو سامنے ہوٹل تھا۔ (۲۲۷)

حاجی بوستان خان وانڈہ ایازی والہ داخلی بوری خیل کا بیان ہے کہ میں اپنے گاؤں سے میانوالی آ رہا تھا، راستے میں میری گھات میں دشمن بیٹھے تھے۔ میرے پاس بھی کلہاڑی تھی، میں نے ایک کو مضروب کر دیا۔ دو طرفہ چالان ہو کر ملزمان کو اور مجھے تین تین سال سزا ہوئی۔ میں نے اپنے لڑکے ممریز خان کو حضرت صاحب (خواجہ مولانا محمد اکبر علی میروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں بھیجا کہ دعا فرمائیں کہ اپیل میں خدا رحم فرمائے اور مجھے نجات ملے۔ اگلی ملاقات میں ممریز خان نے مجھے بتایا کہ حضرت صاحب نے فرمایا: بوستان خان کا مقدمہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے دربار میں پیش ہوا۔ تین اولیاء اہل جرگہ مقرر ہوئے۔ دو عرب کے اور ایک فارس کا۔ دو نے بوستان خان کے حق میں رائے دی ہے کہ اس کو حفاظت خود

اختیاری کے تحت بری فرمایا جائے، فارسی نے کہا، یہ صوفی تھا، اسے ایسا کرنا اچھا نہیں تھا۔ جناب غوث اعظم نے بوستان خان کے حق میں فیصلہ فرما دیا ہے۔ جاؤ اسے میری طرف سے مبارک باد کہو۔ چنانچہ میں حسبِ بشارت اپیل میں بری ہو گیا۔ (۲۲۸)

۱۹۲۵ء میں حضرت خواجہ نواب الدین رمداسی رحمۃ اللہ علیہ کے آبائی گاؤں رمداس گوردوارے کے مہنت بہادر رائے گبیر سنگھ آنزیری جج جو کہ لاکھوں ایکڑ جاگیر کا مالک اور سکھوں کی اکالی پارٹی کا لیڈر اور انگریز وائسرائے کا منظورِ نظر تھا، اس کے مسلمانوں پر بے جا مظالم کی بناء پر حضرت علامہ نواب الدین چشتی نے بار بار اس کو وارننگ دی مگر وہ فرعون بنا ہوا تھا، آپ نے تنگ آ کر اس کے روز روز کے مظالم کی بناء پر اس کو بے پناہ مار مار کر شدید مضروب کر دیا تو مار کھانے کے بعد اس سکھ لیڈر نے آپ اور آپ کے احباب پر متعدد سنگین مقدمات بنوا لیے۔ تاہم آپ نے حسب الحکم ارواح مقدسہ حضرت پیرانِ پیر دستگیر غوث الاعظم اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری کہ بیٹا آپ اس مقدمہ میں وکیل نہ کرنا، آپ کے وکیل ہم ہیں اور معاون و ذمہ دار ہوں گے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ تائید الٰہی سے ان مقدمات میں باعزت بری ہو گئے۔ (۲۲۹)

حضرت پیر حیدر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ (جبی شریف) نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے مرشد کریم بادشاہ تونسوی (خواجہ اللہ بخش تونسوی) رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر شریف جا کر معتکف رہنے کا حکم فرمایا۔ بندہ اسی وقت روانہ ہو پڑا اور ریلوے اسٹیشن پہنچا اس وقت میرے پاس صرف مبلغ چار روپے تھے، ان سے جہاں تک ٹکٹ ملتا تھا، لے لیا اور ریل گاڑی پر سوار ہو گیا۔ جب وہ اسٹیشن آیا، گاڑی سے اتر پڑا اور قریب ہی ایک مسجد میں جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی سی دیر گزری کہ ایک ہندو شکل کا آدمی میرے پاس آیا، ایک تھالی جلیبیوں کی اور مبلغ چار روپے میرے آگے رکھ دئے۔ میں

نے پوچھا یہ کیوں لائے ہو؟ اس نے کہا: صاحب کوئی کام نہیں ہے، رات خواب میں مجھے سرکار غوث پاک حضرت بغدادی رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے، اس لئے پیشِ خدمت لایا ہوں۔ وہ اتنا کہہ کر چلا گیا۔ پھر جب گاڑی کا وقت قریب ہوا، دوبارہ آیا اور دریافت کیا کہ آپ کہاں تک جائیں گے؟ فقیر نے اجمیر شریف کا بتایا۔ اسٹیشن پر گیا اور اجمیر شریف کی ٹکٹ خرید کر لا دی اور میرا سامان وغیرہ سر پر اٹھا کر مجھے گاڑی میں بٹھایا اور واپس چلا گیا۔ فقیر بخیر و خوبی اجمیر شریف پہنچ گیا۔ (۲۳۰)

رامپور میں حضرت سید عبداللہ قادری (م ۱۲۰۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عالی شان مسجد تعمیر کرائی۔ مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی کہ ایک دن آپ کو الہام و مکاشفہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس بات کا ہوا کہ جو مسجد زیرِ تعمیر تھی، گر جائے گی۔ آپ فوراً خلوت سے باہر آئے اور معماروں اور مزدوروں کو باہر آنے کی تاکید فرمائی، جب معمار اور مزدور باہر آ گئے، مسجد گر گئی، آپ نے از سرِ نو مسجد تعمیر کرائی۔ (۲۳۱)

۱۹۱۱ء میں دہلی میں جارج پنجم کا دربار منعقد ہوا، اس میں شمولیت کے لئے مذہبی پیشواؤں کو دعوت نامے بھیجے گئے، سیدنا پیر مہر علی شاہ نے دعوت نامے کے جواب میں لکھوا بھیجا کہ انہیں حاضری سے معذور سمجھا جائے۔ حاسدین اور معاندین نے حکومت کو پیر صاحب کے خلاف اکسایا۔ پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر سر لوئی ڈین نے کہا کہ میری گورنمنٹ پیر آف گولڑہ کے انکار کی اصلی وجہ معلوم کرے گی۔ چنانچہ راولپنڈی کے انگریز کمشنر نے آپ کو ریسٹ ہاؤس میں بلوا بھیجا، تو جواباً آپ نے فرمایا کہ میں تین منٹ کے لئے بھی اپنی اس مسجد کو چھوڑ کر کمشنر کے پاس جانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ کمشنر صاحب سے یہ کہہ دو کہ اگر اسے کوئی مجھ سے کام ہے تو وہ یہاں آ جائے۔ اس کے بعد آپ نے بغداد شریف کی طرف منہ کر کے بارگاہِ غوثیت میں استغاثہ پیش کیا۔

رو رو لکھیئے چھپیئے درد بھریئے

پتہ پچھیں بغداد دے واسیاں دا
دیویں جا سنیہڑا دکھاں بھریا
انہاں اکھیاں درس پیاسیاں دا
آہیں سُولاں بھریاں سینے سڑے وچوں
نکلن حال ایہ سدا اداسیاں دا
تیرے مُڈھ قدیم دے بردیاں نوں
لوگ وسدے خوف چپڑاسیاں دا
دستگیر کر مہر توں مہر اُتے
کون باجھ تیرے اللہ راسیاں دا

ان اشعار کا پڑھنا تھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد آ پہنچی اور وہ کمشنر جو آپ کی گرفتاری کے احکامات لے کر آنا چاہتا تھا وہ خود حضرت کا گرویدہ ہو گیا۔ حکومت برطانیہ کے فیصلے کے مطابق آپ کو ہندوستان سے جلاوطن کر دیا جانا تھا، ایک دن ایک مسلمان افسر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ حکومت آپ کو جلاوطن کرنا چاہتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جو ہمیں جلاوطن کرنے کے در پے ہیں، انہیں اپنے بارے میں علم نہیں قدرت ان کے بارے میں کیا ارادہ رکھتی ہے، چنانچہ اس کے چند سال بعد ۱۸۔ ۱۹۱۴ء کے زمانہ میں جنگِ عظیم اول کے چھڑ جانے سے آپ کی جلاوطنی کی تجویز فائل ہی میں دھری رہ گئی اور حکومت برطانیہ کو منہ کی کھانی پڑی۔ (۲۳۲)

حضرت اعلیٰ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز حکومت کی طرف سے سینکڑوں مربع اراضی کی پیش کش کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا: مشرق سے لے کر مغرب تک سارا جہاں ہمارے جد امجد غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی جاگیر ہے۔ (۲۳۳)

اسی طرح حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دربار بغداد کے ایک حاضر باش نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے

تھے کہ میرا یہ بیٹا انگریز کی پروانہیں کرتا اور انگریز اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔(۲۳۴)

سلطان بہلول لودھی نے جب اپنے بیٹے کی کمان میں نوے ہزار کا لشکر دے کر ملتان پر حملہ کرنے کو بھیجا تو ملتان کے والی سلطان حسین مرزا کے پاس صرف دس ہزار سپاہ تھی۔ وہ بہت گھبرایا ہوا حضرت سید محمد غوث (اُچوی گیلانی) رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: "مقابلہ کے لئے میدان میں نکلو، تمہاری فتح ہوگی۔ حضرت غوث الاعظم ﷜ نے تمہاری فتح کا پیغام ہمیں بھجوادیا ہے۔" جنگ ہوئی، بہلول لودھی کے عظیم لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ دہلی سے ادھر کہیں نہ ٹھہر سکا۔(۲۳۵)

حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی ﷜ وقت کے ایک قطب کے جنازے کے ساتھ جا رہے تھے۔ راستے میں ایک شخص کو دیکھا جو نشے میں دھت پڑا تھا اور اس کے منہ سے کوئی مادہ قسم کی بدبودار چیز بہہ رہی تھی۔ جسے کتا چاٹ رہا تھا۔ جب مرحوم کی تجہیز و تکفین ہو چکی تو حضرت غوث اعظم کے دل میں القاء ہوا کہ اس کی جگہ اب کسے قطب بنایا جائے؟ عرض کی: اے مولائے کریم! تیرا کرم اور رحمت وسیع ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ اس شرابی کو اس منصب جلیلہ پر فائز کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ فاسق و فاجر وقت کا قطب بنا دیا گیا۔(حضرت صاحبزادہ عزیز احمد زیبِ آستانہ عالیہ مکان شریف کفری وادی سون، خوشاب، خلیفہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد)(۲۳۶)

حضرت غوث پاک ﷜ کی ظاہری زندگی سے تعلق رکھنے والا یہ واقعہ اور گزشتہ صفحات میں درج وہ واقعات جو ان کے وصال کے بعد پیش آئے، کا مطالعہ کرنے سے جہاں عقیدتمندوں کے ایمان تازہ ہوں گے، وہاں بعض لوگ شرک وبدعت کے فتوے لگا کر اسلام سے رخصتی مصافحہ کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ (۲۳۷) اس قبیل کے بدنصیب لوگوں کی ان نامناسب سرگرمیوں سے نہ صرف

دشمنانِ اسلام کے ہاتھ مضبوط ہوتے ہیں بلکہ خود ان کا اپنا انجام بھی عبرتناک ہوتا ہے۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ عراق اور ایران جنگ کے دوران حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نے انکشاف فرمایا تھا: ''ایرانی فوج نے حضرت غوث الاعظم ﷺ کے مزار پر تین میزائل اور حضرت امام ابو حنیفہ ﷺ کے مزار پر ایک میزائل پھینکا لیکن نہ صرف یہ دونوں مزا[illegible]ظ رہے بلکہ اطراف کی آبادیوں کو بھی نقصان نہیں پہنچا۔'' (۲۳۸)

ظاہر ہے کہ یہ کوئی اشتعال انگیز بات نہیں تھی، اس قسم کی ان گنت کرامات مختلف کتب ورسائل میں مستند حوالوں کے ساتھ موجود ہیں لیکن اہل حدیث کے آرگن ہفت روزہ ''الاسلام'' نے جارحانہ انداز اختیار کرتے ہوئے لکھا کہ:

''صاف کیوں نہیں مان لیتے کہ جو اپنے مزار پر میزائل گرنے کو روک نہیں سکتا، وہ غوث اعظم کس طرح ہو سکتا ہے؟ اللہ کا شکر کیجیے جس نے انہیں پھٹنے سے [illegible]ظ رکھا ورنہ یہ مزار کے علاوہ گردونواح کی آبادی کو بھی آنِ واحد میں لے اڑتے۔ دراصل یہ قدرت کی طرف سے ایک تنبیہ اور سرزنش ہے کہ جس کو با اختیار سمجھتے ہو، وہ بے اختیار ہے، میزائل اگر کسی وجہ سے پھٹ نہیں سکے تو اس میں کسی کا کیا دخل؟ اگر پھٹ جاتے تو کوئی کیا کر لیتا؟ ۔۔۔ یہ کہنا کہ میزائل پھٹے نہیں بلکہ ناکارہ ہو گئے، قدرت کی کوئی ڈھیل ہے۔۔۔ اگر وہ ناکارہ نہ بنائے تو پھر اس کی تباہی سے کون روک سکتا ہے، نورانی میاں کو چاہیئے کہ وہ خدائے واحد پر ایمان لائیں، اس سے پہلے کہ میزائل اپنا رنگ دکھائیں، جو میزائل یہاں پہنچ سکتے ہیں، وہ پھٹ بھی سکتے ہیں۔ پھر ان ڈینگوں کا کیا فائدہ؟'' (۲۳۹)

حق گوئی کی پاداش میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کو خارج از اسلام قرار دے دینا اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیچڑ اچھالنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو

دعوت دینے کے مترادف ہے، یہ غضب نازل بھی ہوا ہے جسے ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کے مدیر محترم کی زبانی سنئے:

''خدا تعالیٰ کی شانِ قدرت دیکھئے کہ ادھر ''الاسلام'' نے ۱۳/مارچ (۱۹۸۷) کی اشاعت میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شانِ محبوبیت کا انکار کیا اور آپ کے مزار پر میزائل نہ پھٹنے کا مذاق اڑایا، اِدھر گیارھویں کی نسبت سے ٹھیک دس دن بعد ۲۳/مارچ کو ساڑھے گیارہ بجے رات قلعہ لچھمن سنگھ لاہور میں جمعیت اہلحدیث کے جلسہ عام میں بم صرف گرا ہی نہیں بلکہ اس زور وشور سے پھٹا کہ پورے جلسہ میں تباہی مچ گئی اور ساری دنیا میں اس کے دھماکے کی صدائے بازگشت سنی گئی۔ کسی نے ایسے ہی مواقع کے لیے کیا خوب کہا ہے کہ:

تماشہ خود نہ بن جانا تماشہ دیکھنے والو!

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مزارِ اقدس پر میزائل ناکارہ ہونے کو خواہ مخواہ تماشہ بنانے والوں کا خود کیسا عبرتناک، المناک اور حیرتناک تماشہ ہوا کہ اپنے بیگانے جس کسی نے جہاں کہیں دیکھا، سنا، پڑھا، انگشت بدنداں رہ گیا۔

واقعہ کا یہ پہلو کتنا عجیب وغریب ہے کہ نہایت حقارت کے ساتھ حضور غوثِ اعظم کے غوث ومختار ہونے اور تین میزائل کے ناکارہ ہونے کا انکار واستہزاء کرنے والے جو لوگ محبوبانِ خدا کے وسیلہ کے بغیر بزعمِ خویش خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ ماننے، خالص موحد ہونے اور اسی کے کارساز وحاجت روا ومشکل کشا ہونے کے دعویدار ہیں، ان کی ان سب باتوں کے برعکس صرف ایک ہی بم نے بقول ''الاسلام'' ایسا رنگ دکھایا کہ صفایا کر دیا۔ جبکہ غوث اعظم کی برکت سے آپ کے مزار کے پاس گرنے والے ایک نہیں، بلکہ تین کے تین میزائل ناکارہ ہو گئے اور یہ جو کچھ ہوا، غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے توسل سے ہوا اور درحقیقت رب تعالیٰ کے فضل وعطا و محبوبِ سبحانی پر اس

کی عنایت سے ہوا۔ یہی اعتقاد رکھنا صراطِ مستقیم ہے اور یہ بریلوی اہل سنت کا مسلک مبارک ہے مگر ہٹ دھرمی کا کیا علاج!'' (۲۴۰)

نقل ہے کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے۔ آپ کے وعظ میں بے حد تاثیر تھی۔ لوگوں پر رقت طاری ہوجاتی تھی اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے تھے۔ مجمع میں مکمل خاموشی اور سکوت طاری ہوتا تھا۔ چنانچہ سامعین اسی حالت میں تھے کہ یکا یک آسمان پر سیاہ بادل فیل بے زنجیر کی طرح دوڑنے لگے۔ سامعین بادل کا یہ رنگ دیکھ کر گھبرائے کہ بارش آیا چاہتی ہے۔ آپ نے مجلس کا رنگ بھانپ لیا اور فرمایا کہ:

ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم وعظ فرما رہے تھے کہ ابر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ معلوم دیتا تھا کہ اب برسا کہ برسا۔ خلقت گھبرائی اور گھروں کو جانے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ حضرت غوث اعظم نے آسمان کی طرف رخ مبارک کیا اور فرمانے لگے کہ میں جمع کرتا ہوں اور تو انہیں پراگندہ کرتا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ بادل چھٹ گئے اور لوگ پورے اطمینان کے ساتھ وعظ سننے لگے۔

حضرت خواجہ قصوری دائم الحضوری کا یہ فرمانا تھا کہ آپ کی مجلس پر سے بھی بادل فی الفور چھٹ گئے اور لوگ مطمئن ہوکر وعظ سننے لگے۔ (۲۴۱)

اولاد کی بشارت

مولانا مشتاق احمد انصاری نے خواب میں ایک مسجد دیکھی جس میں حضرت مولانا فضل الرحمن انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا علی حسن صاحب تشریف فرما تھے، اس مسجد میں اولیاءِ کرام کا اجتماع تھا اور مشہور اولیاء کرام جیسے حضرت سیدنا غوث الاعظم، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت داتا گنج بخش اور حضرت نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم جلوہ فرما تھے اور یہ تمام حضرات علی حسن صاحب کے

دامن میں گلاب کے پھول ڈال رہے تھے۔ مولانا مشتاق احمد انصاری بڑے حیران ہوئے کیونکہ ان کے خیال میں علی حسن صاحب اس درجۂ ولایت کے شخص نہ تھے کہ اولیاء کرام ان سے اتنا اچھا سلوک کرتے۔ اس کی وجہ دریافت کرنے کے لئے مولانا مشتاق احمد انصاری مسجد کے دروازے کے باہر ہی انتظار کرنے لگے۔ جب کچھ اولیاء کرام باہر تشریف لائے تو مولانا مشتاق احمد انصاری نے ان سے خصوصی کرم فرمائی کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ سب علی حسن کو ان کے پوتے کی ولادت کی خوشخبری دینے آئے تھے جس کے وجود سے پوری دنیا میں خوشبوئے اسلام اس طرح پھیل جائے گی جس طرح گلاب کے پھولوں کی خوشبو پھیل جاتی ہے اور اس نومولود کا نام ''محمد فضل الرحمن'' ہوگا۔ (۲۴۲)

حضرت سخی شیر شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام ابوالحسنین تھا۔ بغداد شریف کے معمولی مگر مشہور تاجر تھے۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ تجارت کے نفع میں سے دسواں حصہ اسی وقت خیرات کر دیتے تھے۔ ان کے اولاد نہ تھی۔ ایک مرتبہ جمعرات کے روز حضرت سید عبدالقادر غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہو کر عجز وانکساری سے اولاد کی التجا کی۔ ہاتفِ غیبی سے ندا آئی ''اے ابوالحسنین! تجھے نوید مسرت ہو کہ تیرے ہاں ایک بچہ ہوگا جو خدمتِ اسلام میں ناموری اور علم وبزرگی میں کمال حاصل کرے گا۔'' اس کے ایک سال بعد شیر شاہ ولی ۱۰ ر شعبان ۹۴۶ھ کو کتمِ عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ (۲۴۳)

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے بعالم روحانیت حضرت نوشہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بطورِ بشارت فرمایا کہ تیری اولاد بہت ہوگی اور نعمتِ فقر سے مشرف ہوں گے اور میں ان کا ہاتھ پکڑنے والا ہوں اور میں قیامت تک ان کی محافظت کا ضامن ہوں، اگر کوئی شخص تیری اولاد کا ایک پیسہ نقصان کرے گا تو میں اس کے سو پیسے زیاں کروں

گا جو کوئی تیری اولاد سے عداوت رکھے گا میں اس کی بیخ و بنیاد ویران کردوں گا۔ (۲۴۴)

چشتیاں کی ایک عورت کے ہاں بچہ پیدا نہیں ہوتا تھا، اس عورت کا تعلق اولیائے کرام کی کرامات اور تصرفات کے منکرین کے گروہ سے تھا۔ اس کے ہمسایوں نے اسے بتایا کہ حضرت کرمانوالے پیر صاحب تشریف لا رہے ہیں، تم ان کی راہ میں لیٹ جانا۔ جب آپ اس راستے سے گزرے تو اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ قبلہ باباجی نے مریدوں سے کہا کہ اسے اٹھائیں۔ پھر آپ کے پوچھنے پر اس نے اپنی گود ہری نہ ہونے کا قصہ سنایا۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ تم گیارھویں والے کو تو مانتی نہیں ہو مگر لڑکا وہی دے گا اور یہ بچہ بھی گیارھویں مہینے ہی میں ہوگا۔ آپ کی یہ بات من وعن پوری ہوئی اور ایک دکھیاری ماں بن گئی۔ (۲۴۵)

بوقتِ وصال آمد

اس فانی دنیا کو خیرباد کہتے وقت اگر خاتمہ بالخیر ہوجائے تو اس سے بڑی نعمت اور کوئی نہیں ہوسکتی، اس لئے اس موقع پر اللہ کے نیک بندے اپنے مریدوں کے پاس روحانی طور پر تشریف لے جاتے ہیں تاکہ وہ پوری قوت کے ساتھ شیطان کا مقابلہ کرسکیں، اسی طرح بزرگانِ دین کے وصال کے وقت دوسرے فوت شدہ یا زندہ اولیاء اللہ محض ان کی حوصلہ افزائی کے لئے انہیں اپنی زیارت کا شرف بخشتے ہیں۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھنے والے مریدوں اور بزرگوں کے علاوہ دیگر مسلمانوں پر بھی اکثر و بیشتر کرم فرماتے ہیں۔ کبھی

وہ اکیلے تشریف لاتے ہیں اور کبھی ان کے ہمراہ دوسرے بزرگ بھی ہوتے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر یہاں اس قسم کے چند واقعات پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت پیر سید محمد یوسف شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجۂ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا عرس بجائے ماہِ رجب کے، شعبان المعظم میں منعقد فرمایا۔ مریدین نے سوال کیا کہ حضرت عرس ایک ماہ پیچھے کیوں فرمایا؟ حضرت نے جواب دیا کہ یہ میرا آخری عرس ہے، لیکن معتقدین نہ سمجھ سکے۔ حضرت نے اپنے دستِ مبارک سے ۳/شعبان تا ۱۲/شعبان عرس منعقد فرمایا۔ بعد میں یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ یہی دن حضرت محمد یوسف شاہ غازی کے عرس کے لئے قدرت نے مقرر کردیئے ہیں۔ (۷/شعبان المعظم ۱۳۷۳ھ کو) حضرت کی کیفیت مجذوبانہ ہوگئی، (آپ کے والد محترم کی خادمہ عرف) مائی صاحبہ مرحومہ فرماتی ہیں کہ عجیب وغریب خوشبوئیں مہکنے لگیں اور تمام بتیاں گل ہوگئیں۔ پھر چاندسی روشنی نمودار ہوئی، حضرت بے تحاشا روئے اور فرمانے لگے کہ حضرت جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں۔ کچھ دیر بعد فرمایا: مائی وہ چند لمحے پہلے باہر تشریف لے گئے ہیں، دیکھو وہ باہر تشریف فرما ہیں یا چلے گئے ہیں؟ یہ بات کرنی تھی کہ حضرت اپنی پہلی حالت میں آگئے۔ مائی صاحبہ نے فرمایا: حضرت! آج یہ عجیب وغریب ماجرا کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ میری محبت کا ثبوت تھا، مائی صاحبہ نے مزید دریافت کرنے کی کوشش کی تو حضرت نے فرمایا کہ جس راہ سے واسطہ نہ ہو، اس کا دریافت کرنا انسان کو الجھن میں ڈال دیتا ہے، اب اس کا نتیجہ ان شاءاللہ آخری روز (یعنی بروز وصال) انجام پذیر ہوگا۔ (۲۴۶)

یہ بدھ چہار شنبہ کا دن تھا۔ اس رات اجی صاحب کو حضرت غوث الاعظم کی زیارت نصیب ہوئی، جنہوں نے فرمایا کہ چتا پر جانے سے پہلے غسل کرکے، گھر میں

جو نیا لباس موجود ہے، پہن کر دو نفل نماز ادا کر لینا۔ چنانچہ سکھ سپاہیوں نے آخری خواہش کی تکمیل میں غسل کے لیے پانی بھی دیا اور گھر سے لباس بھی منگوا دیا جو آپ نے پہن کر نماز دوگانہ ادا فرمائی اور چتا پر جا کر بیٹھ گئے۔ لکڑیوں پر تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کی گئی مگر لاکھ جتن کے باوجود آگ نہ لگی۔ یہ دیکھ کر الزام لگانے والے شخص نے کہا کہ سپاہی پیروں سے مل گئے ہیں۔ اس لیے دانستہ ہیرا پھیری کر رہے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں، آگ کیسے نہیں لگتی۔ یہ کہہ کر اس نے حضرت کے کپڑوں اور لمبے لمبے گھونگھریالے بالوں پر کافی تیل ڈالا اور ایک برتن میں خشک نبولے ڈال کر جالئے اور جب شعلے بلند ہونے لگے، تو اس برتن کو آپ کے تیل میں تر بتر بالوں کے نیچے رکھ دیا مگر شعلے لپکتے رہے اور ان کی حرکت سے حضرت کے بال لہراتے رہے، لیکن انہوں نے آگ کا کوئی اثر قبول نہ کیا۔ آخر اس نے جلتے ہوئے بنولوں کو آپ کے تیل میں شرابور کپڑوں پر ڈال الٹ دیا لیکن وہ بغیر کسی قسم کا اثر کئے ہوئے لکڑیوں پر جا گرے اور بجھ گئے۔

یہ دیکھ کر لوگوں میں آپ کی بے گناہی کا غوغا اٹھا اور قلعدار نے حکم دیا کہ مخبر کو گرفتار کر کے اسی چتا پر جلا دیا جائے اور خود گلے میں کپڑا ڈال کر دست بستہ حضرت سے معافی کا خواستگار ہوا کہ آپ واقعی بے گناہ ہیں۔ میں نے اس برے آدمی کے کہنے میں آ کر آپ پر ناحق ظلم کیا۔

حضرت قبلہ عالم فرماتے تھے کہ اس روز حضرت پیر سید فضل دین صبح سے ہی اپنے حجرے میں بغداد شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے تھے اور بار بار آدمی بھیج کر اجی صاحب کی خبر منگواتے تھے۔ (۲۴۷)

(مرض الوفات میں) شیخ العرب والعجم قطبِ مدینہ حضرت شاہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کچھ غیبی باتیں اور اشارے فرما رہے تھے۔ ’’آیئے قبلہ تشریف

لائیے، میرے پاس مشائخ آئے ہوئے ہیں، میں ان کی خدمت کر رہا ہوں، ان کے لئے جگہ چھوڑ دو، ان کے لئے جگہ کرو، ان کو بٹھاؤ، سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں اور جملہ مشائخ ہیں، حضرت خضر علیہ السلام کے لئے جگہ خالی کرو، حضرت مجھے معذور سمجھیں، میں آپ حضرات کے لئے کھڑا نہیں ہو سکتا۔" (۲۴۸)

حضرت مجدد الف ثانی، امام ربانی سرہندی قدس سرہٗ العزیز نے رحلت کے وقت فرمایا "میں کچھ دیکھ رہا ہوں، سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ مجھ پر بڑی مہربانی فرما رہے ہیں۔ (قاضی محمد زاہد الحسینی) (۲۴۹)

صحت عطا فرمائی:

اسی قسم کے چند مزید واقعات ملاحظہ فرمائیں:

قطبِ مدینہ حضرت شاہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ پر فالج کا شدید حملہ ہوا، اس کی وجہ سے میرا آدھا جسم بالکل بیکار ہو گیا، سب لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ اب ان کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ ان دنوں میں اپنے پرانے مکان میں جو باب السلام کی طرف تھا، اوپر والی منزل میں رہتا تھا، ایک شب میں نے رو رو کر بارگاہِ مصطفی ﷺ میں عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے میرے پیر و مرشد (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ) نے آپ کی بارگاہ میں خادم بنا کر بھیجا ہے، میرے آقا! اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو میرے پیر و مرشد کے صدقے میں مجھے معاف فرما دیں اور اپنے روضہ اقدس کی خدمت کا شرف عطا فرمائیں، اسی طرح میں نے خواجہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ رات کو جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ تین بزرگ نورانی چہروں والے تشریف لائے، ان میں ایک حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ، دوسرے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ، اور تیسرے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ضیاء الدین! آج تم نے ایسی درخواست کی ہے کہ غوث اعظم تشریف لائے اور دوسرے بزرگ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، یہ حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے جسم پر دستِ مبارک پھیرا اور فرمایا کہ اٹھو۔ خواب میں ہی کھڑا ہوا تو یہ تینوں بزرگ نماز پڑھنے لگے، میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے جسم میں کچھ حرکت محسوس کی، میں کوشش کر کے بیٹھ گیا۔ پھر آہستہ آہستہ کھڑا ہو گیا اور ایک لکڑی کا سہارا لے کر کمرے کا آہستہ آہستہ چکر لگایا۔ نیچے بچوں نے محسوس کیا کہ اوپر چلنے کی آواز آ رہی ہے، تمام فوراً اوپر آئے اور مجھے دیکھ کر انتہائی خوش ہوئے۔ میں نے فوراً کہا کہ پہلے یہاں سامنے کے فرش پر لوہے کی الماری لا کر رکھو کیونکہ یہاں ابھی حضور غوث پاک، حضور غریب نواز اور اعلیٰ حضرت قبلہ نے نماز پڑھی ہے، میں بفضلِ تعالیٰ بالکل ٹھیک ہوں۔ (۲۵۰)

جناب محمد ریاض رقمطراز ہیں:

''قارئین کرام یہ جو واقعہ آپ کو سنا رہا ہوں، یہ میرے ایک جاننے والے کے ساتھ پیش آیا ہے، یہ بالکل سچا واقعہ ہے، آپ انہی کی زبانی سنئے: آج سے تقریباً دس سال پہلے کی بات ہے، میں ان دنوں عراق کے شہر بغداد میں ملازمت کر رہا تھا، ابھی مجھے عراق میں ملازمت کرتے ہوئے تقریباً چار سال ہی ہوئے تھے کہ اچانک مجھے اپنے مثانے میں درد اور تکلیف محسوس ہوئی، تکلیف اتنی سخت ہوتی تھی کہ برداشت کرنا محال تھا، جب میری تکلیف بڑھنے لگی اور اس میں روز بروز اضافہ ہونے لگا تو میں نے ڈاکٹر کو دکھایا، ڈاکٹر نے ضروری دوائیں دیں اور انجکشن وغیرہ لگایا مگر افاقہ نہ ہوا، پھر میں نے بڑے سپیشلسٹ ڈاکٹر کو دکھایا۔ انہوں نے کہا آپ کے مثانے میں پتھری ہے، لہٰذا یہ پتھری آپریشن کے ذریعے ہی نکالی جا سکتی ہے۔

آپریشن کا سن کر میں بہت گھبرایا، درد اور تکلیف کی شدت سے میرا ڈیوٹی کا اور دیگر سارا نظام درہم برہم ہوگیا تھا، درد کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا محال تھا، اچانک ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ ولیوں کے سردار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی جائے، لہٰذا خیال آتے ہی فوراً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور فاتحہ وغیرہ پڑھی اور ساتھ ہی عرض کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں، ولی اللہ ہیں، بزرگ ہستی ہیں، ولیوں کے سردار ہیں، آپ کے شہر بغداد میں آکر سخت اذیت میں مبتلا ہوں، مجھے مثانے میں پتھری ہے، ڈاکٹر کہتے ہیں کہ آپریشن ضروری ہے، میں آپریشن نہیں کرانا چاہتا، میں آپ کی دہلیز پر آیا ہوں، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میں بغیر آپریشن کے ٹھیک ہو جاؤں، مجھے صحت مل جائے۔ پھر میں نے فاتحہ پڑھی اور واپس گھر آگیا۔

قارئینِ کرام! اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندے کی دعا قبول فرمائی اور رات کو سوتے وقت نہ جانے کون سا وقت ہوگا کہ گہری نیند میں مجھے نہ جانے کس نے کندھے سے زور سے پکڑ کر ہلایا اور کہا، اٹھ پیشاب کر، میں یک دم گھبرا کر اٹھا اور ادھر اُدھر دیکھا مگر مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔ خیر میں نے اٹھ کر پیشاب کیا اور اپنے مثانے سے نکلے ہوئے ریت کے ذروں اور باجرے کے برابر دانوں کو دھو کر کاغذ میں لپیٹ لیا، اب تکلیف کی شدت میں کمی آچکی تھی، اگلی رات پھر ایسا ہی ہوا کہ رات نیند کے دوران کسی نے کندھے کو زور سے ہلایا اور کہا کہ اٹھ پیشاب کر، میں اٹھا اور غسل خانے میں پیشاب کرنے چلا گیا، جب پیشاب کیا تو پیشاب کے ساتھ ریت کے ذرے اور باجرے کے دانے کے برابر ذرات پیشاب کے ذریعے باہر نکلے جنہیں میں نے کاغذ میں لپیٹ لیا، اس رات مجھے مکمل طور پر درد اور تکلیف سے نجات مل گئی اور میں صحت یاب ہو چکا تھا، میں سکون سے میٹھی نیند سو گیا اور اگلی صبح جب میں نے وہ

ریت کے ذرے اور دانے ڈاکٹروں کو دکھائے تو وہ کہنے لگے کہ واقعی اللہ کے ولیوں میں یہ طاقت ہے کہ آپریشن کے بغیر مثانے سے پتھری نکال دیں، میں بہت خوش تھا اور خدا تعالیٰ کا شکر گزار تھا کہ اس نے مجھے اپنے نیک بندے کے طفیل شفاء عطا فرمائی۔ یہ سب کمال ولیوں کے سردار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا کہ انہوں نے اللہ کی دی ہوئی طاقت سے کرامت دکھائی اور مجھے اس بیماری سے نجات مل گئی۔ (۲۵۱)

ضلع اٹک کے مولوی شاہ ولی کی اہلیہ کو آسیب کی شکایت تھی، جب کسی اور جگہ علاج وغیرہ سے افاقہ نہ ہوا تو اسے حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں گولڑہ شریف لے آئے۔ آپ مریضہ کی طرف متوجہ ہوئے تو جن حاضر ہو کر بولنے لگا اور کہا کہ وہ دربار غوثیہ بغداد شریف کا خادم ہے اور ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں گولڑہ شریف بھی آچکا ہے۔ حضرت قبلہ عالم نے اس کا ثبوت مانگا تو کہنے لگا کہ ایک دفعہ آپ بعارضہ پیچش بیمار تھے، اور علاج سے افاقہ نہیں ہو رہا تھا، خدام پریشان تھے اور آپ کی چارپائی حضرت اچّی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے قریب درخت سرس کے نیچے تھی، محمد خان خادم آپ کے پاؤں دبا رہا تھا کہ جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور چارپائی کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا کہ علاج کراؤ، ان شاء اللہ صحت ہو گی۔ میں اس وقت حاضر تھا۔ حضرت غوث پاک نے مجھے فرمایا کہ یہاں میری اولاد رہتی ہے اور جب کبھی ادھر سے گزرو تو یہاں سے ہو جایا کرو، حضرت قبلہ عالم نے اس واقعہ کی تصدیق فرمائی اور اس بی بی کو اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرما دی۔ (۲۵۲)

بیماری کی حالت میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ ایک دن غوث الاعظم میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پُرفتوح کی طرف رجوع

ہوئے۔ غوث الاعظم اور حضرت خضر علیہ السلام آپ کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے، آپ نے حضرت غوث الاعظم سے صحت کی درخواست کی، حضرت غوث اعظم نے اپنا ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرا اور پانی کا ایک پیالہ دے کر اس کے پینے کی تاکید فرمائی۔ آپ تندرست و توانا ہو کر خداوندِ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ (۲۵۳)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت رکھنے والے ایک بزرگ حضرت مخدوم شیخ عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:

اللہ نے میرے ہاتھ میں ایسی تاثیر رکھی ہے کہ میں جس بیمار پر ہاتھ پھیر دوں، خدا اس کو شفا اور تندرستی عطا فرما دیتے ہیں اور یہ اثر صرف اس وجہ سے ہے کہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت ہے کیونکہ آپ کے زمانے کے اکثر لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرتے تھے اور مردہ دلوں کو زندہ کرتے تھے۔ (۲۵۴)

ابن عطاء اللہ سکندری نے لطائف المنن میں شیخ محی الدین ابن العربی الحاتمی سے نقل کیا ہے کہ ابوالسعو د الشبلی ایک روز مدرسہ شیخ عبدالقادر میں جھاڑو دے رہے تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام ان کے پاس آ کھڑے ہوئے اور انہیں کہا: السلام علیکم۔ ابوالسعو د الشبلی نے ان کے سلام کا جواب دیا اور دوبارہ جھاڑو دینے میں مشغول ہو گئے۔ حضرت خضر نے کہا، میری طرف متوجہ کیوں نہیں ہوتے؟ معلوم ہوتا ہے مجھے پہچانا نہیں؟ ابوالسعو د نے کہا: کیوں نہیں، پہچانا ہے آپ خضر ہیں۔ کہا: پھر میری طرف رجوع نہیں کرتے؟ ابولسعو د نے کہا: ابھی تو میں شیخ عبدالقادر کی طرف متوجہ ہوں، اس شیخ نے مجھے اپنے علاوہ کسی کا نہیں چھوڑا۔ (۲۵۵)

علامہ ابن تیمیہ کا قول ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی کی کرامات تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ آپ ہر رات دو سو رکعت نماز پڑھتے اور پورا قرآن کریم تلاوت فرماتے

تھے۔ آپ نے رات کا ایک حصہ ذکر الٰہی میں، ایک نماز میں، اور ایک مراقبے و مشاہدے کے لیے مخصوص کر رکھا تھا۔ آپ نے زندگی میں کئی حج کئے، اکثر روزے دار رہتے۔ (ناشر) (۲۵۶)

مریدوں کی بخشش

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

''شیخ (عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ) کے مقام کا اس سے بھی اندازہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ جو حی و قیوم ہے، اس نے ہم کو اسلام عنایت فرمایا اور غوث الثقلین نے اس کو دوبارہ زندہ کیا۔ غوث الثقلین کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ جنات اور انسان سب اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ چنانچہ میں بیکس و محتاج بھی ان ہی کی پناہ کا طلبگار ہوں اور ان ہی کا درباری غلام ہوں، مجھ پر ان کی عنایت و کرم ہے اور ان کی مہربانیوں کے بغیر کوئی فریاد رس نہیں ہے۔

امید ہے کہ اگر کبھی راہ سے بھٹک جاؤں تو وہ رہبری کریں اور اگر ٹھوکر کھاؤں تو وہ مجھے سنبھال لیں کیونکہ انہوں نے اپنے دوستوں کو بشارت دی ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک رجسٹر بنا دیا ہے جس میں قیامت تک ہونے والے مریدوں کا نام لکھا ہوا ہے، نیز حکم الٰہی ہو چکا ہے کہ میں نے ان سب کو بخش دیا ہے اور ان کے تمام گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ کاش میرا نام بھی آپ کے مریدوں کے رجسٹر میں ہو۔ (۲۵۷)

سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھنے والے حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش علوی علیہ الرحمۃ کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بعالم روحانیت بشارت دی تھی کہ میں تیرے فقیروں کا قیامت تک محافظ ہوں گا، اور تیرے ارادتمندوں سے کئی لوگ فقیر اور کئی لوگ دنیادار ہوں گے، میں سب کی نگہبانی کروں گا اور مصیبت و مشکل کے وقت ان کی

دستگیری کروں گا اور سب کو بہشت میں اپنے ساتھ بلا حساب لے جاؤں گا۔(۲۵۸)

جناب محمد نذیر رانجھا نے سلسلہ قادریہ کے ارتقاء کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

بے شمار لوگوں نے اپنی نسبت کو حضرت شیخ (عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ) کی طرف منسوب کیا کیونکہ عوام میں یہ چیز شہرت رکھتی ہے کہ"جو شخص شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت رکھتا ہے، وہ جنتی ہوگا" لہٰذا یہ بات بھی اس سلسلے کے بڑھنے کا سبب بنی، علاوہ ازیں ایک اور روایت جو اس سلسلے میں مزید عام تھی، وہ یہ ہے کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرے سلسلہ طریقت میں شامل ہونے کے لئے خرقۂ خلافت کا حصول شرط نہیں بلکہ مرید کے دل میں مجھ سے عقیدت ہونا ہی کافی ہے اور اس روایت نے بھی اس سلسلے کی ترویج میں بڑی مدد کی۔"(۲۵۹)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت

بعض بزرگوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ قوت عطا فرمائی تھی کہ وہ جب چاہتے، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت کر لیتے، اپنے معتقدین کو کروا دیتے یا ان کے صدقے سے مریدوں کو خود بخود شرف زیارت حاصل ہو جاتا۔

حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ خرقۂ خلافت لے کر پیر روشن ضمیر (حضرت شیخ خضر سیوستانی قادری) کی اجازت سے لاہور کو آئے اور رباطن میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مرتبۂ اولیت پر سرفراز ہوئے، جب چاہتے آپ حضرت غوث الثقلین کے دیدار سے مستفیض ہو جاتے۔(۲۶۰)

خان بہادر غلام رسول خان ایک بار گولڑہ شریف حاضر ہوئے اور عرض کیا، میں بغداد شریف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''بغداد والوں کی مہربانی ہو تو یہاں بھی زیارت ہو سکتی ہے''، خان صاحب یہ سن کر رو پڑے اور اسی وقت عیاناً حضور سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک بار میں گولڑہ شریف حاضر ہوا، حضرت مسجد میں تنہا تشریف فرما تھے، اشراق کا وقت تھا، میں نے قدم بوس ہو کر عرض کیا کہ ''حضور! میں گیارھویں شریف دیا کرتا تھا، کچھ عرصہ سے توفیق نہیں ہوئی''، آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ ''خیر ہوگی'' اتنے میں آہٹ ہوئی اور ایک نورانی صورت بزرگ وہاں تشریف فرما نظر آئے، مجھ پر ایک بے حسی سی طاری ہوگئی، تھوڑی دیر یہ عالم رہا اور پھر وہ بزرگ آنکھوں سے غائب ہو گئے۔ یہ حضرت کی کرم گستری تھی جس کی بدولت حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوگئی اور آئندہ گیارھویں شریف بھی جاری ہوگئی۔ (۲۶۱)

۱۹۳۰ء میں پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری (دیوبندی) کو عالم بیداری میں غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی زیارت گولڑہ شریف میں ہی کروا دی تھی، اس بات کا اقرار سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی بیشتر تقاریر میں کیا تھا، (راقم الحروف ڈاکٹر احسان صابری قریشی) نے خود یہ واقعہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی زبانی سنا تھا۔ (۲۶۲)

ایک دفعہ حضرت (مجدد الف ثانی) کی تجدید اور قیومیت کے منکروں میں سے ایک نے درخواست کی کہ اگر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ زندہ ہو کر آئیں اور آپ کی تجدید اور قیومیت کا اقرار کریں تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ حضرت مجدد الف

ثانی نے قطب ستارہ کی طرف اشارہ فرمایا، ستارہ پھٹ گیا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف آور ہوئے، حضرت شیخ نے بلند آواز سے فرمایا کہ جو بھی حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں، اسے قبول کرنا چاہئے کیونکہ دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے۔ یہ اولیائے امت سے افضل ہیں، جو ان کا منکر ہوگا وہ بے دین ہوگا۔ اس اعلان کے بعد حضرت شیخ دوبارہ ستارے کی طرف بڑھے اور غائب ہو گئے۔ (۲۶۳)

ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ حیران، پریشان اور رنجیدہ تھے۔ آپ کو غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی ﷺ کے دیدار کے شوق نے بے چین کر رکھا تھا۔ آپ کے پیرومرشد حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کو بذریعہ کشف آپ کی حالت کی اطلاع ہوئی، آپ کو تسلی دیتے ہوئے آپ کے پیرومرشد نے فرمایا:

''معالی! امروز یا فردا ترا بجانبِ جناب مقدس معلیٰ حاضری می کنم، منتظر ساعت و وقت باش۔''

''آج یا کل میں تجھ کو مقدس معلیٰ کی جانب حاضر کرتا ہوں، اس گھڑی کا انتظار کرو۔''

آپ اس نیک ساعت کا نہایت بے چینی سے انتظار کرنے لگے۔ ایک رات جبکہ آپ کچھ سوتے اور کچھ جاگتے تھے، آپ نے دیکھا کہ آپ کے پیرومرشد تشریف لائے ہیں، وہ آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر حضرت غوث الثقلین کی محفل میں حاضر ہوئے ہیں، حضرت غوث الاعظم کے سیدھے طرف ابوالمعالی عراقی بیٹھے ہیں، آپ کے پیرومرشد وہاں پہنچ کر حضرت غوث الاعظم کے بائیں طرف بیٹھے۔

آپ کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ کیا ابوالمعالی عراقی جو حضرت غوث الاعظم کے سیدھی طرف بیٹھے ہیں، آپ کے پیرومرشد سے رتبے میں زیادہ ہیں۔ آپ کے

دل میں اس خطرے کا آنا تھا کہ حضرت غوث الاعظم نے آپ کی طرف دیکھا اور عربی میں فرمایا، جس کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے:

''اے ابوالمعالی! تیرا شیخ میرا دل ہے اور دل بجانب چپ ہی ہوتا ہے۔''

(۲۶۴)

حضرت سید عبداللہ شاہ قادری اصحابی رحمۃ اللہ علیہ میں ایک کرامت تھی کہ کبھی کبھار وجد کی حالت میں سرورِ کائنات ﷺ اور حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی عالمِ بیداری میں دن کے وقت زیارت کروادیا کرتے تھے۔ اس واسطے لوگوں نے اصحابی کہنا شروع کردیا۔ (۲۶۵)

جو بھی حضرت شیخ ابوالمعالی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرتا، اسے اسی شب خواب میں حضرت غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت نصیب ہوتی۔ (۲۶۶)

کشمیر کا ذکر ہے کہ جب حضرت ملّا شاہ بدخشانی قادری رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے تو آپ نے برسرِ عام رسول اللہ ﷺ کے بعد ہر چہار خلفائے راشدین کی مدح بیان کرنی شروع کردی جس سے شیعہ حضرات برافروختہ ہوئے اور آپ سے مقابلہ کے لئے پہنچے مگر آپ کے خیالات سن کر تائب ہوئے جس سے انہیں رسول اللہ ﷺ، اصحاب کبار اور محبوبِ سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوتی، اس سعادت کے حصول کے بعد بے شمار دوست اہلِ سنت وجماعت میں شامل ہو گئے۔

ابوالمکارم حضرت شاہ موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سراپا کرامت تھی، مشہور ہے کہ آپ سے جو بیعت کرتا وہ اسی شب حضور رسولِ خدا ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتا اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل

کرتا۔(۲۶۷)

خود اکثر بزرگانِ دین کو خواب یا مراقبے میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا ہے اور وہ معلومات اور فیوض و برکات سے نوازے جاتے ہیں۔

شیخِ وقت حضرت شیرِ ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری، رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ السبحانی کی زیارت ہوئی۔ میاں صاحب نے دریافت کیا: حضور! اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ارشاد فرمایا: ''بریلی میں احمد رضا''۔ بیداری کے بعد حضرت قبلہ میاں صاحب جلوہ آرائے بریلی ہوئے اور حضورِ اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ واپس آکر فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک پردے کے پیچھے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بتاتے ہیں اور احمد رضا بولتے ہیں۔(۲۶۸)

(حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے: خواب میں مجھے سلاسلِ اولیاء دکھائے گئے، گویا ایک وسیع بازار ہے جس میں مخصوص دکانیں ہیں، ہر دکان میں صاحبِ طریقہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے، میں ان کے پاس سے گزرتا ہوا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دکان پر پہنچا، میں اس جماعت میں جا کر بیٹھ گیا، وہاں نصوص کی عبارت ''الاعیان ما شمت رائحۃ الوجود'' پر بحث ہو رہی تھی۔ ہر شخص دوسرے سے الگ مفہوم بیان کرتا ہے۔ میری باری آئی تو میں نے بھی معنیٰ بیان کئے۔ حضرت غوث اعظم یہ مفہوم سن کر بہت خوش ہوئے۔ پھر اس مجلس سے اٹھے اور میرا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں لے گئے اور فرمایا: تمہارے دل میں میری طرف سے کوئی خطرہ یا خدشہ ہے؟ میں نے عرض کی ہاں! اصحابِ طرق میں سے ہر شخص نے مجھے بلا واسطہ اجازت فرمائی ہے، مگر آپ نے نہیں فرمائی۔ فرمایا: ہمارے

خلفاء ہمارے حکم میں ہیں، جب تم نے ان سے اجازت حاصل کرلی تو گویا بلا واسطہ مجھ سے حاصل کرلی۔ میں نے کہا: بلا واسطہ کا لطف ہی الگ ہے، فرمایا: میں بھی تجھے اجازت دیتا ہوں۔ میرے طریقہ سے لوگوں کو ہدایت دو، جب اشغال کی نوبت آئی تو فرمایا: تم نے ابتدائی، درمیانی اور انتہائی اشغال کئے ہوئے ہیں، ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر آپ نے میرے دل پر توجہ ڈالی اور خاص نسبت عطا فرمائی۔ عرصہ گزر جانے کے باوجود اب تک اس کی حلاوت میرے دل میں ہے۔

(حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)(۲۷۰)

پیرِ طریقت حضرت خواجہ محمد دلاور حسین صاحب آستانہ عالیہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، اویسیہ، گوجرہ نے ایک بزرگ کا مراقبہ ان الفاظ میں بیان فرمایا:

"دل میں خیال گزرا کیوں نہ آج غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی جائے۔ میں نے دل کی گہرائی سے المدد یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہا، میں نے خود کو فضاؤں میں اڑتا ہوا دیکھا، میں نے دیکھا کہ نورانی شخص میرے سامنے سے اڑتا ہوا آرہا ہے، انہوں نے مجھے سلام کہا اور فرمایا کہ حضور غوث الاعظم آپ کو یاد فرمارہے ہیں، ہم دونوں ایک نہایت ہی خوبصورت و وسیع وعریض باغ میں اترے، اس بزرگ نے مجھے ایک طرف اشارہ کیا اور چلا گیا۔ میں پیدل چلنے لگا اور باغ کے انتہائی خوبصورت حصے میں پہنچ گیا۔ ہر طرف رنگا رنگ پھول لگے ہوئے ہیں، وہاں ایک بہت بڑا سبز رنگ کے پانی کا تالاب ہے، اور تالاب کے درمیان بے شمار بزرگ ہستیاں تشریف فرما ہیں، درمیان میں ایک نہایت خوبصورت تخت پر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں، میں نے آپ کی دست بوسی کی، آپ نے میرے دل پر ہاتھ رکھ دیا، مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے میرے دل میں بے شمار نور بھر گیا ہے۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: تم ہمارے بیٹے ہو، جب تمہارا دل چاہے، آجایا کرو اور

بیٹا! یہ بات یاد رکھنا کہ دامنِ مصطفوی ﷺ کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ میں نے عرض کی: یا حضرت! آپ میرے حق میں دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا بیٹا! گھبراؤ نہیں، تم پر ہماری نظر ہے اور یہ یاد رکھنا کہ کثرت سے درود شریف پڑھتے رہا کرنا، ان شاء اللہ تعالیٰ تمہاری ہر مشکل حل کر دی جائے گی۔ (۲۷۱)

حضرت شیخ طاہر بندگی قادری مجددی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب بنام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''مسجد کے ایک گوشے میں حیران بیٹھا، ناگاہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی روح پُرفتوح ظاہر ہوئی اور باعث ہوئی (اس امر کی) کہ جس کام کے لئے تجھے (لاہور میں) مامور کیا گیا، اس میں مشغول رہو، اس لئے بموجب ان کے اور آپ کے حکم کے چند آدمیوں کو مشغول کیا، اب مجلس گرم ہے اور عالی شان مشائخ فوج در فوج تشریف لاتے ہیں اور بڑی مہربانی فرماتے ہیں۔ خصوصاً حضرت خواجہ بزرگ یعنی خواجہ نقشبند کی روح اور غوث الاعظم اور خواجہ فرید گنج شکر حلقہ ذکر اور نماز میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (۲۷۲)

مزار مبارک پر حاضری:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی طرح، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ہر وقت زائرین کی ایک کثیر تعداد موجود رہتی ہے، ان میں سے کوئی بھی خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا۔ (۲۷۳) ان خوش نصیب حضرات میں سے چند کی حاضری کا مختصر تذکرہ پیش خدمت ہے:

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر خدمات انجام دینے والے ساٹھ سالہ خادم فقیر محمد (جن کا تعلق پاکستان کے صوبہ سرحد کے علاقہ باجوڑ ایجنسی سے ہے) نے کہا ہے کہ حضرت غوث پاک کے روضہ پر خدمات

انجام دینے میں دائمی سکونِ قلب حاصل ہوتا ہے۔ وہ گزشتہ ۲۲ / برس سے حضرت غوث پاک کے روضہ پر خدمات انجام دے رہے ہیں اور انہوں نے بتایا ہے کہ انہیں روضہ پر جھاڑو دینے سے جو روحانی سکون حاصل ہوتا ہے وہ کہیں اور نہیں مل سکتا، انہوں نے پاکستان سے حضرت غوث پاک کے روضۂ مبارک تک پہنچنے کے واقعات بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ روزگار کی تلاش میں ۳۵۔۱۹۳۶ء میں گھر سے نکلے تھے اور بمبئی (بھارت) میں مقیم ہو گئے تھے، کئی سال گزرنے کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنی باقی زندگی حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گزاریں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی اس خواہش سے متعلق ایک بزرگ کو بتایا جنہوں نے میری خواہش کی تکمیل کے لئے دعا کی۔

پھر مجھے خواب میں حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کا دیدار ہوا جنہوں نے خود مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے پاس عراق جانے کے لئے کوئی پاسپورٹ اور کرایہ وغیرہ نہیں تھا، انہوں نے سوچا کہ وہ ان تمام چیزوں کے لئے کوئی انتظام نہیں کریں گے اور خود ہی پیرانِ پیر اُن کا بندوبست کریں گے۔ وہ بمبئی سے عراق جانے والے ایک بحری جہاز پر سوار ہو گئے اور بصرہ کی بندرگاہ پر پہنچنے کے بعد بس میں سوار ہو کر بغداد پہنچے۔ انہوں نے بتایا کہ اس دوران کسی نے بھی ان سے پاسپورٹ و بحری جہاز اور بس کے کرایہ سے متعلق نہیں پوچھا، انہوں نے کہا کہ یہ سب کچھ خود حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے کیا۔

انہوں نے بتایا کہ وہ روضۂ پاک پر پہنچنے کے بعد مزار کے متولی سے ملے جنہوں نے انہیں رہنے کے لئے جگہ دے دی۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس وقت سے ہی روضہ پر جھاڑو دے رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ بعد میں انقلاب بھی آئے لیکن انہیں کسی نے کچھ نہیں کہا۔ انہوں نے کہا کہ ان کی ایک اور خواہش یہ ہے کہ وہ اسی

طرح مدینہ منورہ میں آنحضور ﷺ کے روضۂ اقدس پر بھی خدمات انجام دیں لیکن ابھی تک روحانی طور سے انہیں اس کی اجازت نہیں ملی۔ (۲۷۴)

تقریباً ساڑھے سات بجے صبح مزارِ مقدس (حضرت غوث اعظم) کو مقفل کر دیا جاتا ہے، ہم سب نعت خوانی اور مناجات میں محو ہو گئے کہ دربان خلاص خلاص کرتے رہے اور وقت ہونے کا نعرہ لگاتے رہے۔ مگر سیدنا و مرشدنا (حضرت سید محمود محدث ہزاروی) پر عجیب کیفیت طاری تھی کہ ان خادموں کی آواز پر دھیان نہیں فرماتے تھے۔ دوسری طرف شہبازِ لامکانی، غوث صمدانی کا اس قدر کرم تھا کہ دربانوں کو دربارِ غوث پاک سے مہمانِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اٹھانے کی جرأت نہ ہوتی تھی، دربان تھک کر اپنی اپنی جگہوں پر خاموش بیٹھ گئے لیکن اللہ! اللہ! نگاہِ کرم غوث پاک کہ یہ پابندی ہمارے پیر و مرشد پر سے اٹھا دی گئی اور دربانوں کو ہدایت کر دی گئی کہ یہ حضور غوث پاک کے مہمان ہیں جب تک یہ مزار پاک پر بیٹھے رہیں تو بیٹھے رہنے دو، پھر کیا تھا، دربانِ غوث پاک حضرت قبلۂ عالم کو دیکھ کر باادب ہو جاتے حالانکہ حضور قبلۂ عالم مدظلہٗ ان خادموں کا بے حد احترام و ادب فرماتے۔ (مرزا بشارت بیگ) (۲۷۵)

۱۹۷۴ء میں حضور قبلہ پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی بغداد شریف تشریف لے گئے اور حضور غوث اعظم کے روضہ پاک پر سترہ (۱۷) دن حاضر رہے، ایک شب بعد نماز عشاء سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے قبر شریف سے اپنا ہاتھ مبارک نکالا اور پیر صاحب سے فرمایا کہ بوسہ لے لو، سارا روضہ پاک دھوپ کی طرح چمک اٹھا اور ہر شخص نے جو وہاں اس وقت موجود تھا، پیر صاحب پر حضور غوث پاک کی یہ کرم نوازی اپنی آنکھوں سے دیکھی، انہی میں میرے پیر بھائی قاری خوشی محمد صاحب بھی تھے۔ یہ وہی قاری خوشی محمد صاحب ہیں جنہیں حال ہی میں صدرِ پاکستان نے ہلالِ پاکستان کے اعزاز سے نوازا ہے۔ (شائق الخیری) (۲۷۶)

میں بطور ڈائریکٹر تحفظ نباتات پاکستان کئی دفعہ اقوامِ متحدہ کے ہیڈ کوارٹر روم جاتا رہا مگر بغداد شریف میں، جو راستہ میں ہے، حاضری کا موقع نہ ملا۔ میں نے ایک سال سیال شریف میں بغداد شریف کی حاضری کے لئے خاص طور پر دعا کروائی، اس سال روم گیا تو واپسی پر جو ہوائی جہاز روم سے کراچی آتے وقت بغداد ٹھہرتا تھا، اس پر کوشش کے باوجود جگہ نہ ملی اور مجبوراً اسی جہاز میں سوار ہونا پڑا جو سیدھا روم سے کراچی آتا تھا مگر دل میں بڑی حسرت تھی۔

جب جہاز روم سے روانہ ہو کر بغداد کے نزدیک پہنچا تو انجینئر نے خبر دی کہ انجن میں کچھ خرابی ہوگئی ہے اور ہم بغداد اتریں گے، رات رہ کر صبح کراچی روانہ ہوں گے۔ بہت مسرت ہوئی۔ کمپنی نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کے نزدیک ایک ہوٹل میں ٹھہرنے کا انتظام کیا۔ عصر کی نماز باجماعت وہاں مسجد میں پڑھی اور مزار اقدس پر خشوع سے فاتحہ خوانی اور دعائیں مانگیں۔ (۲۷۷)

حضرت خواجہ سید غلام محی الدین گولڑوی علیہ الرحمۃ کو حضور غوث اعظم اور مولانا رومی قدس سرہما سے عشق کی حد تک عقیدت و محبت تھی۔ چنانچہ متعدد دفعہ بغداد شریف اور قونیہ شریف (ترکیہ) کا سفر کیا۔ ۱۹۴۸ء میں ایک سو آٹھ افراد کے ہمراہ بغداد شریف کا سفر کیا اور گرد و نواح کے قریباً تمام مزارات مقدسہ پر حاضری دی۔ (۲۷۸)

جنوری ۱۹۷۰ء میں دوسری بار حج ادا کرنے کے لئے براستہ بغداد روانگی ہوئی، تین یوم خانقاہِ عالیہ میں مہمان رہا، ہفتہ کے دن علی الصباح درگاہِ عالیہ پہنچ گیا تھا۔ سیدنا و مرشدنا حضرت یوسف گیلانی مدظلہ العالی کے اوقاتِ آرام کے علاوہ دن بھر ان کی معیت میں رہا، حضرت مدرسہ، کتب خانہ، مکتب غرض خانقاہ عالیہ کے ہر حصے میں اپنے ہمراہ لے گئے، او پر قبہ پر کچھ تعمیری کام جاری تھا، حضرت کی معیت میں وہاں جانے کی سعادت بھی حاصل ہوئی لیکن حضرت روضۂ اطہر کے اندر تشریف

نہ لے گئے، بیرونی دروازے ہی سے فاتحہ پڑھی، دل میں تڑپ تھی حاضری کی لیکن زبان خاموش تھی۔ صاحبِ خانہ کے ساتھ میں کس طرح زبان کھولتا۔ مغرب کی نماز سے بھی فارغ ہو گئے تو اس ناچیز سے نہ رہا گیا، عرض کر دیا۔ حضرت نے ہنستے ہوئے فرمایا "فکر مت کرو" بعد نماز عشاء پھر دفتر میں آکر بیٹھ گئے، دل کی تڑپ میں اب جستجو کا رنگ بھی شامل ہو چلا تھا۔ اسی فکر میں تھا کہ حکم ہوا "چلو"۔ اب جو روضۂ اقدس پر حاضری ہوئی تو دن بھر کی جستجو کا عقدہ کھلا، روضۂ اطہر بالکل خالی تھا، زائرین کے لئے دروازے بند ہو چکے تھے۔

اس قابل تو نہ تھا یہ بندۂ عاصی، لیکن اب تو درِ فیض کھل چکا تھا۔ حضرت مدظلہ العالی کے حکم سے دو بالٹیاں پانی سے بھریں، ڈونگے اور جھاڑو موجود تھے، اللہ کے محبوب کی درگاہ کا غسل اور جاروب کشی، ضریح مبارک کے اندر حاضری، سب ہی کچھ عطا ہو رہا تھا۔ غلاف مبارک اور پاکستان سے ساتھ لائے ہوئے گلاب کے پھولوں کا نذرانہ عقیدت ومحبت خود اپنے ہاتھوں پیش کیا۔ ضریح مبارک کے اندر کا حصہ غالباً ایک یوم قبل ہی صاف کیا گیا تھا، بہر حال مٹی خاک وغیرہ جو کچھ بھی جاروب کشی سے ہاتھ آیا، ساتھ لے آیا۔ ضریح مبارک سے باہر قدم رکھا تو سیدی ومرشدی نے دستار اس ناچیز کے سر پر باندھی جو کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے غلاف کا ایک سبز ٹکڑا تھا۔ (علامہ عبدالعزیز عرفی) (۲۷۹)

حضرت خواجہ فضل کریم (۱۸۹۰ـ۱۹۸۱ئ) بغداد شریف پہنچ گئے، محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی، آپ فرماتے ہیں ایک دن میں مزار کے قریب بیٹھ کر کلمہ طیبہ کا ورد کر رہا تھا کہ اچانک مزار شریف میں سے ایک ہاتھ باہر آیا اور اپنا ہاتھ اس میں دینے کا حکم ہوا۔ میں نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھا کر اس ہاتھ میں دے دیا، دونوں ہاتھ آپس میں ملے، کچھ دیر بعد وہ ہاتھ قبر کے اندر چلا گیا۔ اس واقعے کے بعد وہاں کے بہت سے لوگ آپ کے معتقد ہو گئے۔ (۲۸۰)

کراچی میں مختصر قیام کے بعد قطبِ مدینہ، ضیاء المشائخ مولانا محمد ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف روانہ ہوئے تا کہ حضور غوث الثقلین سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار پُرانوار پر حاضر ہوکر آپ کے خصوصی فیوض وبرکات سے مستفیض ہوسکیں۔ عشق ومحبت نے اتنا زور پکڑا کہ آپ مجذوب ہوگئے، پانچ سال تک آپ پر یہی حالت رہی، بعدازاں آپ کو حضرت سید الحسینی بغدادی اپنے ساتھ اپنے مسکن میں لے گئے اور آپ پر خصوصی توجہ فرمائی تو آپ کی وہ حالت رفع ہوگئی۔ (۲۸۱)

۱۹۱۳ء میں حضرت فقیر نور محمد رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف حضرت پیرانِ پیر، دستگیر، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، شہبازِ لامکانی کے دربارِ عالیہ پر تشریف لے گئے، دربارِ غوثیہ میں حاضری دی ہی تھی کہ شرف باریابی حاصل ہوگیا۔ بغداد شریف میں تمام ائمہ، مجتہدین اور اولیاء کاملین کے مقدس مزارات پُر انوار پر حاضری دے کر باطنی فیوض وبرکات سے ہمکنار ہوئے، فرماتے ہیں کہ قیام بغداد شریف میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ آنحضرت کے دربارِ عالیہ میں داخل ہوگیا ہوں اور حضرت محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی کی خوبصورت مسجد میں دنیا کے تمام مشائخ کرام اور تمام سلاسل کے بزرگانِ دین نہایت ہی عزت واحترام کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ ان میں سے میں نے حضرت نور احمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین حضرت سلطان العارفین باھو رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان لیا اور قدمبوسی کی۔ آپ نے فرمایا کہ نور محمد، یہ بہت بڑی سرکار ہیں، یہاں پر مؤدب ہوکر قیام پذیر ہونا، مابعد دربانِ بارگاہِ غوثیہ نے جب میں مزار اقدس پر جارہا تھا، دریافت کیا کہ آپ یہاں پر غوثیت وقطبیت کے حصول کے لئے تشریف فرما ہیں؟ میں نے جواباً عرض کی: فقر کی لازوال دولت کے حصول کے لئے، میں نے مؤدبانہ طور پر کہا کہ مجھے تو غوثیت وقطبیت کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ دربانِ حضور غوث اعظم مسکرائے اور مجھے دربارِ عالیہ میں جانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اس کے بعد جو کچھ بھی باطنی طور پر حاصل ہوا، فقیر (نور محمد) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ

حیطۂ تحریر سے باہر ہے۔(۲۸۲)

پہلی رات جب اس احقر و ناچیز مرید (شہزادہ محمد دارا شکوہ حنفی قادری) نے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا تذکرہ لکھنا شروع کیا تو اپنے آپ کو در حقیقت بغداد میں حضرت کے گنبد شریف میں حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار کے گرد پایا۔ گویا اس کارِ عظیم کی برکت سے یہ سعادت حاصل ہوئی۔ پس مجھے یقین ہو گیا اور میں اپنے دل میں خوش ہوا کہ میری یہ کاوش شرفِ قبولیت کو پہنچی۔(۲۸۳)

حضرت شیخ بہلول رحمۃ اللہ علیہ کو اول شوقِ الٰہی ہوا تو نجف اشرف اور کربلائے معلّٰی میں معتکف رہ کر قبول تمام حاصل کر کے بیت اللہ میں آئے اور بعد تقدیم مراسمِ حج بعزمِ طواف روضہ منورہ رسول اللہ ﷺ مدینہ شریف روانہ ہوئے اور بر روضۂ عالیہ حضرت شاہِ رسالت ﷺ حاضر ہو کر مدت بھر وہاں جاروب کشی کی اور معتکف رہے۔ بعد شش ماہ حضرت شاہِ نبوت کی طرف سے یہ ارشاد ہوا کہ تم اب یہاں سے حضرت مخزنِ کرامت، غوث الثقلین، قطب ربانی، شیخ عبدالقادر جیلانی کی

زیارت کے لئے بغداد میں جاؤاور سعادتِ دارَین اٹھاؤ۔ چنانچہ حضرت شیخ مدینہ سے روانہ ہو کر بغداد میں پہنچے اور ایک سال کامل جاروب کشی کی اور وہاں سے بزیارتِ روضۂ مقدسہ امام اعظم رضی اللہ عنہ شرف یاب ہوئے اور وہاں سے عجائباتِ الٰہی دیکھ کر جناب حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک کی زیارت کی اور پھر اشرف البلاد بغداد سے باجازت جناب حضرت غوث الاعظم روانۂ مشہد مقدس ہوئے۔(۲۸۴)

حضرت لعل شہباز قلندر (سید عثمان مروندی) رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ حضرت شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ وہاں سے بھی آپ کو کافی فیض حاصل ہوا۔ اس کے بعد آپ ایران تشریف لائے اور حضرت امام رضا رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور آپ نے چالیس دن کا چلّہ فرمایا۔ چلہ کے اختتام پر آپ کو بشارت ہوئی کہ اب تم غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضری دو۔ لہٰذا آپ بغداد شریف کے لئے روانہ ہوگئے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر حاضری دی اور دن رات عبادت، ریاضت میں مصروف رہے اور بارگاہِ غوث الاعظم سے کافی فیض وبرکات حاصل کئے۔(۲۸۵)

تبرکات

پاک وہند کے مختلف مقامات پر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے کئی تبرکات موجود ہیں جنہیں مسلمان اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور ان سے فیض وبرکت حاصل کرتے ہیں۔

حضرت حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ سات سال کی عمر میں اپنے ماموں شیخ ولایت علی ورمضان علی کے ہمراہ بغداد شریف گئے اور وہاں حضرت پیر سید مصطفی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ آپ بغداد شریف گیارہ دفعہ

گئے اور زیارت حرمین شریفین سے بھی مستفید ہوئے، بغداد شریف سے آپ جو تبرکات لائے، ان کی تفصیل اس طرح ہے:

۱۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تسبیح کا ایک دانہ۔

۲۔ تالا جو درگاہ حضرت شاہِ جیلان میں ۲۰۰ سال (دوسو سال) تک لگتا رہا۔

۳۔ پارچات از قسم غلاف مرقد منور حضور غوث پاک (۲۸۶) ملخصاً

مولانا سید اشتیاق علی قادری (م ۱۹۸۰ئ) کی وصیت کے مطابق ان کی قبر میں خانہ کعبہ کے غلاف کا حصہ، حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ کی چادر کا ایک حصہ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عمامہ کا ایک حصہ کفن کے ساتھ رکھا گیا۔ (۲۸۷)

حضرت حافظ حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد شریف میں پہلی مرتبہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی تو وہاں کے نقیب الاشراف نے حضرت حاجی صاحب کو بتایا تھا کہ ان کی آمد سے قبل حضرت غوث الاعظم نے انہیں ہدایت کی تھی کہ میرے خاندان کا ایک نیک اور صالح لڑکا آنے والا ہے، لہٰذا اس کو زرد رنگ کا احرام پیش کرنا۔ (۲۸۸)

حضرت والد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مجھے اجمالاً بتایا گیا کہ آج تمہیں ایک نعمت ملے گی، میں سیر کے لئے نکلا، شہر کے ایک حصہ میں میرے دل نے گواہی دی کہ تیرا مطلوب اس جگہ ہے۔ میں نے پوچھا، یہاں کوئی درویش یا فاضل شخص ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، فلاں درویش اس جگہ رہتا ہے۔ میں اس کی ملاقات کے لئے گیا۔ اس نے کہا: حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا جبہ مجھے تبرک ملا ہے اور آج رات مجھے حکم ہوا ہے کہ آج جو شخص تمہارے پاس آئے، یہ تبرک اس کو دے دو، میں نے وہ جبہ لے کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ

علیہ)(۲۸۹)

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجاز نہ چھوڑنے کا ارادہ ظاہر فرمایا لیکن شیخ متقی رحمۃ اللہ علیہ (شیخ عبدالوہاب متقی) کے پیہم اصرار اور تقاضے کی بناء پر آپ واپس آئے۔ چلتے وقت شیخ متقی نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک پیرہن مبارک بھی عطا فرمایا تھا۔(۲۹۰)

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ جنگل میں مراقبہ میں تھے کہ یکا یک آسمان سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے تمام عالم منور ہو گیا اور آپ کو القا ہوا کہ یہ نور اس صاحب عزیز کا ہے جو تقریباً ۵۰۰ سال بعد ظاہر ہوگا، جب تمام عالم شرک وبدعت میں مبتلا ہوگا اور وہ دنیا سے شرک والحاد کو نیست ونابود کر دے گا اور دین محمدی کی تجدید کر کے دین کو ایک تازگی بخشے گا، اس کے فرزند اور خلفاء بارگاہِ احدیت میں صدر نشین ہوں گے۔

اس واقعہ کے مشاہدہ کے بعد حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا خرقہ اپنے کمالات سے مملو کر کے اپنے صاحبزادہ تاج الدین سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو دے کر وصیت فرمائی کہ یہ خرقہ ہماری نسل میں سلسلہ بہ سلسلہ اس بزرگ کو ہماری امانت پہنچانا، چنانچہ خرقہ مذکورہ آپ کی اولاد میں یکے بعد دیگرے سپرد ہوتا رہا حتیٰ کہ ۱۰۱۳ھ میں آپ کی نسل میں سید شاہ سکندر قادری کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث الاعظم کے حکم کے مطابق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت غوث الاعظم کا جبہ پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔(۲۹۱)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس خرقہ کے پہننے کے بعد عجیب معاملہ پیش آیا، جب میں نے اسے پہنا تو حضرت شیخ الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام خلفاء حضرت شیخ کمال رحمۃ اللہ علیہ تک حاضر

ہوئے، حضرت غوث ربانی نے میرے دل کو اپنے تصرف میں کرلیا اور خاص نسبتوں کے انوار واسرار سے منور کر دیا۔ (۲۹۲)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد محترم کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ:

حرم شریف میں ایک شخص کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ٹوپی اپنے آباؤ اجداد سے ملی تھی، اور وہ وہاں اس کی وجہ سے بہت محترم اور مکرم تھا۔ ایک رات خواب میں اس نے حضرت غوث الاعظم کو دیکھا، فرماتے تھے کہ ٹوپی ابوالقاسم اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو دے دو۔ اس شخص کے دل میں خیال گزرا کہ اس شخص کی تخصیص میں کوئی حکمت ہے، امتحان کے طور پر ایک قیمتی جبہ اس کے ساتھ ملایا اور پوچھتے پچھاتے آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ یہ دونوں تبرک حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں، انہوں نے مجھے خواب میں فرمایا ہے کہ ان کو ابوالقاسم اکبر آبادی کو دے دو۔ اور ان کو آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے قبول فرمالیا اور بہت خوش ہوئے، اس شخص نے کہا: یہ بہت بڑی نعمت ہے، اس کے شکرانہ میں کافی طعام تیار کیجئے اور رؤساء شہر کی دعوت کیجئے۔ فرمایا: کل آپ تشریف لائیں اور جس شخص کو چاہیں، مدعو کریں میں کھانا کافی تیار کروں گا۔ علی الصبح وہ شخص تمام رؤساء شہر کے ساتھ آیا اور کافی طعام تناول کیا اور فاتحہ پڑھی۔ دعوت سے فراغت کے بعد انہوں نے پوچھا کہ آپ متوکل آدمی ہیں اور ظاہری اسباب نہیں ہیں، اس قدر طعام کیسے تیار ہوگیا؟ فرمایا: ہم نے جبہ کو فروخت کر دیا اور ضرورت کی چیزیں خرید لیں۔ وہ عزیز چلایا کہ میں نے اس فقیر کو اس کا اہل سمجھا تھا، یہ تو فریبی نکلا، اس نے ان تبرکات کی قدر نہیں پہچانی۔ فرمایا: شور مت کرو، جو تبرک تھا، اسے میں [illegible]ط کر لیا ہے اور جو چیز تبرک نہیں تھی بلکہ امتحان تھی، اسے فروخت کر دیا ہے اور اس کی ضیافت اور

شکرانہ کا سامان خرید لیا ہے۔ وہ اس قصہ سے آگاہ ہوا تو تمام اہلِ مجلس سے حقیقت ِ حال بیان کی، تمام نے کہا الحمد للہ، تبرک اس کے حقدار کو مل گیا۔ (۲۹۳)

حضرت اخوند نعمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ سے بڑی ارادت واعتقاد رکھتا ہوں، وہ بھی میری اسی ارادتمندی سے آگاہ ہوں گے اور کیوں نہ ہوں گے جب کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میں مغرب میں ہوں اور میرا مرید ننگے سر مشرق میں ہو تو میں اس کی سرپوشی کروں گا۔ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میں ایک بیابان میں ننگے سر کھڑا ہوں کہ حضرت غوث الاعظم تشریف لائے اور مجھے سفید پگڑی عطا کی اور فرمایا کہ ہم تیرے اس حال سے خبردار ہیں کہ تو ننگے سر کھڑا ہے، لہٰذا میں نے چاہا کہ تیرا سر ڈھانپ دوں۔ جب صبح ہوئی تو شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے پاس بلایا اور سفید دستار مجھے عنایت کی اور فرمایا کہ وہی دستار ہے جو رات تجھے غوث الاعظم نے دی۔ (۲۹۴)

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ سری نگر کے محلہ خانیار میں مشہور ہے۔ اورنگزیب کے عہد میں سید شاہ محمد فاضل قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن سے کشمیر وارد ہوئے اور محلہ خانیار میں قیام پذیر ہو گئے۔ ۲۲/ برس تک سلسلہ قادریہ کی تبلیغ میں مصروف رہے، جب رحلت فرمائی تو اپنے مکان کے صحن میں دفن کئے گئے۔ کشمیر کا افغان گورنر عبداللہ خان ان کا عقیدت مند تھا، اس نے اس قبر کی جگہ ایک شاندار عمارت تعمیر کرائی، سید قادری کے پاس حضور شاہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موئے مبارک بھی تھا جو محفوظ کر لیا گیا، جس کی زیارت کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ (۲۹۵)

عقیدت ومحبت

مسلمان تمام بزرگانِ دین سے بے پناہ محبت کرتے ہیں لیکن ان میں سے اگر کوئی ایک ملک میں مقبول ہو تو عین ممکن ہے کہ دوسرے ملک میں مسلمانوں کی کثیر تعداد اسے پہچانتی بھی نہ ہو۔ جبکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عالمگیر شہرت حاصل ہے، ان کا نام مبارک سن کر مسلمانوں کی آنکھیں عقیدت و محبت سے جھک جاتی ہیں، یہ مقدس نام رگوں میں خون بن کر دوڑتا ہے۔ اس غیر معمولی عقیدت و محبت کی ایک جھلک نذرِ قارئین ہے:

سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بصیر پوری گستاخ تھا، کچھ گستاخیاں اور بے ادبیاں کسی کتاب میں طبع کروا کر حکیم (محمد موسیٰ امرتسری) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مطب ریلوے روڈ لاہور پر آیا۔ حکیم صاحب اس کی اس غلیظ حرکت سے پہلے سے آگاہ تھے۔ وہ حکیم صاحب کے مطب اس لئے آیا کہ حکیم صاحب چشتی ہیں، میں نے سلسلہ قادریہ کے مرکزی پیشوا سرکارِ بغداد اور قادریوں کے خلاف جو زہر اگلا ہے، حکیم صاحب میری ہمنوائی کریں گے اور داد دیں گے اور کلماتِ تحسین سے نوازیں گے۔

حکیم صاحب نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا: یہ گوالمنڈی ہے، یہاں امرتسریے رہتے ہیں، تم غلط جگہ آ گئے ہو، دفع ہو جاؤ، نکل جاؤ یہاں سے۔ یہ واقعہ حکیم صاحب نے مجھے خود دو تین مرتبہ سنایا۔ (محمد ثناء اللہ بٹ) (۲۹۶)

آخری ایام میں حضور محدثِ اعظم پاکستان (مولانا محمد سردار احمد) رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم سید محمد معصوم شاہ صاحب نوری، بانی نوری کتب خانہ لاہور سے آخری ملاقات میں فرمایا: ''شاہ صاحب! میری دو باتوں کے گواہ رہنا، ایک یہ کہ فقیر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا غلام اور مرید ہے اور دوسری یہ کہ اس فقیر نے عمر بھر کسی بے دین سے مصافحہ نہیں کیا۔ (۲۹۷)

الحاج حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لغاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۰ئ)
غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے معتقد تھے۔ آپ ہر تقریر
میں غوث اعظم کے بیان میں یہ شعر پڑھتے تھے:

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء
چوں محمد ﷺ درمیانِ انبیاء

آپ کا مدرسہ اور حویلی جس محلے میں واقع ہے، اس کا نام آپ نے غوث
اعظم سے عقیدت کی وجہ سے دستگیر کالونی تجویز فرمایا۔ (۲۹۸)

حضرت مولانا الحاج محمد یوسف نوشاہی قدس سرہٗ ہر ماہ ختم گیارہویں شریف
کا اہتمام کرتے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے،
چونکہ ابجد کے حساب سے ''بابو'' کے عدد گیارہ ہیں، اس لئے انہوں نے یہ لفظ اپنے
نام کا جزو بنالیا تھا۔

ایک مرتبہ انہوں نے ذہنی طور پر حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب
کرتے ہوئے دیوانِ حافظ سے فال نکالی کہ آپ کا زمانہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ
سے مؤخر ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے ان کی توصیب میں کچھ نہیں لکھا؟ چنانچہ یہ شعر
نکلا:

حافظ از معتقد انست، گرامی دارش
زانکہ بخشائش بس روحِ مکرم با اوست

''حافظ معتقدین میں سے ہے، اس کی عزت کرو، کیونکہ بہت ہی مکرم روح
کی عنایت اس کے شاملِ حال ہے۔'' (۲۹۹)

ایک دفعہ مولانا عبدالباقی لکھنوی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ نے قطبِ مدینہ
حضرت سید سردار احمد شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۱ھ) کے سر پر کلاہ
قادری دیکھ کر پوچھا کہ یہ ٹوپی آپ نے کہاں سے بنوائی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ

ہمارے سلسلے میں مرفوعاً یہ ثابت ہے کہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ایسی ٹوپی پہنتے تھے، حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بارہا خواب میں یہ ٹوپی حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر دیکھی ہے، فرق صرف یہ ہے کہ اس کی بٹ ذرا موٹی تھی اور اِس کی پتلی ہے۔(۳۰۰)

حضرت شاہ مغفور القادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بزرگانِ دین نے مختلف درود پڑھے اور پیش کئے ہیں، وہ سب مقبولِ بارگاہ ہیں، البتہ درود کے جو الفاظ خود آنحضرت ﷺ سے مروی ہیں، ان کی شان کچھ اور ہے، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہمارے خاندان میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سینہ بسینہ یہ روایت چلی آرہی ہے کہ آپ نے یہ درود شریف انتہائی مقبول قرار دیا ہے:

وصلی اللہ علی النبی الأمی وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہم نے جو کچھ پایا، درود ہی کے طفیل پایا۔(۳۰۱)

مولانا حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا احمد رضا خان بریلوی نور اللہ مرقدہٗ میں ایک شے قدرِ مشترک تھی اور وہ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والا صفات جن سے دونوں کی گہری وابستگی تھی۔ مولانا حسرت موہانی کی زبان سے اکثر میں (نیاز فتح پوری) نے مولانا بریلوی کا یہ شعر سنا ہے:

تیری سرکار میں لاتا ہے رضاؔ اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

(۳۰۲)

امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی عقیدت و محبت

(۱) ایک بار میں نے دیکھا کہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک سواری ہے، بہت نفیس اور اونچی بھی تھی، والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا: گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا، آگے اللہ مالک ہے۔ میرے خیال میں اس سے مراد غلامی ہے سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ (۳۰۳)

(۲) جدہ سے کشتی میں سوار ہوئے، کوئی تیس چالیس آدمی اور ہوں گے۔ اس کام پر حبشی ملاح مقرر تھے۔ ان کے کھولنے باندھنے کے وقت اکابر اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کو عجب اچھے لہجے سے ندا کرتے جاتے۔ ایک حضور سیدنا غوث اعظم کو تو دوسرا حضرت سید احمد کبیر، تیسرا حضرت سیدی احمد رفاعی کو، چوتھا حضرت سیدی اھدل کو علیٰ ہٰذا القیاس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)، ہر کشش پر ان کی یہ آوازیں عجب دل کش لہجے سے ہوتیں اور بہت خوش لگتیں۔

ایک حبشی صاحب نے اپنی حاجت سے بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا، ان سے کہا گیا، نہ مانے، معلوم ہوا کہ ان پر اثر ان دوسرے بصری شیخ عثمان کا ہے، میں نے ان سے کہا: یا شیخ، انہوں نے کہا: الشیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ تو حضرت عبدالقادر جیلانی ہیں، ان کے اس کہنے کی لذت آج تک میرے قلب میں ہے۔
(۳۰۴)

(۳) امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ بزرگوں کے اس درجہ مؤدّب تھے کہ چھ سال کی عمر میں بغداد شریف کی سمت معلوم ہونے پر پھر کبھی اس

طرف پاؤں نہیں پھیلائے۔(۳۰۵)

(۴)اعلیٰ حضرت نوراللہ مرقدہٗ کی عادت تھی کہ جب پیلی بھیت تشریف لے جاتے تو حضرت جناب تقدس مآب حاجی میاں شیر محمد صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے ضرور ملنا ہوتا، ایک روز بعد مغرب تشریف لے گئے، حضرت شاہ صاحب نے ایک آہِ سرد بھری جس کی وجہ اعلیٰ حضرت نے دریافت فرمائی تو فرماتے تھے کہ فیض بند ہوگیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: کیا باعث؟ ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ دل میں بیٹھے بیٹھے یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ کہیں کوئی بات شاید وہابیوں کی بھی حق ہو، یہ خیال آتے ہی فیض کا دروازہ بند ہوگیا۔ فرمایا: کہ آپ ذکر شریف حضور پرنور، محبوبِ اکرم سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کیجئے، اس سے فیض جاری ہوجائے گا۔ چنانچہ اس وقت مجلس مبارک غوثیت ترتیب دی گئی، بعد نمازِ عشاء نصف شب تک حاضرین کو بہرہ یاب فرمایا اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں دعائیں دے کر رخصت فرمایا۔(۳۰۶)

(۵)اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہٗ، حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی تحریر فرماتے تو ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے اور القابات وخطابات بڑے اہتمام سے قلمبند فرماتے، ایک مقام پر رقمطراز ہیں:

"اعاظم اولیاء اللہ، سید الاولیاء وامام الاصفیاء وقطب الاقطاب وتاج الافراد ومرجع الابدال ومفزع الافراد اور باعترافِ اکابر علماء امامِ شریعت وسردارِ امت ومحی دین وملّت ونظامِ طریقت وبحرِ حقیقت وعینِ ہدایت ودریائے کرامت ہے، وہ کون؟ ہاں وہ سید الاسیاد، واہب المراد سیدنا ومولانا وملاذنا وماوینا وغوثنا وغیثنا حضرت قطب عالم وغوث اعظم سید ابو محمد عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی صلی اللہ تعالیٰ علیٰ جدہ الاکرم وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم"۔(۳۰۷)

(۶)فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہٗ نے اپنی متعدد تصانیف میں حضور غوث

پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے اور معترضین کا تعاقب فرمایا ہے، مثلاً:

(ا) ازہار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار

(ب) اکسیرِ اعظم (ج) مجیر معظم شرح قصیدہ اکسیرِ اعظم

(د) فتاویٰ کرامات غوثیہ (ہ) سلسلۃ الذہب نافیۃ الادب

(و) ذریعہ قادریہ) (ز) نظم معطر (ح) وظیفۂ قادریہ

(ط) الزمزمۃ القمریہ فی الذب علیٰ الجمریہ (۳۰۸)

(۷) امام احمد رضا فاضل بریلوی سے چند سوالات:

(ا) سوال "مجھے اپنا مکھڑا دکھا شاہِ جیلاں" میں مکھڑا کا استعمال ٹھیک ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ لفظ تصغیر کا ہے، اکابر کی مدح میں منع ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۳۰۹)

(ب) سوال: حضور یہ شعر کیسا ہے؟

ارے یہ وہ ہیں عبدالقادر محبوبِ سبحانی
کہ نابینا کو بینا، چور کو ابدال کرتے ہیں

الجواب: کوئی حرج نہیں، حضور ﷺ نے تو کافروں کو اوتاد وابدال بنایا ہے۔ (۳۱۰)

(ج) سوال: یہ ابیات صحیح ہیں یا نہیں؟

روبروئے احمد کے ہم کو
خوش وسیلہ آج تم ہو
خادموں میں ہم کو سمجھو
المدد یا عبدالقادر!

تم شبِ معراج آکر
دوش برپائے پیمبر
لے چڑھے عرشِ بریں پر
المدد یا عبدالقادر

الجواب: پہلے دو شعر بہت اچھے ہیں، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اذا سألتم اللّٰہ حاجۃ فاسئلوہُ بِی

(جب اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کے لئے دعا کرو تو میرا وسیلہ لے کر دعا مانگو)

اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

مَن اِستغَاثَ بِی فِی کُربَۃ کُشِفَتْ عَنہُ وَمَن نَادیٰ بِاسمی فِیْ شِدَّۃ فُرِجَتْ عَنہ۔

(جو کسی بے چینی میں مجھ سے فریاد کرے، اس کی بے چینی دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے، وہ سختی زائل ہو۔

یہ دونوں ارشاد امام اجل یکتا ابوالحسن علی قدس سرہٗ نے بہجۃ الاسرار شریف اور دیگر اکابر ائمہ و علماء نے اپنی تصانیف میں روایت کئے۔ والحمدللہ۔

اور پچھلے شعروں میں غلطی ہے، تفریح الخاطر وغیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس ﷺ شبِ معراج حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوشِ مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور اقدس ﷺ کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا نہ کہ حضور غوثیت پائے اقدس کندھے پر لے کر شبِ معراج خود عرش پر گئے، شاعر اگر یوں کہتا، مطابق روایت مذکور ہوتا:

تھا تمہارا دوشِ اطہر

زینۂ پائے پیمبر
جب گئے عرشِ بریں پر
المدد یا عبدالقادر

یہ دونوں صورتوں کو شامل ہے، جب گئے یعنی جس وقت یا جس شب کہ اس میں پہلی صورت بھی داخل اور اگر ترجیع کا مصرعہ یوں ہوتا تو اور بہتر ہوتا:

المدد یا غوث اعظم، کہ خالی نام پاک کے ساتھ ندا بھی نہ ہوتی اور تقطیع سے لام بھی نہ گرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۳۱۱)

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے اویسی طریق پر حضرت غوث الثقلین پیر دستگیر شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانیت سے فیض حاصل کیا تھا، کہتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اسم شریف بے وضو زبان پر نہیں لاتے تھے۔ (۳۱۲)

اعتراضات

جس طرح بعض ایسے مولوی، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ پر اعتراضات کرنے کی احمقانہ کوشش کرتے ہیں، جو ان کی تصانیف کے صحیح نام تک پڑھنے سے بھی قاصر ہوتے ہیں، بالکل اسی طرح کچھ ایسے ہی برخود غلط لوگ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی غلط اعتراضات کرنے سے گریز نہیں کرتے جو شرعی علوم سے قطعاً نابلد ہوتے ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر یہاں چند اعتراضات کے جواب پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے:

بعض لوگوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کیا کہ صوفیانہ زندگی کی ابتدا میں کشف ہوتا ہے اور حضرت غوث پاک کا زندگی بھر کشف جاری رہا، اس کی وجہ کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت غوث اعظم سے ان

دنوں جس کشف کا ظہور ہو رہا تھا وہ کسبی تھا اور کسب سے کسی شخص کی طبیعت نہیں بدل جاتی، اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ حضرت کے مرتبے کی تکمیل نہیں ہوئی تھی، ایسے عقیدے اور قول سے اللہ کی پناہ۔

(ارشاد مولانا شاہ فخر الدین نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) (۳۱۳)

اس سوال ''مولوی غلام خان آف راولپنڈی نے ''جواہر القرآن'' نامی کتاب میں مولوی حسین علی کے افادات میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جس کا حضور اکرم ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ ہر بات سنتے جانتے ہیں، وہ کافر ہے (مرآۃ الحقیقت ص ۱۸) اس فتویٰ کی حقیقت سے بالوضاحت آگاہ فرمائیں'' کا جواب دیتے ہوئے حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب زینۃ المساجد گوجرانوالہ رقمطراز ہیں:

''مولوی غلام خان صاحب کی مذکورہ کتاب تحریف و مغالطہ اور خود ساختہ فتاویٰ شرک سے بھری پڑی ہے اور اس میں حسبِ عادت کفار و بتوں کی مذمت میں نازل شدہ آیات کو اہل اسلام و حضرات انبیاء و اولیاء پر بڑی جرأت سے چسپاں کیا گیا ہے، اس سلسلہ میں مولوی صاحب نے جن کتابوں کے نام پیش کئے ہیں وہ محض مغالطہ و سادہ لوح عوام پر رعب جمانے کے لئے لکھے ہیں ورنہ انہیں کتابوں میں خود مولوی صاحب کا ردِّ بلیغ ہے اور جہاں تک ان کے فتوؤں کا تعلق ہے، اس سے ان کے اکابر علماء دیوبند بھی [illegible] نہیں رہ سکتے، کہنے کو تو مولوی صاحب نے کئی کتابوں کے نام گنوائے ہیں اور یہاں تک لکھ دیا ہے کہ ''ایک ہزار حدیث تو صرف بخاری شریف میں شاہد ہیں کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی ہے ''شرک ہے''۔ لیکن فی الواقعہ بخاری شریف یا کسی بھی معتبر کتاب سے وہ ایک حوالہ بھی ایسا پیش نہیں کر سکتے جس سے باعطاء و فضلِ خداوندی محبوبانِ خدا کے علمِ غیب کے عقیدہ

وان کو دور سے پکارنے کو شرک کہا گیا ہو۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ میں حضور ﷺ کے متعلق علم غیب کے جس عقیدہ کو کفر کہا گیا ہے وہ اس بناء پر ہے کہ اگر کوئی ذاتی واستقلالی طور پر ایسا عقیدہ رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت مختصہ ہے، لیکن جہاں تک عطائی علم غیب کے عقیدہ کا تعلق ہے، نہ اس عبارت میں اس کا ذکر ہے اور نہ اسے کفر قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ عطائی علمِ غیب اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے بلکہ اس نے یہ صفت اپنے فضل سے اپنے محبوبوں کو عطا فرمائی۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور ﷺ کے علمِ غیب کے عقیدہ کو کفر کیسے فرما سکتے ہیں حالانکہ وہ خود اپنے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ:

نظرتُ الیٰ بلاد اللہ جمعاً
کَخَردَلَۃٍ علیٰ حکمِ التصال

(میں نے اللہ کے تمام ملک کو اس طرح دیکھا گویا وہ سب ملک میرے سامنے ایک رائی کے دانہ کے برابر ہے۔) (قصیدہ غوثیہ)

نیز فرمایا: میری نظر لوحِ محفوظ میں ہے اور میں علم کے دریا میں غوطہ زن ہوں، تمام نیک بخت اور بد بخت مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، میں جانتا ہوں جو کچھ تمہارے ظاہر و باطن میں ہے، جس طرح بوتلوں میں رنگ نظر آتا ہے، اسی طرح تم میری نظر میں ہو۔

(اخبار الاخیار) شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۵)

آپ ہی نے نقل فرمایا کہ اے بندے اگر تو صدق کے ساتھ اللہ کو طلب کرے تو اللہ تعالیٰ تجھے ایسا آئینہ عطا فرمائے گا جس میں تو دنیا و آخرت کے عجائب کی ہر چیز کو دیکھ لے گا۔"

(غنیۃ الطالبین ص ۱۰۶۶)(۳۱۴)

ایک صاحب نے حضرت (پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ) سے دریافت کیا کہ ''قصیدہ غوثیہ'' کس کی تصنیف ہے؟ فرمایا: حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، کہنے لگا: وہ عالم تھے، ایسا کلام ان کی شان سے بعید ہے کیونکہ اس میں آتا ہے: وَافْعَلْ مَاتَشَاْ فَالْاِسْمُ عَالِیْ (میرے مرید جو چاہے سو کر، میرا نام بلند ہے)

حضرت نے فرمایا: آپ کے اس اعتراض میں دو چیزیں مراد ہیں، ایک ثبوتِ تصنیف اور دوسری وجہ استبعاد۔ اب ان دونوں کا جواب سنیے۔ پہلی چیز کی دلیل ہے تواتر، کیونکہ ہر زمانہ کے اندر جمِ غفیر اس چیز کے قائل چلے آئے ہیں کہ یہ قصیدہ شریف حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے اور تواتر دلیلِ قطعی ہے۔ اب رہی وجہِ استبعاد، سو آپ نے صحیح بخاری میں دیکھا ہوگا:

اِنَّ اللّٰہَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ

(اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر مطلع ہو کر فرمایا: جو چاہو سو کرو، ہم نے تمہیں بخش دیا۔)

پس فقرہ ''اعْمَلُوْا مَاشِئْتُم'' (جو چاہو تم کرو) آیت لَاتَقْرَبُوا الزِّنَا (زنا کے قریب مت جاؤ) کے ساتھ کیونکر درست آسکتا ہے۔ یہاں وجہِ استبعاد آپ بیان کر دیں، وہاں میں بیان کر دوں گا۔ اس جواب پر وہ صاحب ششدر رہ گئے۔

حضرت نے پھر فرمایا: علمائے ظاہر اس حدیث کا مطلب نہ سمجھتے ہوئے غایت مافی الباب یہی کہہ دیں گے کہ یہ ایک کلمہ ہے جو خوشنودی کے اظہار میں کہہ دیا جاتا ہے، کہ جب اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کسی پر نظرِ رحمت ڈالتے ہیں تو اسے زمرہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ (یعنی اے ابلیس میرے خاص بندوں پر تجھے کچھ دسترس حاصل نہیں۔ بنی اسرائیل ۶۵) میں داخل فرما کر خود اس کے حافظ و ناصر بن جاتے ہیں کہ وہ اول تو ارتکاب معاصی پر قادر ہی نہیں ہوسکتا اور اگر کسی حکمت کی بناء پر

ارتکابِ گناہ ہو بھی جائے تو اسے توبہ کی توفیق نصیب فرمادیتے ہیں، پس لا جرم جملہ اِفۡعَلۡ مَاتَشَآءُ میں تخصیص مراد ہوگی نہ کہ تعمیم۔(۳۱۵)

حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے بارے میں سوال کیا گیا: "خضنا بحراً لم یقف علی ساحلہٖ الانبیاءُ"، ہم نے ایسے سمندر میں غوطے لگائے ہیں جس کے ساحل پر انبیاءِ کرام بھی نہیں ٹھہرے۔ اس میں تو ظاہر انبیائے کرام پر آپ کی فوقیت لازم آتی ہے، آپ نے فرمایا: حضرت کا ارشاد بالکل بجا ہے، بحر سے مراد اتباعِ شریعتِ محمدی ﷺ کا سمندر ہے۔ چونکہ انبیاء کرام اپنی شریعتیں لے کر آئے، اس لئے انہیں حضور ﷺ کا اتباع کریں گے، پھر ان پر تو فوقیت لازم آئی، آپ نے فرمایا: لَمۡ یَقِفۡ جحد کا صیغہ ہے، جس سے ماضی کی نفی ثابت ہوتی ہے، آپ نے مستقبل کی نفی نہیں فرمائی۔(۳۱۶)

اولاد کا احترام

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے سب مسلمان والہانہ لگاؤ رکھتے ہیں، اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں:

تمام سلاسل کے مشائخین عظام سفیرِ عراق السید عبدالقادر الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی محافل میں شرکت بھی کرتے تھے اور دیگر اوقات میں بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت پیر صاحب غلام محی الدین گولڑہ شریف کا طریقہ یہ تھا کہ جب کبھی کراچی تشریف لاتے، پہلے سیدی ومرشدی (حضرت السید عبدالقادر الگیلانی) سے تجدیدِ محبت کرتے اور جب تک کراچی میں قیام رہتا، شام کو مغرب سے قبل یا مغرب کے فوراً بعد ضرور آتے، ان خصوصی نشستوں میں خصوصی لوگ شامل رہا کرتے تھے۔ حضرت قدس سرہٗ العزیز خود بھی حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کی قیام گاہ پر جانے میں قلبی مسرت وشادمانی محسوس کرتے تھے۔ ۱۹۶۷ء میں جب مرشدی ومولائی کا مستقر اسلام آباد ہوگیا تو ہر دو مشائخین عظام کی محبت وشفقت کا یہی رنگ وہاں بھی

غالب رہا۔(۳۱۷)

حضرت السید عبدالقادر الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی (کراچی) آمد کی خبر جونہی اخبارات میں شائع ہوئی تو حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے محبین اور معتقدین میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ علمائے کرام میں سب سے پہلے مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، جو غالباً آپ سے پہلے ہی متعارف تھے، اور مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ بعدۂ آپ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا گیا جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی ضیافت تھی جو عوام کی طرف سے ایک دوسرے ملک کے سفارتی نمائندے کو دی گئی۔(۳۱۸)

مولانا عبدالحامد بدایونی کا طریقہ تھا جب بھی حاضرِ خدمت ہوتے، آپ (سید عبدالقادر الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کے قدموں کو ضرور ہاتھوں سے بوسہ دیتے اور یہ بات حضرت کے لئے بڑی گراں تھی۔ حضرت بار بار ان سے درخواست کرتے کہ وہ ایسا نہ کریں لیکن مولانا کے ہاتھ تو بے ساختہ آپ کے قدموں کی طرف بڑھ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ کراچی میں سٹی کورٹ اسٹامپ وینڈرز کی جانب سے محفلِ میلاد منعقد ہو رہی تھی، مولانا عبدالحامد بدایونی تقریر کر رہے تھے کہ سیدی و مرشدی تشریف لے آئے، جونہی آپ نے مسند کے اوپر قدم رکھے، مولانا محترم نے انہیں سلام کیا اور آپ کے قدموں کی جانب جھک گئے، حضرت نے انہیں شانوں سے تھامتے ہوئے پھر کہا: استغفر اللہ، مولانا آپ یہ نہ کیا کریں، مولانا بدایونی نے سیدھے کھڑے ہو کر مائک کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا:

میں ان سب لوگوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ قطع نظر آپ کے روحانی مدارجِ عالیہ کے جو مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں، میں آپ کے قدم نہیں چھوتا، ان میں تو جھلک ہے میرے آقا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، جن کی رگوں میں خون تھا امام حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اور جو لاڈلے تھے اپنے نانا احمد مجتبیٰ، خاتم الانبیائ، سید

الاصفیاء اور حبیبِ خدا ﷺ کے" اور مولانا پھر بے ساختہ آپ کے قدموں کی جانب جھک گئے: ؎

عشق و مستی نے کیا ضبطِ نفس مجھ پہ حرام
کہ گرہ غنچے کی کھلتی نہیں بے موجِ نسیم

(اقبال) (۳۱۹)

۱۹۷۶ء میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا منان رضا خان (منانی میاں) ابن مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی میاں کراچی تشریف لائے تھے، دار العلوم شمس العلوم جامعہ رضویہ شمالی ناظم آباد کراچی میں حضرت مولانا محمد طفیل صاحب علیہ الرحمۃ مہتمم جامعہ نے آپ کی ضیافت کی تھی۔ فقیر (مولانا سید وجاہت رسول قادری) بھی اس محفل میں شریک تھا، اس محفل میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے چند صاحبزادگان تشریف فرما تھے، جب مولانا منانی میاں صاحب سے ان صاحبزادگان کا تعارف حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد کے حوالے سے کرایا گیا تو آپ فوراً باادب ان کے حضور کھڑے ہو گئے، نہ صرف دست بوسی، بلکہ پابوسی کی اور فرمایا:

"انہی کی بدولت تو میرے آباؤ اجداد خصوصاً اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کو علم و فضل کا اعزاز اور عشقِ رسول ﷺ کا سرمایہ ملا ہے، ان کی قدمبوسی کرنا تو ہم خانوادۂ اعلیٰ حضرت پر واجب ہے۔" (۳۲۰)

نبیرۂ حضرت غوث الثقلین، نقیب الاشراف سیدنا شیخ طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی علیہ الرحمہ عالمِ جوانی میں جب (غالباً) ۱۹۵۵ء میں بریلی شریف پہنچے تو ریلوے اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ پاپیادہ ایک جمِ غفیر کے ساتھ موجود تھے، آپ نے پیر صاحب کو ٹرین سے اترنے کے بعد زمین پر پیر نہیں رکھنے دیا، بلکہ کرسی پر بٹھا کر اتارا گیا اور کرسی کو کندھوں پر اٹھا کر موٹر کار میں بٹھایا گیا، کندھوں پر اٹھانے والوں میں خود ہندوستان جیسے عظیم ملک کا

مفتیٔ اعظم جس کے پاک و ہند میں ایک کروڑ سے بھی زیادہ مرید تھے، بنفسِ نفیس پاپیادہ شریک تھا، پھر اس موٹر کار کے دونوں طرف لمبے لمبے بانس باندھے گئے تھے اور استقبال کے لئے آنے والے مسلمانانِ بریلی کو حکم دیا گیا کہ اسٹیشن سے مزارِ اعلیٰ حضرت تک پیر صاحب کی کار کو کندھوں پر اٹھا کر لے جایا جائے، چنانچہ تمام مجمع نے مل کر کار کو کندھوں پر اٹھایا۔ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کندھے پر اٹھانے والوں میں سب سے آگے تھے۔ خود بھی پاپیادہ تھے، اور ان کے ساتھ تمام مجمع بھی پاپیادہ تھا۔ حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کا یہ اعزاز و اکرام اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ (۳۲۱)

مکہ معظمہ میں حضرت مفتی اعظم شاہ مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ بغداد شریف سے سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد سے حضرت شیخ سید عبد المعبود صاحب جیلانی (جن کی عمر ۱۴۶ سال تھی، جنہوں نے ۸۰ حج کئے تھے اور سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے تیس سال بڑے تھے، اور بریلی تشریف لا چکے تھے)، تشریف لائے ہوئے ہیں، تو حضرت مفتیٔ اعظم ان سے ملاقات کے لئے خود ان کی قیام گاہ پر گئے، حضرت شیخ جیلانی نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا تو احتراماً قیام کرنا چاہا مگر تب تک کہ وہ قیام کرتے، آپ قدم بوسی فرمانے لگے مگر حضرت شیخ بغداد نے آپ کو اپنی بغل میں لے لیا، سینہ سے لگایا، آپ احتراماً ان کی مسند سے ہٹ کر عام لوگوں کی طرح مریدوں کی صف میں بیٹھنے لگے مگر شیخ عبد المعبود قدس سرہٗ نے آپ کو اپنی مسندِ خاص پر بٹھایا۔ اسی طرح ایک بار مدینہ منورہ میں محفلِ میلاد شریف میں سیدنا شیخ عبد المعبود جیلانی، حضرت مولانا شیخ ضیاء الدین قادری رضوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ تشریف فرما تھے کہ محفل میلاد کے اختتام پر ایک دوسرے سے دعا کے لئے اصرار کرنے لگے مگر حضرت شیخ ضیاء

الدین مدنی اور حضرت بغدادی نے حضور مفتیٔ اعظم سے دعا کرائی، حضرت مفتی اعظم نے شیخ سیدنا عبدالمعبود جیلانی کو مٹھی بھر روپے نذر کئے اور حضرت جیلانی بغدادی نے حضرت مفتی اعظم کو گیارہ روپے نذر دی۔ (۳۲۲)

حضرت مولانا تقدس علی خان علیہ الرحمۃ شیخ الحدیث پیر جوگوٹھ جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے اعلیٰ حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک نورانی شخصیت اعلیٰ حضرت کی مسند پر رونق افروز ہیں اور خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ دوسری جگہ عقیدت مندوں، شاگردوں کی جگہ ادب واحترام سے تشریف فرما ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر مجھے بے حد حیرت ہوئی کہ یہ کون شخصیت ہیں کہ جن کو اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی مسند پر بٹھایا ہے۔

اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے مجھے فرمایا: "انہیں تعظیم دو، یہ حضور غوث الاعظم قدس سرہٗ العزیز کے نورِ نظر حضرت سید علی حسین شاہ صاحب عرف اشرفی میاں سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ہیں۔" (۳۲۳)

کیتھل شریف سے آنے کے بعد ابوالمکارم حضرت شاہ موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دی، آپ ایسے ذکر وفکر میں محو ہوئے کہ خدماء نے رات کو دربار شریف بند کیا تو آپ اندر رہ گئے۔ آدھی رات گزرنے پر حضرت شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سجادہ نشین کو ہدایت فرمائی کہ ایک بزرگ جو کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل سے ہیں، میرے پائنتی مراقبہ میں ہیں، میں بوجہ سرکار غوثیہ بے آرام ہوں، خدام کو کہہ کر جلد دروازہ کھلوائیں۔

صاحبِ سجادہ نے خُدام کو بُرا بھلا کہا اور دروازہ کھلنے پر آپ کو مراقبہ میں

پایا، صاحب سجادہ نے خدام کی غفلت کی معذرت چاہی اور ٹھہرنے کے لئے اصرار کیا مگر آپ نے فرمایا: ہمارا مقصد صرف بابا رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری تھا۔ (۳۲۴)

گیارھویں شریف

جماعت اسلامی کے معروف رہنما جناب ماہر القادری رقمطراز ہیں:

''سید سلیمان ندوی صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں میری حاضری فیض واستفادہ کی غرض سے ہوتی تھی، ایک بار میں نے دریافت کیا کہ میں صبح کو نمازِ فجر کے بعد قرآن شریف پڑھ کر حضور نبی اکرم ﷺ کی روحِ مقدس اور دوسرے بزرگوں اور اپنے عزیزوں کی ارواح کو ثواب پہنچایا کرتا ہوں، کیا سنتِ نبوی اور آثارِ صحابہ میں اس کے لئے کوئی نظیر ملتی ہے؟ اس پر سید صاحب مرحوم نے مسکرا کر فرمایا کہ میں بھی یہی کرتا ہوں مگر اس کے لئے کوئی سند مجھے نہیں ملی، یوں سمجھو کہ یہ ثواب ''بینک'' میں جمع ہوتا رہتا ہے۔'' (۳۲۵)

اسی طرح مولوی عبید اللہ انور فرماتے ہیں:

''یہ مجلس ذکر حضرت (مولوی احمد علی لاہوری) کی جاری کردہ سنت ہے، اور ان کے اسوہ کو ہم بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔'' (۳۲۶) (خدام الدین)

اگر بغیر کسی شرعی ثبوت کے یا زیادہ سے زیادہ ایک ''بزرگ'' کی سنت کو دلیل مان کر کوئی نیک کام شروع کر لینے میں کوئی قباحت نہیں تو گیارھویں شریف جو سید الاولیاء حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت بھی ہے اور اس کے جواز میں ٹھوس دلائل بھی موجود ہیں، کو ناجائز کہنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ خاص کر جب کہ اہلِ سنت غیر مبہم الفاظ میں وضاحت کرتے ہیں کہ:

اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک گیارھویں شریف کو نہ تو فرض سمجھا جاتا ہے اور نہ واجب بلکہ اس کو حضور علیہ السلام اور جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمانوں کے ایصال ثواب کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے جو فی نفسہٖ شریعتِ مصطفی ﷺ میں واضح دلائل کے ساتھ ثابت ہے، اس طرح خاص گیارہ تاریخ کے تعین کو بھی لازم نہیں سمجھا جاتا بلکہ مساجد اہلِ سنت میں ختم گیارھویں شریف دیگر تاریخوں میں بھی ہوتا ہے۔ رہا یہ امر کہ گیارھویں کے نام سے پھر کیوں موسوم ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ربیع الثانی کی ۱۱ تاریخ کو ہر سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ختم مبارک دلاتے تھے اور شیرینی تقسیم کرتے تھے، وہ شیرینی اتنی مشہور ہوئی کہ آپ ہر ماہ تقسیم کرتے جو آخر کار غوث اعظم کی گیارھویں کے نام سے مشہور ہوگئی۔ اس سنت کو آج تک مسلمانوں نے قائم رکھا ہوا ہے۔ (حافظ فضل الدین نقشبندی) (۳۲۷)

گیارھویں دینا ایک کارِ خیر ہے، دیکھئے گیارھویں شریف کی محفل پاک میں وعظ ہوتا ہے، قرآن پڑھا جاتا ہے، لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے، غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت بیان ہوتی ہے، یا کم از کم کلام پاک اور طعام وغیرہ کا ثواب محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک کو پہنچایا جاتا ہے، اب سوچئے اور خود فیصلہ کیجئے کہ ان مذکورہ امور میں کون سا کام ناجائز ہے؟ (قاضی غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ) (۳۲۸)

قرآن پاک تو مسلمانوں کے لئے رحمت اور شفا ہے، چنانچہ قرآن ہی میں ہے:

شِفَاءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ،

پھر اگر اس کی تلاوت سے کھانا حرام ہوجائے تو قرآن رحمت کہاں رہا؟ پھر تو معاذ اللہ زحمت ہوگیا۔ غزوہ تبوک میں جب لشکر اسلامی میں کھانے کی کمی ہوگئی تو حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ جو کچھ کسی کے پاس ہے، میرے سامنے لاؤ، چنانچہ سب، کچھ نہ کچھ لائے، دسترخوان بچھایا گیا اور اس پر یہ سب رکھا گیا، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ

ﷺ بِالْبَرَکَۃِ۔ پس حضور ﷺ نے اس پر دعا فرمائی۔ (مشکوٰۃ باب المعجزات) دیکھ لیجئے، حضور ﷺ نے کھانے پر دعا فرمائی اور پڑھا اور ختم میں بھی تو پڑھنا اور دعا ہی ہوتی ہے۔

(مولانا ابوالنور محمد بشیر مدظلہ العالی) (۳۲۹) (ماہ طیبہ)

توقیت یعنی ''وقت معینہ پر کسی کام کو کرنا'' دو حال سے خالی نہیں یا شرعی ہوگا یا عادی۔ توقیتِ شرعی یہ کہ شارع نے کسی کام کے لئے خود وقت مقرر فرما دیا، خواہ اس طرح کہ اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں وہ کام ہو ہی نہیں سکتا جس کے لئے وقت معین کیا ہے جیسے قربانی کے لئے ایامِ نحر، پس اگر ایامِ نحر کے سوا دوسرے ایام میں جانور ذبح کیا جائے گا تو قربانی نہ ہوگی یا اس طرح کہ دوسرے وقت میں وہ کام ہو تو سکتا ہے لیکن بلا عذر تقدیم وتاخیر جائز نہیں جیسے پنج وقتہ نمازوں کے اوقات معینہ یا تقدیم وتاخیر بھی جائز ہے لیکن زیادتیِ ثواب اسی وقتِ معینہ میں ہے جیسے نمازوں کے لئے اوقاتِ مستحبہ۔ غرض ان مذکورہ صورتوں میں سے اگر کوئی صورت ہے تو وہ توقیت شرعی ہے ورنہ عادی۔

توقیتِ عادی کا مطلب یہ ہے کہ شارع علیہ السلام کی جانب سے تو ہر وقت اجازت ہے لیکن مصلحت یا مناسبت کی وجہ سے کسی قوم یا کسی خاص شخص نے اس کام کے لئے ایک خاص وقت اختیار کر لیا ہے، مثلاً وعظ ونصیحت کرنا ہر وقت جائز ہے لیکن اس زمانے میں اکثر علماء نے نمازوں کے بعد وعظ فرمانا اختیار کر لیا ہے۔ سو ایسی تقرر وتعین ممنوع نہیں، گیارہویں واعراس وسوم وچہلم وغیرہ میں تخصیص یوم اسی قبیل سے ہے۔ پس ممنوع نہیں۔

(مفتی محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ خطیب شاہی مسجد جامع فتح پوری دہلی) (۳۳۰) (تذکرہ مظہر مسعود)

دن مقرر کر کے اسی دن کو ضروری سمجھنا اور آگے پیچھے کسی دن جائز نہ سمجھنا تو واقعی جائز نہیں۔ مگر ایسا سمجھتا کون ہے؟ یہ تو خواہ مخواہ الزام ہے اور صدقات وخیرات کے بند کرنے کی بے کار کوشش ہے۔ اصولی بات یہ ہے کہ ایک شخص ضروری نہ جان کر

گیارہویں کے دن ہی خیرات کرتا ہے تو منع کرنے والے کے پاس کون سی دلیل ہے کہ اس دن خیرات کرنا منع ہے؟ دلیل مانع پر ہے نہ کہ مجوز پر اور مانع کے پاس دلیل منع کا نہ ہونا یہی دلیل ہے مجوز کے لئے جائز کہنے کی۔

(مولانا ابوالنور محمد بشیر مدظلہ العالی)(۳۳۱)(ماہ طیبہ)

گیارہویں شریف کی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے عارف باللہ علامہ شاہ مراد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

''اب تک آپ (حضور غوث پاک رضی ﷺ) کا یہ تصرف زندہ صورت میں موجود ہے کہ جو افراد آپ کی نیاز کرتے رہتے ہیں اور گیارہویں شریف کے پابند ہیں، وہ تنگی رزق کے شاکی نہیں رہتے، اور کشائش قسمت اور فراخ دستی کا یہ نہایت مجرب عمل ہے کہ ہر مہینہ کی دس تاریخ کی شام کو حضور کی فاتحہ شیرینی پر دلائی جائے۔ ہمیں اس کا ذاتی تجربہ ہے اور ہم خود بھی اس کے پابند ہیں۔'' (۳۳۲)(سیر الاخبار)

یہ وجہ ہے کہ اہل سنت گیارہویں شریف کی نسبت سے گیارہ کے عدد کو بے حد اہمیت دیتے ہیں۔

حضرت حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بغداد شریف سے بے انتہا عشق اور محبت تھی اور اسی وجہ سے آپ متعدد بار خانقاہ عالیہ بغداد شریف میں حاضر ہوئے۔ آپ نے بغداد شریف کے گیارہ سفر کئے۔ (۳۳۳)

عصمت اللہ جو قصبہ جلیل پور ضلع بنارس، ہندوستان کا رہنے والا تھا اور بعد میں کراچی میں رہائش پذیر ہوا، نے اپنی جائے سکونت کا نام گیارہ قدم کا جھونپڑا رکھا تھا اور اس میں ایک کنواں کھدوایا اور گیارہ نالیاں بنوائیں اور زمین میں گیارہ قسم کے پھل دار درخت لگوائے۔ استفسار پر ارشاد فرمایا کہ وہ چونکہ حضور غوث پاک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا اور آپ کی گیارہویں شریف کا خاص طور پر دلدادہ ہے، اس لئے ہر ایک چیز کو گیارہ کے عدد سے موسوم کیا ہے۔

(۳۳۴)(نور خوارق حیدری)

مخالفین اہل سنت اگرچہ بظاہر بہت کچھ کہتے رہتے ہیں لیکن درحقیقت وہ گیارہویں شریف کے جواز کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ بعض اوقات نیاز تناول بھی فرما لیتے ہیں۔اس سلسلہ میں ان حضرات کے چند فتوے اور اعمال ملاحظہ ہوں:

ایک شب ختم قرآن کے بعد مٹھائی تقسیم ہوئی، احباب مٹھائی کھا رہے تھے کہ ایک مولوی صاحب نے بڑا کڑوا سا سوال داغ دیا:

''مولانا! بعض لوگ شیرینی پر کچھ پڑھ کر تقسیم کرتے ہیں، مثلاً گیارہویں وغیرہ کے موقع پر، آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہی؟''

الیکشن قریب تھے، مولانا (مودودی صاحب) سوال کرنے والے کی نیت بھانپ گئے کسی قدر جلال میں فرمایا:'' آپ کے عقیدے میں اگر گیارہویں کھانا درست نہیں ہے تو نہ کھائیے مگر ان باتوں سے ملتِ اسلامیہ کا اتحاد تو پارہ پارہ نہ کیجئے۔'' (عابد نظامی)(۳۳۵)

معلوم ہوا کہ مودودی صاحب کی نظر میں مخالفین امتِ مسلمہ میں اختلاف پیدا کر کے اسلام کو نقصان پہنچانے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔(مرتب غفرلہٗ)

اگر گیارہویں دینے سے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روح پُرفتوح کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو بلاشبہ یہ مقصد بہت ہی مبارک ہے۔

(مولوی محمد یوسف لدھیانوی)(۳۳۶)

(۱) ایصالِ ثواب شریعت میں جائز بلکہ مستحسن ہے۔

(۲) ہاں اگر زیادتِ ثواب کے لئے نہ مؤثر سمجھے اور نہ حصولِ ثواب کی شرط قرار دے، صرف اتفاقی طور پر یا سہولتِ کار کے لئے دن مقرر کرے اور وہ

گیارہویں ہی کو مقرر ہے تو اس کا فعل فی حدِ ذاتہٖ جائز ہوگا۔ (مفتی کفایت اللہ)(۳۳۷)

گیارھویں حضرت غوث پاک قدس سرہٗ کی ، دسواں، بیسواں ، چہلم، ششماہی، سالیانہ (عرس) وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ مہنی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حلوہ شب برأت اور دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں (کہ یہ سب چیزیں اصولی طور پر ممنوع نہیں اور ان میں کوئی حرج و مضائقہ نہیں)۔

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مرحوم پیر و مرشد اکابر علمائے دیوبند)(۳۳۸)

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی، بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا، آپ (حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی) نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں: ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے، بلکہ ناجائز اور شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے، لوگ انکار کرتے ہیں، اس میں کیا خرابی ہے، اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہئے نہ یہ کہ اصل سے انکار کیا جائے، ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔ (۳۳۹)

فرمایا (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے) کہ حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیاء تبرکاً ہوتی تھی، جب ختم ہوئی، تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کئے گئے۔ طریقِ نذر و نیاز قدیم زمانہ سے جاری ہے، اس زمانہ میں لوگ انکار کرتے ہیں۔ (۳۴۰)

گیارھویں شریف کے کھانے میں، اگر کھانے میں سب میں نیت ایصالِ ثواب کی گئی تو غیر محتاج کو نہ لینا چاہئے اور اگر یہ نیت ہے کہ اس میں سے ایک حصہ ایصالِ ثواب کے لئے ہے، باقی ماندہ اہلِ خانہ اور احباب کے لئے ہے تو کھانا غیر فقیر

کو بھی جائز ہوگا۔(مولوی حسین احمد دیو بندی)(۳۴۱)

قائدین کی آمد کے بعد جیل میں بہت زیادہ رونق اور چہل پہل ہوگئی تھی، (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دوران) اکثر علماء والدِ محترم (حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ) سے ملاقات کے لئے آتے رہتے تھے۔ والد صاحب قبلہ جیل سے ملنے والے راشن سے مٹھائی وغیرہ تیار کر کے گیارہویں شریف کے ختم کا اہتمام کرتے تھے۔ ایک روز مولانا غلام محمد ترنم رحمۃ اللہ علیہ (جنہیں دیوانی گھر سے کچھ فاصلے پر واقع "بم کیس" کی بارکوں میں رکھا گیا تھا) معروف اہلِ حدیث عالم مولانا محمد اسماعیل کا ہاتھ پکڑ کر انہیں والد صاحب کے پاس لے آئے اور انہوں نے ازراہِ مذاق فرمایا کہ آج اس وہابی کو گیارہویں شریف کا تبرک کھلانا ہے، مولانا اسماعیل ہنستے ہوئے گیارہویں شریف کی محفل میں بیٹھ گئے، ان کے علاوہ عطاء اللہ شاہ بخاری اور کئی دیگر دیوبندی اور وہابی علماء بھی اس محفل میں شریک تھے، سوائے مولانا محمد علی جالندھری کے جو کہ بدعت بدعت کی گردان کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلے جاتے تھے، اور تبرک لینے سے بھی انکار کرتے تھے۔ مولانا اسماعیل صاحب نے فاتحہ خوانی میں شرکت کرنے کے بعد کہا کہ اگر یہی گیارہویں شریف کی فاتحہ ہے تو آپ میرے گھر روزانہ آیئے اور گیارہویں شریف کی فاتحہ کیجئے، پھر انہوں نے تبرک بھی کھایا۔ اس کے بعد وہ اکثر والد صاحب سے علمی گفتگو کرتے رہتے تھے۔ ایک روز گیارہویں شریف کی محفل میں مودودی صاحب بھی شریک ہوئے اور انہوں نے تبرک بھی کھایا۔(حضرت مولانا خلیل احمد کے انٹرویو سے اقتباس)(۳۴۲)

بعض خوش نصیب حضرات کوئی عظیم نشان دیکھ کر نہ صرف گیارہویں شریف کو شرعی لحاظ سے درست مان لیتے ہیں بلکہ اسے خود منعقد کرنا شروع کر دیتے ہیں:

مولانا ابوالفیض علی محمد صاحب نوری نے بتایا کہ کبیر والا میں ایک بکری کا

بچہ پیدا ہوا جس کے ایک طرف جلی قلم سے ''یا محمد'' اور دوسری طرف ''علی'' اور پشت پر ''اللہ'' لکھا ہوا ہے۔ مولانا زید احمد نوری صاحب خطیب میاں چنوں نے مزید وضاحت سے بتایا کہ بکری کا مالک دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتا تھا، سرکارِ مدینہ ﷺ کی عظمت کا یہ عظیم نشان دیکھ کر اب وہ نہ صرف یارسول اللہ کہنے کا قائل ہو گیا ہے بلکہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں بھی کرنے لگا ہے۔ علاقے کے بعض لوگوں نے دوائی لگا کر یا محمد مٹانے کی کوشش کی مگر یہ قدرتی تحریر مٹ نہ سکی۔'' (۳۴۳)

گیارہویں شریف کا انعقاد

اہلِ سنت ہر ماہ مختلف مقامات پر گیارہویں شریف اور ۱۱ / ربیع الثانی کو بڑی گیارہویں شریف (عرس غوث پاک) منعقد کرتے ہیں اس لئے ان سب بابرکت محفلوں کو ضبطِ تحریر میں لانا ممکن نہیں، تاہم بطور تبرک ان میں سے چند کا تذکرہ پیشِ خدمت ہے: حضرت علامہ مفتی امین الحق رحمۃ اللہ علیہ، جن کا وصال ۲۴ مارچ ۲۰۰۲ء کو ہوا، ایصالِ ثواب کی مختلف محافل اور گیارہویں شریف کی محفل میں بڑے اہتمام سے شرکت فرماتے اور اس شرکت کو خوش قسمتی قرار دیتے۔ فرمایا کرتے: یہ گیارہویں شریف کا ختم اور مجلس حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت اور محبت کا عظیم ذریعہ ہے اور تعلقِ اولیاء کرام کی علامت ہے، یہ تعلق ونسبت نجاتِ دارَین کا سبب بنے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (۳۴۴)

مدینۃ الاولیاء لاہور میں بڑی گیارہویں کی بے شمار تقریبات انعقاد پذیر ہوتی ہیں اور لاہور کے کوچہ غوثیہ میں تقریباً ایک صدی سے محافل ومجالس حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ منعقد ہو رہی ہیں، جہاں لنگر کا خصوصی اہتمام ہوتا تھا، حضرت حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر غوثِ پاک کا لنگر نہایت اہتمام سے جاری رکھا۔

آپ تقریباً ایک سو ایک دیگیں بریانی کی بڑی گیارہویں شریف پر پکاتے تھے، لاہور کے کسی ایک بھی دربار میں ایسا اہتمام نہیں ہوتا تھا۔ اس وجہ سے اس کو "نیاز ولنگر" کہا جاتا ہے۔ ختماتِ غوثیہ وغیرہ روزانہ، ماہانہ اور سالانہ ہوتے ہیں۔ اس پاکیزہ مجلس میں اندرون وبیرونِ شہر سے ہزار ہا عقیدتمند اور عوام الناس شرکت کرتے ہیں اور حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔(۳۴۵)

برصغیر کے تمام درباروں پر عرس منعقد ہوتے ہیں مگر گولڑہ شریف میں منعقد ہونے والی تقریبات کی شان بالکل جداگانہ ہوتی ہے اور ان میں بھی خصوصیت سے عید میلاد النبی ﷺ اور عرس حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک منفرد مقام رکھتی ہیں جن کے اہتمام میں پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (۳۴۶)، حضرت بابو جی شاہ (۳۴۷)، اور اب سیدنا غلام معین الدین اور شاہ عبداللطیف صاحب کی کوششیں قابل تعریف ہیں۔ ہر سال ۹ سے ۱۱ ربیع الثانی کو گولڑہ شریف میں جو عرس غوث الاعظم منایا جاتا ہے، اس کی تقریبات ۹ ربیع الثانی کی نمازِ فجر سے گیارہ ربیع الثانی کی ظہر تک جاری رہتی ہیں جن میں لاکھوں لوگ شرکت کرتے ہیں۔ اس موقع پر ضلع راولپنڈی میں مقامی تعطیل ہوتی ہے، ریلوے کی طرف سے غوثیہ سپیشل کے نام سے خصوصی گاڑیاں چلائی جاتی ہیں اور جی ٹی ایس اور متعدد پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کمپنیوں کی گاڑیاں دن رات زائرین کی خدمت پر کمربستہ ہوتی ہیں۔ باجماعت نمازوں کا روح پرور نظارہ ہوتا ہے، دن رات ذکر وفکر کی محفلیں، قال اللہ وقال الرسول (ﷺ) سے گرم ہوتی ہیں۔ وعظ وسماع کی مجلسیں برپا ہوتی ہیں، مزار پر چادر پوشی کی اثر انگیز تقریبات ہوتی ہیں۔ لنگر غوثیہ جہاں ہر خاص وعام کو سجادہ نشینوں حضرت غلام معین الدین اور شاہ عبدالحق کی طرف سے قیام وطعام کی سہولتیں حاصل ہوتی ہیں اور محبوب اور مشتاق کی نغمہ سرائی کے ساتھ ساتھ صاحبزادہ غلام نصیر الدین نصیرؔ کی وجد آفرین

آواز اور لحن میں قرآن مجید سن کر جسم وروح جھوم جھوم اٹھتے ہیں۔ یوں ہر آنے والا نور لئے ایمان تازہ کر کے رخصت ہوتا ہے اور مادیت پرستی کے اس دور میں روحانیت اور دینی تعلق کا ایک باب ہر سال رقم ہوتا رہتا ہے۔(۳۴۸)

حضرت الحاج قاری محمد شہاب الدین حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نور اللہ مرقدہٗ ہر مہینہ گیارہویں شریف کا ختم کیا کرتے تھے اور بڑی گیارہویں پر سو سو دیگ بریانی پکواتے جس میں سب کے لئے صلائے عام ہوتی تھی۔ واضح رہے کہ حیدر آباد دکن کی بریانی میں سیر بھر چاولوں میں دو سیر گوشت ڈالا جاتا ہے اور اسی تناسب سے گھی بھی ہوتا ہے۔ غرض بڑی گیارھویں پر ہزار ہا روپیہ خرچ کیا کرتے تھے۔(۳۴۹)

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ گیارہویں شریف کا دن خالی نہیں چھوڑنا چاہئے، اگر آدمی بہت غریب ہو اور اس کے دن تنگی سے گزرتے ہوں، تو وہ ایسا کرے کہ دسویں کے دن جب رات گیارہویں ہو، شام کو اپنے کھانے کے دو حصے کر دیا کرے، ایک حصہ پر غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصال ثواب کرنے کے لئے سورہ فاتحہ پڑھے اور پھر اپنا حصہ اور ایصالِ ثواب والا حصہ ملا کر بے شک خود ہی کھالے۔(۳۵۰)

مسجد میں حضرت (میاں شیر محمد صاحب شرقپوری) قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت تزک واحتشام کے ساتھ گیارہویں شریف کا ختم دلواتے، قندیلیں، قطعات وغیرہ اپنے ہاتھوں بنا کر مسجد میں آویزاں کرتے اور خود نوشتہ نعتیں، بابا امام زرگر، حاجی نوردین مونگہ، امام دین سرمہ اور میاں غلام محمد کپّی باف جو حضرت صاحب قبلہ کے خاص نعت خواں تھے، اسے سنتے، نعت خوانی کے دوران آپ کو اتنا وجد ہوتا کہ قندیلیں گر جاتیں، صفیں ٹوٹ جاتیں، بلکہ اکثر صفوں کو آگ لگ جاتی اور زخمی

ہوجاتے ۔ باباجی نوردین مونگہ اور بابا امام دین زرگر کا کہنا ہے کہ عام نعت خوانی کے بعد ایک خاص مجلس ہوا کرتی تھی جس میں تمام لوگ آنکھیں بند کر کے حلیہ نبی کریم ﷺ شعروں میں پڑھتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور ہم حضور ﷺ کو دیکھ رہے ہیں۔ سبحان اللہ! (۳۵۱)

امیر السالکین حضرت پیر امیر شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ (جد امجد حضرت پیر محمد کرم شاہ بھیرہ شریف) کو حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ سے غایت درجہ عقیدت و محبت تھی، ہر ماہ بڑے اہتمام سے گیارہویں شریف کا ختم ہوتا، حلوہ پکتا، اور بعد نمازِ عشاء کو خود تقسیم فرماتے، حفاظ اور طلبہ کے ساتھ خصوصی مہربانی کی جاتی، عام حصہ کے علاوہ حلوہ کا لقمہ اپنے دستِ مبارک سے ان کے منہ میں ڈالتے، بفضلہٖ تعالیٰ یہ معمول اب بھی جاری ہے۔ (۳۵۲)

حضرت ڈاکٹر شاہ مرتضیٰ حسین رحمۃ اللہ علیہ (ربیع الثانی کی) ۱۷ تاریخ کو حضرات محبوبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یعنی محبوبِ سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی وحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محبوبِ الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ العزیز کا عرس بڑے اہتمام سے کرتے تھے، اس دن بھی لنگر ہوتا اور محفل میلاد شریف منعقد کی جاتی، جس میں بعد از قیام وسلام مناقب حضور غوث پاک بیان ہوتے تھے۔ بعد میں میلاد شریف، خاندانی شجرہ پڑھا جاتا، پہلے قادریہ، پھر چشتیہ، اس کے بعد فاتحہ ہوتی۔ فاتحہ کے تبرک میں فیرنی ہوتی تھی جو مٹی کے پیالوں میں جمائی جاتی تھی اور وہی تقسیم ہوتی تھی، فیرنی بھی خاص طریقے سے تیار کی جاتی تھی اور لذیذ ہوتی تھی۔ آپ حضور غوث پاک کی فاتحہ ۱۱۔ تاریخ کو بھی مختصر طور پر کرتے تھے، گڑھا نامی ایک نواحی بستی شہر سے کوئی ۳۔ ۴ میل کے فاصلے پر تھی، وہاں گیارہ تاریخ کو حضور غوث پاک کے نام پر ایک بڑا عام لنگر ہوتا تھا۔ آپ کو وہاں

خاص طور پر مدعو کیا جاتا تھا۔ اور آپ چند اعزاء و مریدین کے ساتھ وہاں ضرور شرکت فرماتے تھے۔ (۳۵۳)

حضرت سید سکندر شاہ صاحب کے والد گرامی کا اسم شریف سید پیر محی الدین لقب گود گٹھری والے آغا صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ آپ حضرت شاہ محمد غوث لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے تھے۔ اصل وطن آپ کا پشاور تھا۔ کبھی کبھی لاہور بھی تشریف لاتے تھے۔ حضرت شاہ محمد غوث کی خانقاہ میں فروکش ہوتے تھے۔

آپ حافظ قرآن تھے۔ حدیث اور فقہ میں یگانۂ زمانہ تھے۔ آپ نے دینی تعلیم کے حصول کے لیے بہت ہی محنت شاقہ اٹھائی۔ پشاور میں جناب العلامہ مولوی میاں نصیر احمد صاحب بھی آپ کے اساتذہ میں تھے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شیخ المشائخ آغا سید اکبر شاہ صاحب المعروف آغا پیر جان صاحب پشاوری اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت شمس العارفین خواجہ شمس الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ بڑے بڑے اکابر مشائخ کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوض باطنی سے مالا مال ہوئے۔ گوالیار میں ایک فقیر صاحب سے فیض حاصل کیا۔

پشاور، لاہور، چونیاں، قصور اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں آپ کے ہزار ہا کی تعداد میں مرید تھے۔ آپ کی مجلس میں علماء، فقراء، صلحا اور امراء کا ہر وقت اجتماع رہتا۔ اور کسی نہ کسی دینی مسئلے پر گفتگو رہتی۔ پشاور میں آپ نے سلسلہ چشتیہ کو فروغ دیا، آپ تمام بزرگان کرام کے اعراس نہایت ہی اہتمام اور ادب و احترام کے ساتھ منعقد کرتے اور خصوصاً ربیع الثانی شریف کی گیارہویں تاریخ کو حضور غوث اعظم، قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کو بہت ہی شان اور عظمت سے کرتے، تمام دن لنگر تقسیم ہوتا اور تمام رات ذکرِ الٰہی

کے حلقے رہتے۔(آج بھی یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔)(۳۵۴)

راجہ بھولا ناتھ کی معرفت (بہادر شاہ ظفر نے) دیوان خانے میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کی مہندی تیار کرائی، حضور انور نے خود شمع روشن کی، ملیدہ کے خوانوں پر فاتحہ پڑھا اور ملیدہ کے خوان تقسیم کر کے آتش بازی اور روشنی کا تماشہ دیکھا۔(۳۵۵)

حضرت شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ ربیع الثانی کو غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کیا اور کہا کہ غوث پاک سے پہلے قدم اٹھانا (اس فانی دنیا کو خیر باد کہنا) درست نہیں۔ چنانچہ اس دن عرس کے لئے جو کھانا پکوایا تھا، تقسیم کر دیا۔ بارہ ربیع الثانی ۹۹۷ھ کو آپ نے انتقال فرمایا۔(۳۵۶)

چند واقعات

ذیل میں چند واقعات نذرِ قارئین ہیں جنہیں پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کیجئے اندازہ لگائیں کہ مسلمان حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کس قدر والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم خاص نے حضرت غوث اعظم، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک کیا۔ اس میں حضرت خواجہ صاحب کو مدعو فرمایا، حضرت خواجہ صاحب بمعہ حافظ (محمد جمال اللہ) صاحب چشتی (ملتانی) رحمۃ اللہ علیہ عرس مبارک میں شریک ہوئے۔ عرس مبارک کی تقریب کے بعد لنگر تقسیم کیا گیا، آپ نے کچھ کھانا اپنی لنگی میں باندھ لیا اور روانہ ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے دیکھ کر فرمایا: حافظ جی! یہ آپ نے کیا کرلیا؟ ساری لنگی خراب کر لی ہے۔ حضرت حافظ صاحب نے عرض کیا: قبلۂ من! یہ لنگی تو دھو لینے سے صاف ہو جائے گی مگر یہ تبرک حضرت پیرانِ پیر کے عرس

مبارک کا ہے جو میں اپنے بھائیوں میں تقسیم کروں گا، جس کے کھانے سے سب ثواب میں شامل ہو جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ صاحب بہت خوش ہوئے۔(۳۵۷)

دوسرے دن کارِ افتاء پر لگانے سے پہلے خود (امام احمد رضا فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ نے) گیارہ روپے کی شیرینی منگائی، اپنے پلنگ پر مجھ (سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ) کو بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر دستِ کرم سے شیرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پلنگ سے اٹھ پڑے، سب حاضرین بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے، لیکن حیرت بالائے حیرت کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے۔ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اس ذرہ کو نوکِ زبان سے اٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکارِ غوثیت علیہ الرحمۃ کی عظمت و محبت میں ڈوب گئے اور فاتحہ غوثیہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی، اور اب میں نے سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا جاتا کہ میں کچھ نہیں، یہ آپ کے جد امجد کا صدقہ ہے، وہ مجھے خاموش کر دینے کے لئے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھا، بلکہ درحقیقت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ''چوں قلم در دستِ کاتب'' تھے۔ جس طرح کہ غوث پاک علیہ الرحمۃ سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں چوں قلم در دستِ کاتب تھے۔(۳۵۸)

قبلۂ عالم حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، حیدر آباد دکن میں ایک منکر گیارہویں نے ایک مرتبہ اپنی بیوی کو گیارہویں کے

چاول پکاتے دیکھا تو غصہ میں کہنے لگا: یہ چاول حرام ہیں، بیوی نے پوچھا یہ حرام کیسے ہو گئے؟ تو بولا: غیر اللہ کی طرف نسبت کی وجہ سے۔ بیوی برقعہ اوڑھ کر گھر سے جانے لگی اور بولی: پھر تو میری نسبت بھی غیر اللہ کی طرف ہے، سب مجھے تمہاری بیوی کہتے ہیں، لہٰذا اس غیر اللہ کی نسبت سے میں بھی تجھ پر حرام، لو میں چلی۔ یہ سن کر وہ شخص گھبرایا اور اٹھ کر دامن پکڑ لیا اور کہنے لگا، مسئلہ سمجھ میں آ گیا ہے، گھر بیٹھو، تم بھی مجھ پر حلال اور یہ چاول بھی حلال۔(۳۵۹)

میں (مولانا فتح محمد دین چشتی خطیب مسجد جنازگاہ نشاط روڈ ملتان) بچپن میں سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا، ابھی چھوٹا تھا، مدرسہ جانا شروع نہ کیا تھا کہ حضرت کا وصال ہو گیا، جب سن شعور آیا اور پڑھنے پڑھانے کا خیال آیا تو اتفاقاً دیوبندیوں کے پاس پڑھائی شروع کی۔ مذہبی مسلکی اختلافات کا مجھے شعور نہ تھا، چنانچہ مدرسہ خیر المدارس میں تعلیم پاتا رہا اور ایک مسجد میں پنجگانہ نماز پڑھاتا تھا۔ میری مسجد والوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ گیارہویں منائیں اور کسی کو تقریر کے لئے بلائیں۔ مشورہ یہ طے ہوا کہ گیارہویں پہ حضرت العلامہ غزالی زماں سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم کو بلایا جائے۔ جب میں نے یہ مشورہ مقتدیوں کا سنا تو دل میں حسرت ہوئی کہ میرے استاد صاحب کو بلانا چاہئے تھا، وہ اتنے بڑے عالم ہیں۔ وہ آئیں گے تو عوام ان کے بہت قائل ہوں گے۔ جب صبح کو مدرسہ خیر المدارس میں آیا تو استاد صاحب مولوی خیر محمد صاحب کو کہا کہ فلاں تاریخ میری مسجد میں گیارہویں شریف ہے، حضرت کاظمی صاحب کو مسجد والے بلا رہے ہیں۔ وہ آئیں گے، میری درخواست ہے کہ آپ بھی ضرور چلیں۔ اس وقت تو استاد صاحب خاموش ہو گئے، مگر کچھ دیر کے بعد مجھے بلا کر سمجھایا کہ "ہمارے علماء دیوبند کا متفقہ مسئلہ ہے کہ گیارہویں حرام ہے"۔ یہ معاملہ میرے لئے پریشان کن تھا۔ میں نے کہا کہ

''میرے مرشد تو مناتے تھے، اب ان کے صاحب زادے بھی مناتے ہیں، اور بہت سے اکابر مناتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ حرام ہے؟'' استاد صاحب نے کہا کہ نہیں ''گیارہویں حرام ہے، ہمارے علماء منع کرتے ہیں۔'' میں شام کو جب مسجد میں واپس آیا تو بڑی کشمکش میں مبتلا مذبذب تھا کہ کس کی مانیں، استاد یوں کہتے ہیں اور مرشد یوں۔'' یہ بھی سوچا کہ کس طرح مقتدیوں کو روکیں اور استاد صاحب کی بات کا بھرم رکھ لیں، اسی فکر میں رات کو سویا، کچھ حصہ رات کا گزرا، سردی کا موسم تھا، کمرہ میں سویا ہوا تھا، کسی نے کنڈا کھٹکھٹایا، میں بیدار ہوا، کسی نے آواز دی کہ دروازہ کھولو، میں نے پوچھا، تم کون ہو؟ کہا: ''گولڑہ شریف سے تیرے پاس آئے ہیں، کوئی بات کرنی ہے۔'' جب گولڑہ شریف کا ذکر آیا تو فوری اٹھا، دروازہ کھولا تو ایک بزرگ سفید لباس میں ملبوس، نورانی چہرے اور ہاتھ میں تسبیح اندر تشریف لائے اور بستر پر بیٹھ گئے فرمایا: ''میرا نام مہر علی ہے (آخری عمر میں آپ داڑھی کو خضاب نہیں لگاتے تھے) میں تجھے یہ بات بتانے آیا ہوں کہ وہابیت سے توبہ کرلے، کل سویرے مدرسہ انوار العلوم چلا جا، وہاں سند الفضلاء سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی ہمارے مسلک کے اس وقت علماء میں سے رہنما و مقتدا ہیں، ان کے پاس جا کر وہابیت سے توبہ کر اور انوار العلوم میں تعلیم حاصل کر، خیر المدارس کا دامن چھوڑ دے، یہ یاد رکھنا کہ گیارہویں شریف جائز ہے اور ہمارے لئے گیارہویں منانا اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد تازہ رکھنا راہِ نجات ہے۔'' اس کے بعد آپ چلے گئے، صبح کو کتابیں لے کر انوار لعلوم حاضر ہوا، بحمد اللہ حضرت نے اپنے تلامذہ میں شامل فرمایا اور میں نے وہابیت سے توبہ کی۔ مجھے جاننے والے لوگوں نے بہت کہا کہ حضور یہ وہابی ہے، اسے مدرسہ میں داخل مت کریں، یہ تو خیر المدارس میں پڑھتا تھا۔ حضرت نے فرمایا: ''یہ خود نہیں آیا، بلکہ کسی کا بھیجا ہوا ہے، اس لئے اسے ضرور داخل کرنا ہے۔'' (۳۶۰)

وڑچھ شریف ضلع سرگودھا کے صاحبزادہ سید غلام محمد شاہ صاحب گیلانی نے دورانِ گفتگو بتایا کہ میں اکثر والد ماجد علیہ الرحمۃ کے ساتھ سیال شریف حاضر ہوتا تھا، کبھی کبھی ایسے اتفاق بھی ہوا کہ ہم سیال شریف پہنچے تو چاند کی گیارہویں ہوتی تھی، جب کبھی ایسا ہوا تو حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے والد ماجد سید غلام دستگیر شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کو سوا گیارہ روپے نذر کئے اور یہ وضاحت فرمائی کہ حضرت اعلیٰ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد میں سب کے سب سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت تھے، جس کا سلسلہ حضرت موسیٰ پاک شہید ملتان علیہ الرحمۃ سے جاملتا ہے۔ موصوف سید المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ تھے، اس لئے میری کوشش بھی یہی رہتی ہے کہ گیارہویں شریف کی یہ نذر چاند کی ہر گیارہویں کو گیارہویں والے پیر کے کسی فرزند کو ہی دوں۔ (۳۶۱)

لاہور میں ایک مسلمان، راجہ رنجیت سنگھ کا ملازم تھا، وہ حضرت غوث الاعظم کی گیارہویں کیا کرتا تھا، ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ اس کو کچھ میسر نہ آیا، ناچار گائے جو اس نے پال رکھی تھی، ذبح کر ڈالی اور فاتحہ کے لئے کھانا پکایا، اس کے ہمسایہ برہمن چیل، کوؤں کا ہجوم دیکھ کر تاڑ گیا اور اس کو آکر دھمکایا کہ تو نے گائے ذبح کی ہے، راجہ کو خبر دیتا ہوں۔ اس نے بہت منت وسماجت کی کہ میں نے عالم مجبوری میں یہ کام کیا ہے اور خیر اب تو مجھ سے خطا ہو گئی تو معاف کر، کچھ تو حق ہمسائیگی کا لحاظ کر کہ تیرے ہاتھ کیا آئے گا، میں مفت میں مارا جاؤں گا۔ اس برہمن نے ایک نہ سنی اور کہا کہ میں ضرور تجھ کو سزا دلاؤں گا، اب میں دربار میں جا کر دوہائی دیتا ہوں۔ جب اس نے دیکھا کہ دشمن کسی طرح نرم ہوتا ہی نہیں، بقول شخصے مرتا کیا نہ کرتا، کسی بہانہ سے اس کو الگ لے گیا اور ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ برہمن کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ جب آدھی رات گزری تو اس کی نعش کو گٹھڑی میں باندھ کر دریائے راوی میں پھینکنے کے لئے چلا۔ اتفاق سے رات بہت اندھیری تھی، دروازۂ شہر پر پہرہ والوں نے روکا کہ کون جارہا ہے؟ جواب دیا کہ دھوبی ہوں۔ ان کو شک ہوا، گٹھری ٹٹولی تو آدمی کی نعش معلوم ہوئی،

فوراً گرفتار کرلیا اور صبح کو راجہ کے سامنے پیش کیا۔ اظہار کے وقت راجہ نے کہا کہ ہم کو سچ پسند ہے، جو سچی بات ہے، بیان کرو۔ اس نے کہا کہ صاحب خیر جو ہو، سو ہو، میں بھی سچ سچ کہے دیتا ہوں، آئندہ آپ کو اختیار ہے جو سزا چاہے، دیجئے۔ یہ کہہ کر تمام ماجرا راست راست بیان کردیا۔ راجہ بولا کہ اس کیفیت کے سننے سے ہمارے دل کو یقین حاصل ہوگیا اور حقیقت میں تیرا اظہار ٹھیک ہے، تو نے سچ بات ظاہر کردی اور ہم بھی سچ ہی کے طالب ہیں، جا تیرا قصور معاف کیا۔ (۳۶۲)

حضرت محمد داود گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ گیارہویں شریف بڑی دھوم دھام اور خاص عقیدت کے ساتھ کرتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ پاس نہ تھا اور تاریخ آگئی تھی۔ اپنے مرید خاص شیخ سوندھا سے کہا کہ بھائی کیا کریں آج تو کچھ بھی پاس نہیں، کسی مہاجن سے ہی جا کر گیارہویں شریف کے لئے کچھ قرض نہ لینا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود مجھے مصارف عطا فرمادیئے، میں سو گیا تھا، خواب دیکھتا ہوں کہ حضور غوث پاک تشریف لائے اور ایک پڑیا دے کر فرمایا کہ لے اس سے گیارہویں کردے۔ بیدار ہوا تو گیارہ روپے اور ایک اشرفی اس میں موجود تھی، اس روز سے آپ کی تنگی و عسرت بھی فنا ہوگئی، فتوحات کا کوئی شمار نہ رہا۔ (۳۶۳)

سید حبیب شاہ بخاری انجمن شعرائے اہل بیت، مرکز گوجر خان کے بانی صدر ہیں، ایک درویش آدمی ہیں۔ آپ کے بیان کے مطابق دسمبر ۱۹۸۸ء میں آپ نے ایک بشارتی خواب میں دیکھا کہ جیسے ایصالِ ثواب کی ایک محفل منعقد ہے اور تیس چالیس افراد اس میں شریک ہیں، وہ خود شریکِ محفل ہونے والے آخری آدمی ہیں۔ محفل کی صدارت دو ہستیاں کررہی ہیں۔ استفسار پر سید بخاری کو بتایا گیا ہے کہ ایک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں اور دوسرے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ اس خواب کو سید صاحب نے ایصالِ ثواب کی بشارت جانا اور پہلی بار ۱۵ مارچ ۱۹۸۹ء کو سلطان شہاب الدین غوری کا پہلا عرس اس کے مقبرے پر منایا گیا اور اب ہر سال مقررہ تاریخ یعنی انگریزی تقویم کے مطابق یومِ وفات پر ہر سال عرس باقاعدگی کے ساتھ اور بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ (۳۶۴)

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ کی بابرکت رات کو حافظ آباد میں جامع مسجد صدیقیہ (گوجرانوالہ روڈ جنرل بس سٹینڈ) میں بڑی گیارہویں شریف کی محفل پاک منعقد ہوئی۔ شہر کے متعدد نعت خوانان حضرات نے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور نذرانہ پیش کیا اور خطیب مسجد مولانا محمد شریف حضوری نے وعظ فرمایا اور دورانِ وعظ اچانک مسجد کے محراب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:
''اللہ کے بندو! دیکھو اللہ کی رحمت برس رہی ہے''۔ حاضری نے کوئی خاص توجہ نہ دی، پھر آپ نے محرابِ مسجد کی اندرونی سطح پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو اللہ کی رحمت کا نزول ہو رہا ہے۔ چنانچہ حاضرین نے محراب کے بالائی حصے سے پانی کے قطرات ٹپکتے ہوئے دیکھے اور محراب کی تمام دیواریں پانی سے شرابور ہو چکی تھیں۔ یہ منظر محفل کے اختتام و صلوٰۃ و سلام کے بعد شیرینی کی تقسیم کے وقت بھی مشاہدہ کیا جاتا رہا، محفل کے دوران دس بج کر چالیس منٹ پر مسجد کا کلاک بھی جو برقی سیل سے چلتا ہے، دس منٹ کے لئے رکا رہا، اس کے بعد خود بخود چلنا شروع ہو گیا۔ ان کیفیات کا حاضرین نے خود مشاہدہ کیا اور وہ اس نورانی منظر کے گواہ ہیں۔

(محمد یوسف حضوری)(۳۶۵)

جامع مسجد بیوار تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے خادم محمد اسلم صاحب کا بیان ہے کہ میری ہمشیرہ نے کپڑے کے ایک ٹکڑے میں محبوبِ سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی گیارہویں شریف کی نیاز کا سوا روپیہ اس طرح باندھا کہ کاغذ کا روپیہ چار تہہ کر کے اس میں چار آنے رکھے اور انہیں کپڑے کے ٹکڑے میں باندھ کر مکان کی کانس پر رکھ دیا۔ اتفاقاً یہ چیتھڑا گر کر کوڑا کرکٹ اور عام کاغذات میں مل گیا۔ اور چند دن بعد تمام کاغذات اور کوڑا کرکٹ اکٹھا کر کے ان کو آگ لگا دی گئی۔ پھر جب وہ سب جل چکے تو جھاڑو کے ساتھ راکھ کو باہر پھینکنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتی ہیں کہ وہ گیارہویں کی نیاز والا چیتھڑا بالکل صحیح سلامت موجود ہے۔ جب اسے کھولا گیا تو اس کے اندر کاغذ کا روپیہ (گیارہویں کا سوا روپیہ) بالکل صحیح سلامت تھا اور اس کپڑے کو

بھی آگ نے چھوا تک نہیں تھا۔ یہ کرامت سارے گاؤں میں مشہور ہو چکی ہے، راقم الحروف (مولانا علامہ احمد حسین قاسم الحیدری) نے وہ نوٹ خود بھی ملاحظہ کیا ہے، اس میں آگ کا کوئی معمولی سے معمولی داغ تک موجود نہ تھا۔ سبحٰن اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔ (۳۶۶)

ہمارے قریب کی مسجد میں ایک دن میں گیارہویں شریف کا تبرک لے کر گیا، نماز کے بعد میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ یہ تبرک آپ بھی کھا لیجئے تو مولوی صاحب نے انکار کر دیا اور مجھ سے سوال کیا کہ کیا حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ گیارہویں پہنچتی ہے؟ میں نے انہیں اپنا ایک واقعہ بیان کیا کہ میرے دادا مرحوم فوت ہو گئے، ان کے ایصالِ ثواب کے لئے میری والدہ نے عمدہ کپڑا غریبوں میں تقسیم کیا، رات کو میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ میرے دادا وہی کپڑے پہنے ہوئے ہیں تو والدہ نے دریافت کیا کہ ابا جی یہ کپڑا آپ نے کہاں سے لیا؟ تو دادا مرحوم نے میری والدہ سے کہا کہ بیٹی یہی تو تم نے مجھے بھیجا ہے۔ میرے اس واقعے کے بعد مولوی صاحب خاموش ہو گئے مگر میں نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب! میرے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بندہ پروری اور غریب نوازی ملاحظہ کریں کہ انہوں نے اپنے امیر غلاموں کو حکم دے رکھا ہے کہ ہر ماہ عمدہ کھانا پکا کر غریبوں کو کھلائیں۔ وہ تو کھلاتے رہیں گے، آپ کی بدنصیبی ہے کہ محروم ہیں۔ اس دن سے میں نے اس مسجد میں نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور اس مولوی صاحب کی اقتدا میں نماز پر دل آمادہ نہیں ہوتا۔ (۳۶۷)

دوبئی میں ایک مولوی کا ورود ہوا جس کی تقریر سن کر سخت دلی صدمہ پہنچا۔

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضیٰ کے ترجمہ:

خدا کی رِضا چاہتے ہیں دوعالم
خدا چاہتا ہے رِضائے محمد (ﷺ)

کی تردید کرتا رہا۔ نبی بشر بشر کی رٹ لگاتا رہا اور شانِ رسالت ﷺ پر سخت

تنقید کرتا رہا۔غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کی مخالفت چیخ چیخ کر کررہا تھا۔ بلکہ یہاں تک کہہ گیا کہ تمام بلیاں جو گیارہویں پر میاؤں میاؤں کرتی ہیں،سب کو بند کر کے ان کا اپریشن کروں گا۔جب یہ مولوی اس کے بعد دوبارہ تقریر کرنے لگا تو غوث پاک کا بے ادب چاند کی گیارہویں تاریخ کورات کے ۱۱ (گیارہ بجے قدرت کی گرفت میں آ گیا۔اور عین جلسہ کے موقع پر تقریر کرنے کی بجائے ایسا دورہ پڑا کہ ہسپتال پہنچ گیا اور تقریر تو در کنار کسی وصیت وکلمہ و درود پڑھنے کا بھی موقع نہ ملا اور ہسپتال میں تنہائی میں دم توڑ گیا۔

(محمد حسین خادم اہلسنت وجماعت دبئی)(۳۶۸)

تحریف وعلمی ڈکیتی

''غنیۃ الطالبین'' میں حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز تراویح کے متعلق فرمایا:

صلوٰة التراويح سنة النبی ﷺ وهی عشرون ركعة، يجلس عقب كل ركعتين ويسلم وهی خمس ترويحات كل أربعة منها ترويحة۔

یعنی نماز تراویح نبی ﷺ کی سنت ہے جو بیس رکعت ہے۔نمازی ہر دو رکعت کے بعد بیٹھے اور سلام پھیرے اور یہ پانچ ترویحات ہیں جن میں ہر چار رکعت ایک ترویحہ ہے۔(بحوالہ غنیۃ الطالبین کا عربی نسخہ)

جبکہ غیر مقلدین کے کتب خانہ سعودیہ حدیث منزل کراچی کے مطبوعہ نسخہ غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۳۹ ۷ پر عربی متن اور اردو ترجمہ میں ظالمانہ چیر پھاڑ کر کے بدیں الفاظ تحریف وعلمی ڈکیتی کی گئی: وهی احدیٰ عشرة ركعة مع الوتر یعنی تراویح آٹھ رکعت ہے اور وتر سمیت گیارہ رکعت (ملخصاً)۔

اف توبہ، کیسی ہٹ دھرمی اور دیدہ دلیری ہے کہ بیس تراویح کو گیارہ رکعت بنادیا اور پانچ ترویحات کی عبارت بالکل ہی اڑادی۔(۳۶۹)

حوالہ جات

۱۔ماہنامہ تجلی دیوبند ۱۹۶۳ءص ۷
۲۔ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۰/اپریل ۱۹۶۴ءص ۵
۳۔عزیزالحسن خواجہ،اشرف السوانح، حصہ دوم،ص ۱۵۳۱،اینڈسنز، لاہور ۷۷ ۱۳ھ
۴۔ماہنامہ المرشد چکوال دسمبر ۱۹۷۹ءص ۲۲
۵۔ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۸/فروری ۱۹۶۳ئ،ص ۹
۶۔ اشرف علی تھانوی، مولوی، (مترجم) جمال الاولیائ،ص ۱۰۶، مکتبہ اسلامیہ، لاہور
۷۔ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۶/جولائی ۱۹۶۲ء،ص ۱۴
۸۔مفتی محمود نے اپنی ایک تقریر میں طنزیہ طور پر خود کو پیران پیر قرار دیا تھا جو ظاہر ہے کہ اچھی بات نہیں تھی۔ چنانچہ جمعیت علماء پاکستان اور جماعت اہل سنت کے ہنگامی اجلاس میں اس پر سخت غم وغصہ کا اظہار کیا گیا۔(ہفت روزہ افق کراچی ۲۔۸/اپریل ۱۹۷۹ئ،ص ۱۴
۹۔محمد عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی: تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۱۲۔۱۱ ۳، مکتبہ مدنیہ لاہور ۱۴۰۶ءیہ واقعہ درج ذیل کتب ورسالہ میں موجود ہے:
الف: عبدالرشید ارشد: بیس بڑے مسلمان، مکتبہ رشیدیہ لاہور ۱۹۸۶ء
ب۔غلام فرید، حافظ: احوال العارفین، نذیر سنز پبلشرز لاہور ۱۹۷۹ء
ج۔ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور ۸/اگست ۱۹۶۹ء
۱۰۔ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۴/جون ۱۹۶۳ئ،ص ۱۳
۱۱۔ عبدالرحمن، منشی، سیرت اشرف،ص ۷۷، مطبوعہ ملتان ۱۹۵۶ء
۱۲۔ اشرف علی تھانوی، مولوی، الافاضات الیومیہ جلد ہفتم،ص ۲۹۶، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ۱۹۸۴ء
۱۳۔ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک، جولائی ۱۹۶۹ءص ۳۷
۱۴۔ اشرف علی تھانوی، مولوی، ارواح ثلاثہ، ص ۲۶۔۳۶۵، دار الاشاعت، کراچی۔

۱۵۔محمد عثمان غنی، ملفوظات طیبات: انجمن خدام الدین لاہور، ص۱۰۹
۱۶۔ایضاً: ص۱۷۱
۱۷۔صفی اللہ مولوی: (مقالات اردو ترجمہ مولوی سیف الحنان، بک فاؤنڈیشن۔کوٹھ، مردان ۱۹۸۹ئ،ص ۲۵
۱۸۔ملفوظات طیبات: ص۱۵۱
۱۹۔امداداللہ مہاجر مکی، حاجی: شمائم امدادیہ، ص۶۱، فاروقی کتب خانہ، ملتان ۱۴۰۵ھ
۲۰۔عبدالمجید خادم: کرامات اہل حدیث، اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ، ص۱۹
۲۱۔ہفت روزہ ایشیا لاہور ۱۳ مارچ ۱۹۶۸ء ص۱۰
۲۲۔اسرائیل شاہ کوثر: افادات کوثریہ، ص۲۶، انجمن تعلیم بالغاں لکی کلاں، بنوں، ۱۹۸۲ء
۲۳۔اشرف علی تھانوی: امدادالمشتاق، مکتبہ اسلامیہ لاہور ۱۱۳
۲۴۔عزیز الحسن خواجہ، اشرف السوانح، حصہ اول، ص ۴۵، اینڈسنز، لاہور ۱۳۷۸ھ
۲۵۔سیرت اشرف: ص۰۹۔۷۰۸
۲۶۔ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۹ مارچ ۱۹۸۵ئ، ص ۲۵
۲۷۔اشرف علی تھانوی، مولوی، ارواح ثلاثہ، ص ۸۹۔۲۸۸، دار الاشاعت، کراچی۔
۲۸۔امدادالمشتاق: ص۱۱۰
۲۹۔ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۴ / اکتوبر ۱۹۸۳ئ، ص ۲۵
۳۰۔ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۴ / اگست ۱۹۶۱ء، ص۱۷
۳۱۔ایضاً: ۲۵ جولائی ۱۹۸۰ئ۔ص ۲۰
۳۲۔تذکرۃ الرشید: ، جلد دوم، ص ۲۵۲
۳۳۔کرامات اہل حدیث: ص ۱۰۔۱۱
۳۴۔ایضاً، ص ۲۳
۳۵۔ارواح ثلاثہ، ص ۲۸۔۲۷
۳۶۔محمد سعید کانپوری: شریعت کا اجالا، ص۷۷، جیلانی کتب خانہ کانپور، بھارت ۱۹۷۴ء
۳۷۔ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲ مارچ ۱۹۶۲ئ، ص ۱۷
۳۸۔ایضاً، ۲۱ ستمبر ۱۹۶۲ء ص۷

۳۹۔ اشرف علی تھانوی، مولوی، ارواح ثلاثہ، ص ۳۷۵، دارالاشاعت، کراچی۔
۴۰۔ محمد اشرف، صاحبزادہ، مجالس و حکایات، ص ۱۴۹، صاحبزادہ بک فاؤنڈیشن، کوٹھ، ضلع مرادان ۱۹۹۰ء
۴۱۔ عبدالماجد دریابادی: حکیم الامت، ص ۴۸۳، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور ۱۹۹۲ء
۴۲۔ محمد اسماعیل دہلوی، مولوی، صراط مستقیم، ص ۳۱۶، اسلامی اکادمی، لاہور
۴۳۔ محمد عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی، مکاتیب رشیدیہ، ص ۸۹، المکتبہ المدنیہ، لاہور ۱۹۸۳ء
۴۴۔ عزیز الحسن خواجہ، اشرف السوانح، حصہ دوم، ص ۵۶۵، اینڈ سنز، لاہور ۱۳۷۷ھ
۴۵۔ فیوض الرحمن، قاری: شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری اور ان کے خلفائ، ص ۸۸، پاکستان بک سنٹر، لاہور
۴۶۔ روزنامہ الجمعیۃ، دہلی، ۱۵ فروری ۱۹۸۵ء، ص ۲۵، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ گوجرانوالہ
۴۷۔ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، اپریل ۱۹۵۴ء، ص ۲۴
۴۸۔ ماہنامہ البلاغ کراچی، دسمبر ۱۹۷۲ء، ص ۴۹
۴۹۔ اشرف علی تھانوی، مولوی، الافاضات الیومیہ جلد اول، ص ۱۴۱، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ۱۹۸۴ء
۵۰۔ عزیز الحسن خواجہ، اشرف السوانح، حصہ سوم، ص ۲۲، ایم ثناء اللہ اینڈ سنز، لاہور ۱۹۶۰ء
۵۱۔ ایضا، حصہ دوم، ص ۵۳۲
۵۲۔ روزنامہ الجمعیۃ، دہلی، ۱۵ فروری ۱۹۸۵ء، ص ۸۷، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ گوجرانوالہ
۵۳۔ عبدالرحمن، منشی، سیرت اشرف، ص ۲۳۴، مطبوعہ ملتان ۱۹۵۶ء
۵۴۔ خلیق احمد نظامی، پروفیسر، تاریخ مشائخ چشت، ص ۱۰۸۔۱۰۷، مکتبہ عارفین، کراچی ۱۹۷۵ء
۵۵۔ طالب ہاشمی، سیدنا غوث اعظم، ص ۲۸۹۔۲۷۸، شعاع ادب لاہور
۵۶۔ اللہ یار خان، مولوی، دلائل السلوک، ص ۱۸۹، ادارہ نقشبندیہ، منارہ،

چکوال ۱۹۸۶ء
۵۷۔ محمد عبدالمجید صدیقی، رؤیائے صالحہ، حصہ اول، ص ۶۶، مکتبہ شکوریہ راولپنڈی ۱۹۶۳ء
۵۸۔ محمد عبدالمجید صدیقی، زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری، ص ۴۴، مرحبا پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۳ء
۵۹۔ محمد زاہد الحسن قاضی، نجات دارین، ص ۹۹، دارالارشاد، اٹک ۱۳۹۸ھ
۶۰۔ اشرف علی تھانوی، ہفت اختر، ص ۱۵۶، مکتبہ تھانوی کراچی
۶۱۔ اشتیاق احمد دیوبندی، اکابر امت محمدیہ، ص ۳۶۳، ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور
۶۲۔ اشرف علی تھانوی، مولوی، الافاضات الیومیہ جلد دوم، ص ۹۱، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ۱۹۸۴ء
۶۳۔ ماہنامہ الابقاء کراچی، اکتوبر ۱۹۸۱ئ، ۳۰ تا ۳۲
۶۴۔ اللہ یار خان، مولوی، دلائل السلوک، ص ۲۶۶، ادارہ نقشبندیہ، منارہ، چکوال ۱۹۸۶ء
۶۵۔ محمد زاہد الحسن قاضی، نجات دارین، ص ۸۲، دارالارشاد، اٹک ۱۳۹۸ھ
۶۶۔ فیوض الرحمن، قاری: شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری اور ان کے خلفاء، ص ۲۷۸، پاکستان بک سنٹر، لاہور
۶۷۔ اشتیاق احمد دیوبندی، اکابر امت محمدیہ، ص ۳۵۲۔۳۵۱، ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور
۶۸۔ اللہ یار خان، مولوی، دلائل السلوک، ص ۲۸۰۔۲۷۹، ادارہ نقشبندیہ، منارہ چکوال ۱۹۸۶ء
۶۹۔ اشرف علی تھانوی، مولوی، الافاضات الیومیہ حصہ اول، ص ۲۴۳، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ۱۹۸۴ء
۷۰۔ اشرف علی تھانوی، مولوی، (مترجم) جمال الاولیائ، ص ۲۴، مکتبہ اسلامیہ، لاہور
۷۱۔ امداداللہ مہاجر مکی، حاجی، ص ۴۳، مدنی کتب خانہ ملتان ۱۴۰۵ھ
۷۲۔ اشرف علی تھانوی، مولوی، تسہیل المواعظ، جلد دوم، ص ۲۶۹۔۲۶۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
۷۳۔ محمد اطہر القادری، مولانا، الجواھرات عن الزیارات، ص ۳۲۰۔۳۱۹، مکتبہ الرزاقیہ لاہور ۲۰۰۰ھ

۷۴۔ رضاء المصطفیٰ چشتی، مخزن برکات، ص ۱۳۱، لاہور ۱۹۷۸ء
۷۵۔ خلیل احمد رانا، انوار قطب مدینہ، ص ۷۶، مرکزی مجلس لاہور ۱۴۰۸ھ
۷۶۔ غلام سرور لاہوری، مفتی: حدیقۃ الاولیائ، ص ۱۳۹، اسلامک فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۷۶ء
۷۷۔ حفیظ الدین نظر اکبر آبادی: گلستان اولیائ، 215۔ ۲۱۴، انجمن ارباب نظر، حیدر آباد ۱۹۸۵ء
۷۸۔ عبدالعزیز عرفی: عرفان قادر، ص ۲۶۲، مرکزی انجمن سہروردیہ کراچی ۱۹۹۸ء
۷۹۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، نومبر ۱۹۷۵ء، ص ۴۷
۸۰۔ تراب الحق قادری، شاہ، مفتی اعظم ہند، ادارہ اہل سنت کراچی ۱۹۷۹ء، ص ۶۱
۸۱۔ خواجہ محبوب عالم، ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب، ص:۶۶، بزم توکلیہ گوجرانوالہ، بارنہم
۸۲۔ ماہنامہ کنزالایمان لاہور جنوری ۲۰۰۰ ص ۲۳
۸۳۔ ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور مئی ۱۹۸۸ ص ۴۲
۸۴۔ مجلہ معارف رضا کراچی ۱۹۸۳ ص ۲۹۶، حاشیہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کو جب اپنے پیرو مرشد کی ناسازی طبع کا علم ہوا آپ بغرض مزاج پرسی مارہرہ شریف حاضر ہوئے، حضرت آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت سے فرمایا کہ سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امانت میرے پاس ہے جسے اولاد غوث الاعظم میں مولانا سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کو سونپنی ہے اور وہ اس وقت محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے آستانے پر ہیں۔ آپ سے ان کی ملاقات محراب مسجد میں ہوگی۔ چنانچہ امام اہل سنت مرشد کے حکم پر دہلی تشریف لائے اور آستانہ محبوب الٰہی پر حاضری دی، پھر مسجد میں تشریف لائے تو واقعی پیرو مرشد کی نشاندہی کے بموجب اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کو محراب مسجد میں پایا اور فی البدیہہ فرمایا:

اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردہ پروردہ سہ محبوباں

حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمہ نے آپ کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت بخشی اور فرمایا کہ جس کا حق تھا، اس تک یہ امانت پہنچادی اور آپ کو شبیہ غوث الاعظم فرمایا (صابر حسین شاہ بخاری، سید: امام احمد رضا محدث بریلوی اور فخر سادات سید محمد کچھوچھوی، رضا اکیڈمی لاہور ص ۱۲۔ ۱۳)

۸۵۔ فیض احمد فیض، مولانا، مہر منیر، ص ۴۸۱ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور
۸۶۔ روزنامہ امروز لاہور ۹ / مارچ ۱۹۸۶ء
۸۷۔ سلطان احمد فاروقی، مولانا: تذکرۃ اولیائے چشت، ص ۱۷۷، ادارہ قمر الاسلام لاہور
۸۸۔ تذکرہ حضرت میاں میر، محمد دین کلیم، ص ۱۴۷، ضیاء القرآن
۸۹۔ ظہور الحسن شارب، ڈاکٹر، جدید تذکرہ اولیائے پاک و ہند، ص ۳۶۸۔ ۳۶۷، حامد اینڈ کمپنی لاہور
۹۰۔ ولی حسن ٹونکی، مفتی: تذکرہ اولیائے ہند و پاکستان، ص ۱۶۴، محمد سعید اینڈ سنز، کراچی
۹۱۔ محمد زین العابدین، صاحبزادہ، شہباز ولایت، ص ۱۱، السادات اکیڈمی، لاڑکانہ ۱۹۹۸ء
۹۲۔ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ، اخبار الاخیار (مترجم اردو) ص ۴۳۲، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۹۳۔ فضل احمد مونگا: حدیث دلبراں، ص ۵۷۔ ۵۶، مونگا برادران، شرقپور شریف ۱۹۹۷ء
۹۴۔ حسن القادری: فیضان باہو، ص ۱۹۔ ۱۸، ادارہ اسلامیہ سلطانیہ لاہور، ۱۹۸۰ء
حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب وعشق اور مجاہدات کے ذریعہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارواح طیبات سے بلاواسطہ فیضان حاصل کیا جس کا اکثر تذکرہ آپ کے منظوم کلام میں جابجا ملتا ہے۔ (ماہنامہ آئینہ لاہور (نومبر ۱۹۶۷ئ) ص ۳۳
۹۵۔ ماہنامہ فیضان فیصل آباد، ص ۲۸، جون ۱۹۷۹ء
۹۶۔ ظہور الحسن شارب، ڈاکٹر: دلی کے بائیس خواجہ، ص ۲۱۰، حامد اینڈ کمپنی لاہور
۹۷۔ افتخار الحسن، صاحبزادہ سید، مقامات اولیائ، ص ۲۲۴، مکتبہ رشد وہدایت، فیصل آباد
۹۸۔ روزنامہ امروز لاہور ۵ جنوری ۱۹۸۵ء
۹۹۔ روزنامہ امروز لاہور ۸ جولائی ۱۹۸۵ء
۱۰۰۔ پیام شاہجہانپوری: تذکرہ شاہ محمد غوث، ص ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۵ء
۱۰۱۔ شریف احمد شرافت نوشاہی، شریف التواریخ، جلد اول، ص ۲۱۔ ۸۲۰، ادارہ

معارف نوشاہیہ، ساہنپال، گجرات ۱۹۷۹ء
۱۰۲۔ جاوید قاضی، پنجاب کے صوفی دانشور، ص ۲۵۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۹ء
۱۰۳۔ روزنامہ امروز لاہور ۵ جنوری ۱۹۸۵ء
۱۰۴۔ شریف احمد شرافت نوشاہی، شریف التواریخ، جلد اول، ص ۷۸۶، ادارہ معارف نوشاہیہ، ساہنپال، گجرات ۱۹۷۹ء
۱۰۵۔ فیض احمد فیض، علامہ، مہر منیر، ص: ۹۲، گولڑہ شریف، ۲۰۰۹ء
۱۰۶۔ محمد اختر دہلوی، مرزا، تذکرہ اولیائے ہندو پاکستان، جلد سوم، ۳۴۲، ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور ۱۹۵۴ء
۱۰۷۔ ایضاً، جلد اول ص ۱۰۰۔ ۱۰۱
۱۰۸۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ستمبر ۱۹۸۲ئ ص ۲۴
۱۰۹۔ رفعت سعید رانا، والمقصود موجود، ص ۱۰۸۔ ۱۱۰، پاکستان رائٹرز کواپریٹو سوسائٹی، لاہور۔
۱۱۰۔ مراد سہروردی، علامہ، شاہ، سیر الاخبار، ص ۴۳۳، سنی دار الاشاعت، فیصل آباد
۱۱۱۔ ولی اللہ دہلوی، شاہ، انفاس العارفین، (مترجم اردو) ص ۱۰۲، نوری بکڈپو، لاہور
۱۱۲۔ محمد حسن نقشبندی، مولانا، حالات حضرات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۴۰۷، ملک چنن دین تاجر کتب لاہور
۱۱۳۔ ماہنامہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ فروری ۱۹۸۴ء ص ۳۰
۱۱۴۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، جنوری ۱۹۸۰ء حضرت شمس العارفین نمبر ص ۱۰۴
۱۱۵۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی نومبر دسمبر ۱۹۷۵ء ص ۲۹
۱۱۶۔ نذر علی درد کاکوروی، میر، ملفوظات و حالات شاہ فخر دہلوی، ۲۳۔ ۲۲، سلمان اکیڈمی، ۱۹۶۱ء
۱۱۷۔ محمد اختر دہلوی، مرزا، تذکرہ اولیائے ہندو پاکستان، جلد سوم، ۲۔ ۴۰۳، ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور ۱۹۵۴ء
۱۱۸۔ محمد وارث کامل، تذکرہ اولیائے لاہور، ص ۲۶۶، مکتبہ ماحول کراچی ۱۹۶۳ء
۱۱۹۔ محمد لطیف ملک، اولیائے لاہور، ص ۱۹۴، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
۱۲۰۔ محمد عبد الستار مولانا، (مترجم) حیات جاودانی (ترجمہ قلائد الجواہر فی مناقب شیخ

عبدالقادر) ص ۵۶، چٹن دین تاجر کتب لاہور

۱۲۱۔ الطاف حسین سعیدی، ڈاکٹر، افضلیت غوث اعظم، ص ۵۲۔۵۱، دارالفیض گنج بخش لاہور ۱۹۹۹ء

۱۲۲۔ یہ مقالہ ماہنامہ جہانِ رضا لاہور، جنوری فروری ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا۔

۱۲۳۔ یہ مقالہ ماہنامہ جہانِ رضا لاہور، ستمبر اکتوبر ۱۹۹۹ء میں شائع ہونیکے علاوہ شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کی جانب سے بھی کتابچہ کی شکل میں چھپ کر مفت تقسیم کیا گیا۔ (مرتب غفرلہ)

۱۲۴۔ اس مقالہ کو محترم میاں زبیر احمد علوی گنج بخشی قادری ضیائی نے ۱۹۹۹ء لاہور کتابی شکل میں چھاپا، ۲۶۴ صفحات مشتمل اس تحقیقی کتاب کا جواب لکھنے سے مخالفین قاصر ہیں۔ (مرتب غفرلہ)

۱۲۵۔ محمد زاہد الحسینی قاضی، نجات دارین، دارالاشاعت اٹک، ص ۲۲۲، ۱۳۹۸ھ

۱۲۶۔ احمد سعید کاظمی علامہ، وسیلہ قرب الٰہی، ص ۴، مرکزی مجلس رضا بہاولپور ۱۹۸۵ء

۱۲۷۔ الہدیہ ابن شیخ عبد الرحیم، حضرت سیر الاقطاب، ص ۱۶۱، نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۷۹ء

۱۲۸۔ ماٹا میاں قادری شاہ، سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی، ص ۱۳۲، امین برادرس کراچی

۱۲۹۔ محمد مصطفی رضا خان، مفتی اعظم ہند: ملفوظات، حصہ چہارم، ص ۱۳، کامیاب دار التبلیغ، لاہور

۱۳۰۔ فیاض احمد کاوش، پروفیسر: شاہ جیلان پیران پیر کا روحانی فیض، ص ۱۶، مجلس تحفظ ناموس رسالت، پشاور

۱۳۱۔ فیض احمد فیض، مولانا: مہر منیر، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور ص ۴۲

۱۳۲۔ ماہنامہ السعید ملتان جولائی ۲۰۰۰ء ص ۱۵۔۱۴

۱۳۳۔ ماہنامہ جہاں رضا لاہور جنوری فروری ۱۹۹۹ء ص ۴۳۔۴۲

۱۳۴۔ محمد اطہر القادری، مولانا، الجواہرات عن الزیارات، ص ۳۲۷، مکتبہ رزاقیہ، لاہور ۲۰۰۰ء

۱۳۵۔ ایضاً ۳۲۸

۱۳۶۔ ماہنامہ مہر منیر گولڑہ شریف دسمبر ۲۰۰۱ء ص ۴

۱۳۷۔ ماہنامہ السعید ملتان فروری ۱۹۹۸ء امام اہل سنت نمبر ص 115

۱۳۸۔رشید احمد گنگوہی، مولوی، فتاویٰ رشیدیہ،ص ۴۹۶، ایچ ایم سعید کمپنی
کراچی ۱۹۷۳ء
۱۳۹۔محمد عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی: تذکرہ الرشید جلد دوم ص ۴۶۔۲۴۵، مکتبہ مدنیہ
لاہور ۱۴۰۶ء
۱۴۰۔مہر علی شاہ گولڑوی، پیر: ملفوظات مہریہ، ص ۱۰۴، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ
لاہور ص ۴۳
۱۴۱۔فیض احمد فیض، مولانا: مہر منیر، ص ۰۶۔۳۰۵، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور
۱۴۲۔ماہنامہ جہان رضا لاہور جنوری فروری ۱۹۹۹ء ص ۴۳ حاشیہ
۱۴۳۔باغ علی نسیم میاں، سیدنا غوث اعظم، ص ۵۱، دار الفیض گنج بخش لاہور ۲۰۰۱ء
۱۴۴۔عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: اخبار الاخیار (مترجم) ص ۴۴۳، مدینہ پبلشنگ کمپنی
کراچی۔
۱۴۵۔محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی، خلاصہ مکتوبات امام ربانی، جلد سوم مکتوب ۱۲۳،
ص ۳۴۔۱۳۳، مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۷۶ء
۱۴۶۔ماہنامہ جہان رضا لاہور جنوری فروری ۱۹۹۹ء ص ۴۷
۱۴۷۔الہدیہ ابن شیخ عبدالرحیم، حضرت سیر الاقطاب، ص ۱۶۲، نفیس اکیڈمی
کراچی ۱۹۷۹ء
۱۴۸۔ محمد اطہر القادری، مولانا، الجواہرات عن الزیارات، ص ۳۲۶، مکتبہ رزاقیہ،
لاہور ۲۰۰۰ء
۱۴۹۔فیض احمد فیض، مولانا: مہر منیر، ص ۱۴۱، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور
۱۵۰۔مغفور القادری، پیر سید، عباد الرحمن، ص ۱۶۰، کنول آرٹ پریس لاہور ۱۹۶۹ء
۱۵۱۔احمد رضا خان فاضل بریلوی، امام: فتاویٰ کرامات غوثیہ، ص ۲۳،
دار الفیض گنج بخش لاہور ۱۹۹۵ء
۱۵۲۔محمد مصطفی رضا خان، مفتی اعظم ہند: ملفوظات، حصہ دوم، ص ۱۳،
کامیاب دار التبلیغ، لاہور
۱۵۳۔صابر حسین شاہ بخاری، سید: امام احمد رضا محدث بریلوی اور فخر سادات سید محمد
کچھوچھوی، رضا اکیڈمی لاہور ص ۲۶
۱۵۴۔الطاف حسین سعیدی، ڈاکٹر، افضلیت غوث اعظم، ص ۳۶، دار الفیض گنج
بخش

لاہور ۱۹۹۹ء
۱۵۵۔ محمد عارف اللہ خان قادری، علامہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۱۶،
مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۴۰۱ھ
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی کہتے ہیں:
"بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی، ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں، انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔" (اشرف علی تھانوی، مولوی، الافاضات الیومیہ جلد نہم، ص ۱۰۰، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ۱۴۰۶ھ)
۱۵۶۔ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: اخبار الاخیار (مترجم) ص ۰۹۔۳۰۸، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔
۱۵۷۔ محمد نور بخش، علامہ: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۲۸۷، نوری بک ڈپو
لاہور۔ ۱۹۷۶ء
۱۵۸۔ اسرار الحسنین: برصغیر میں سلسلہ قادریہ فاضلیہ کا ارتقائ، ص ۷۔۶،
شعبہ نشر و اشاعت دربار قادریہ فاضلیہ لاہور
۱۵۹۔ فیض احمد فیض، مولانا، مہر منیر، گولڑہ شریف، ۲۰۰۹ء ص: ۱۱۲۔ ۱۱۳
۱۶۰۔ ماہنامہ آئینہ لاہور مارچ ۱۹۶۷ء ص ۳۵
۱۶۱۔ ماہنامہ السعید ملتان اگست ۱۹۹۷ء ص ۲۶
۱۶۲۔ ارشد القادری، علامہ: دعوت انصاف، ص ۴۰۔۳۹، ادارہ معارف نعمانیہ
لاہور ۱۹۹۳ء
۱۶۳۔ پیام شاہجہان پوری: تذکرہ شاہ محمد غوث ، ص ۳۶، ملک اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۵ء
۱۶۴۔ احمد سرہندی، شیخ مجدد الف ثانی: مبدأ و معاد، ص ۵۔۴، سنی لٹریری سوسائٹی
لاہور ۱۹۹۶ء
۱۶۵۔ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: اخبار الاخیار (مترجم) ص ۴۳۹، مدینہ پبلشنگ کمپنی
کراچی۔
۱۶۶۔ فیاض احمد کاوش، پروفیسر: شاہ جیلان پیران پیر کا روحانی فیض، ص ۱۳۔۱۲،

مجلس تحفظ ناموس رسالت، پشاور
۱۶۷۔فیض احمد فیض، مولانا، مہر منیر، ص ۳۰۶، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور
۱۶۸۔احمد رضا خان بریلوی، امام: فتاویٰ افریقہ، ص ۱۱۶، مدینہ پبلشنگ کمپنی
کراچی ۔۱۹۸۱ء
۱۶۹۔شریف احمد شرافت نوشاہی، شریف التواریخ، جلد اول، ص ۵۶،
ادارہ معارف نوشاہیہ، ساہنپال، گجرات ۱۹۷۹ء
۱۷۰۔ الطاف حسین سعیدی، ڈاکٹر، افضلیت غوث اعظم، ص ۷۷، دار الفیض گنج بخش
لاہور ۱۹۹۹ء
۱۷۱۔جمیل احمد شرقپوری، میاں: مسلک مجدد، ص ۲۳، انجمن حزب الرسول، دار المبلغین، شرقپور
۱۷۲۔عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: اخبار الاخیار (مترجم) ص ۲۶، مدینہ پبلشنگ کمپنی
کراچی۔
۱۷۳۔ایضاً ص ۲۹۷
۱۷۴۔الہدیہ ابن شیخ عبدالرحیم، حضرت سیر الاقطاب، ص ۱۵۷، نفیس اکیڈمی
کراچی ۱۹۷۹ء
۱۷۵۔محمد دین کلیم قادری: تذکرہ مشائخ قادریہ، ص ۲۱، مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۷۵ء
۱۷۶۔محمد زاہد الحسینی قاضی، نجات دارین، ص ۲۳۴، دار الارشاد، اٹک ۱۳۹۸ھ
۱۷۷۔شریف احمد شرافت نوشاہی، شریف التواریخ، جلد اول، ص ۳۹۔۱۳۸
ادارہ معارف نوشاہیہ، ساہنپال، گجرات ۱۹۷۹ء
۱۷۸۔ امام اعظم ابو حنیفہ : مفتی محمد امین، مکتبہ سلطانیہ، محمد پورہ ، فیصل آباد ص: ۵۸۔۵۹
بحوالہ خزینہ کرم، ص ۱۷۰
۱۷۹۔فیاض احمد کاوش، پروفیسر: شاہ جیلان پیران پیر کا روحانی فیض، ص ۱۵،
مجلس تحفظ ناموس رسالت، پشاور
۱۸۰۔عبدالعزیز عرفی: عرفان قادر، ص ۹۵۔ ۱۹۴، مرکزی انجمن سہروردیہ
کراچی ۱۹۹۸ء
۱۸۱۔شریف احمد شرافت نوشاہی، شریف التواریخ، جلد اول، ص ۳۹۔۱۳۸

ادارہ معارف نوشاہیہ، ساہنپال، گجرات ۱۹۷۹ء
۱۸۲۔ محمد اقبال: کمالات حسن، ص ۳۰، حاشیہ، مطبوعہ فیصل آباد ۱۴۰۵ھ
۱۸۳۔ محمد قاسم نانوتوی، مولوی، قصائد قاسمی، ص ۳۹، مکتبہ قاسمیہ، راج گڑھ، لاہور
۱۸۴۔ اشرف علی تھانوی، ہفت اختر ص ۱۵۶، مکتبہ تھانوی کراچی
۱۸۴۔(ا) اشرف علی تھانوی، مولوی، الافاضات الیومیہ جلد اول، ص ۲۴۳،
ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ۱۹۸۴ء
۱۸۵۔ مظہر حسین، قاضی: میاں طفیل محمد کی دعوت اتحاد کا جائزہ، ص ۸۰،
تحریک خدام اہل سنت، چکوال
۱۸۶۔ امداد اللہ مہاجر مکی، حاجی: شمائم امدادیہ، ص ۴۳۔ ۶۲، فاروقی کتب خانہ،
ملتان ۱۴۰۵ھ
۱۸۷۔ عبدالعزیز محدث دہلوی، شیخ: تفسیر عزیزی، پارہ عم، ص ۳۸۱،
ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی۔ کراچی
۱۸۸۔ ہفت روزہ دعوت لاہور ۸ فروری ۱۹۶۳ئ ص ۲
۱۸۹۔ محمد ریاست علی قادری، سید: امام احمد رضا کے نثری شہ پارے، ص ۶۷۔ ۶۸،
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۱۹۸۴ء
۱۹۰۔ ماہنامہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۳ ص ۷، ۱۱
۱۹۱۔ محمد مصطفی رضا خان، مفتی اعظم ہند: ملفوظات، حصہ اول، ص ۱۱۵،
کامیاب دار التبلیغ، لاہور
۱۹۲۔ اس واقعہ کو حضرت خواجہ غلام محی الدین نقشبندی قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی نظم میں بیان فرمایا ہے، اسے پیش کرتے وقت مصنف نے جن تشبیہات و استعارات کو پیش کیا، اس میں اساتذہ کی سی پختگی چمکتی ہے۔ (اقبال احمد فاروقی، علامہ: تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، ص ۱۴۱، مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۷۵ء
۱۹۳۔ شریف احمد شرافت نوشاہی، شریف التواریخ، جلد اول، ص ۶۷۸،
ادارہ معارف نوشاہیہ، ساہنپال، گجرات ۱۹۷۹ء
۱۹۴۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اکتوبر ۱۹۸۱ء شیخ الاسلام نمبر ص ۱۹۵
۱۹۵۔ محمد فاروق القادری، سید: فاضل بریلوی اور امور بدعت، ص ۷۷، رضا پبلی کیشنز
لاہور ۲۰۰۰ء

۱۹۶۔ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ فروری ۱۹۷۴ء ص ۱۶
۱۹۷۔نذیر حسین فریدی، سائیں: ذکر جمال شاہ، ص ۵۷۔۵۶، مکتبہ چشتیہ فریدیہ گیمبر اوکاڑہ چھاؤنی، ۱۹۹۷ء
۱۹۸۔ رشید احمد گنگوہی، مولوی، فتاوی رشیدیہ، ص ۳۴۰، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۹۷۳ء
۱۹۹۔ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں اپریل ۱۹۶۹ء ص ۱۸
۲۰۰۔امداد اللہ مہاجر مکی، حاجی، فیصلہ: ہفت مسئلہ، ص ۱۵، انجمن امانت الاسلام کراچی
۲۰۱۔محمد ابراہیم صوفی: خزینہ معرفت، مکتبہ نور اسلام شرقپور ص ۲۹۔۳۲۸
۲۰۲۔محمد حسن نقشبندی، مولانا، حالات حضرات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۲۸، ملک چنن دین تاجر کتب لاہور
۲۰۳۔ایضاً ص ۲۲۔۴۲۱
۲۰۴۔بشیر احمد سیالوی، نائب اعلیٰ حضرت، ص ۳۶، رضوی کتب خانہ، فیصل آباد،
۲۰۵۔ماہنامہ السعید ملتان اگست ۱۹۹۹ء ص ۴۹
۲۰۶۔محمد مصطفی رِضا خان، مفتی اعظم ہند: ملفوظات، حصہ سوم، ص ۶۱، کامیاب دار التبلیغ، لاہور
۲۰۷۔ فیض احمد فیض، مولانا، مہر منیر، ص ۴۲۱ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور
۲۰۸۔ایضاً ص ۲۲۔۴۲۱
۲۰۹۔محمد عبد الحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۱۳۱، مکتبہ قادریہ، لاہور
۲۱۰۔سعد اللہ ممتاز: قصے اللہ والوں کے، ص ۱۵۸، یوسف پبلشرز راولپنڈی ۱۹۸۰ء
۲۱۱۔فضل احمد مونگا: حدیث دلبراں، ص ۲۷۱، مونگا برادران شرقپور شریف ۱۹۹۷ء
۲۱۲۔وارثی میرٹھی، صوفی: جدید قصص الاولیائ، ص ۱۴۲، جہانگیر بکڈپو لاہور
۲۱۳۔سہروری، مراد شاہ: سیر الاخیار، سنی دار الاشاعت، فیصل آباد، ص ۲۶۶
۲۱۴۔احمد رِضا بریلوی، امام: برکات الامداد، ص ۲۱، از ہر بکڈپو، کراچی
۲۱۵۔سہروری، مراد شاہ: سیر الاخیار، سنی دار الاشاعت، فیصل آباد، ص ۱۶۸
۲۱۶۔الہدیہ ابن شیخ عبد الرحیم، حضرت سیر الاقطاب، ص ۱۶۶، نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۷۹ء
۲۱۷۔مہر منیر، ص ۴۲

۲۱۸۔عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: اشعۃ اللمعات (مترجم اردو) ص ۱۱۳،
فرید بک سٹال، لاہور ۱۹۹۸ء
۲۱۹۔افضلیت غوث اعظم، ص ۹۸
۲۲۰۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں کہ اور اولیاء اللہ سے ایسی نہیں ہوئیں، اس کا سبب یہ ہے کہ آپ کو عروج نہایت درجہ کا ہے اور نزول لطیفہ روح تک ہوا ہے، جو عالم اسباب سے بالا تر ہے۔ (محمد ہدایت علی نقشبندی: خلاصہ مکتوبات امام مجدد الف ثانی، ص ۱۴۷ مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۷۶ئ)
۲۲۱۔محمد فیض احمد اویسی، مولانا: پیر، پیغمبر اور چھے ستمبر، ص ۱۴، بزم رضویہ، لاہور ۱۹۹۹ء
۲۲۲۔ماہنامہ فیضان فیصل آباد، اگست ۱۹۷۸ئ، ص ۲۸
۲۲۳۔ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، اپریل ۱۹۵۸ئ، ص ۵۷۔۵۶
۲۲۴۔ایضاً: ص ۵۸۔۵۷
۲۲۵۔احوال و آثار حضرت غوث الاعظم، ص ۲۲۔۲۱
۲۲۶۔کتابی سلسلہ فکر و فن جہلم اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص ۳۷
۲۲۷۔الجواہرات عن الزیارات، ص ۱۰۷
۲۲۸۔محمد اشفاق چغتائی: جمال فقر، ص ۳۸، ضیاء القرآن اکیڈمی میانوالی
۲۲۹۔پندرہ روزہ ندائے اہل سنت لاہور ۱۶۔۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء
۲۳۰۔حسن علی شاہ گیلانی: نور خوارق حیدری، ص ۲۷، شائع کردہ مصنف
۲۳۱۔جدید تذکرہ اولیائے پاک و ہند، ص ۳۶۴
۲۳۲۔ماہنامہ مہر منیر گولڑہ شریف دسمبر ۲۰۰۱ء ص ۲۸
۲۳۳۔ماہنامہ السعید ملتان اپریل ۲۰۰۱ء ص ۲۸
۲۳۴۔تذکرہ اولیائے چشت، ص ۲۳۹
۲۳۵۔ماہنامہ ندائے اہل سنت، اپریل ۱۹۹۵ئ، ص ۳۳
۲۳۶۔ماہنامہ الجامعہ، جامعہ محمدی شریف، جھنگ نومبر دسمبر ۱۹۸۳ء ص ۴۷
۲۳۷۔بعض لوگ نادانستہ طور پر کوئی غلطی کرنے کے مرتکب ہو جاتے ہیں لیکن پتا چل جانے پر توبہ کر لیتے ہیں۔ مثلاً جناب فاضل عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شعر کے وزن پر شبہ کیا تو اس کے تمام علوم

مسلوب ہوئے لیکن بعد میں اس فاسد خیال سے رجوع کرلیا اور نہ صرف ان کی سابقہ حالت بحال ہوئی بلکہ معلومات میں پہلے سے زیادہ ترقی ہوئی۔ (ماہنامہ السعید ملتان اگست ۱۹۹۷ء ص ۲۶) اس قسم کے خوش نصیب افراد اپنی عاقبت خراب کرنے سے بچ جاتے ہیں۔ (مرتب غفرلہ)

۲۳۸۔ روزنامہ جنگ لاہور ۲۵ر فروری ۱۹۸۷ء

۲۳۹۔ الف: ہفت روزہ الاسلام لاہور ۱۳ مارچ ۱۹۸۷ء

ب۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ جولائی ۱۹۸۷ء ص ۲

۲۴۰۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ جولائی ۱۹۸۷ء ص ۳

۲۴۱۔ شبیر احمد بخاری، سید، انوار محی الدین، مکتبہ حضوریہ، دھولر، کمالیہ، ص ۱۲۶

۲۴۲۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی، جولائی ۱۹۷۷ء، ص ۴۷

۲۴۳۔ ایضاً۔ ص ۳۵

۲۴۴۔ شریف احمد شرافت نوشاہی، شریف التواریخ، جلد اول، ص ۱۰۱۸، ادارہ معارف نوشاہیہ، ساہنپال، گجرات ۱۹۷۹ء

۲۴۵۔ ہفت روزہ افق کراچی، ۲۷ اگست تا ۹ ستمبر ۱۹۷۹ء ص ۷

۲۴۶۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۷ء ص ۳۸۔۳۷

۲۴۷۔ فیض احمد فیض، مولانا، مہر منیر، ص ۵۶۔۵۵، گولڑہ شریف

۲۴۸۔ نجات دارین: ص ۱۳۶

۲۴۹۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ دسمبر ۲۰۰۱ء ص ۱۲

۲۵۰۔ الف: انوار قطب مدینہ: ص ۱۷۔۲۱۶

ب: راز الہ آبادی، حضور مفتی اعظم ہند کی کرامات، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۴۴

۲۵۱۔ ماہنامہ مہر منیر گولڑہ شریف دسمبر ۲۰۰۱ء ص ۷۔۶

۲۵۲۔ جدید تذکرہ علمائے پاک و ہند، ص ۲۸۳

۲۵۳۔ اخبار الاخیار: ص ۳۵۔۴۳۴

۲۵۴۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ جولائی ۱۹۷۳ء ص ۱۸۔۱۷

۲۵۵۔ السفینۃ القادریۃ، ص ۹۲، طبعۃ خامسۃ ۲۰۰۵ئ۔ دار الفکر، بیروت

۲۵۶۔ روزنامہ جنگ، لاہور، ۲۷ر مارچ ۲۰۱۰ء

۲۵۷۔ اخبار الاخیار، ص ۶۱۴

۲۵۸۔ شریف التواریخ، جلد اول ص ۲۰۔۱۰۱۹

۲۵۹۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، جنوری ۱۹۸۶ئ ص ۴۳
۲۶۰۔ غلام دستگیر نامی، بزرگان لاہور، ص ۵۲، ۱۹۸۱ء
۲۶۱۔ مہر منیر، ص ۵۹۱
۲۶۲۔ ماہنامہ مہر منیر گولڑہ شریف دسمبر ۲۰۰۱ ص ۳۹
۲۶۳۔ محمد حلیم: مجدد اعظم، ص ۵۴، شعاع ادب لاہور
۲۶۴۔ جدید تذکرہ علمائے پاک و ہند، ص ۲۶۸
۲۶۵۔ ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی، ۱۴ تا ۲۰ جون ۱۹۸۲ء ص ۱۴
۲۶۶۔ انوار اصفیائ، ص ۴۵۶
۲۶۷۔ مدینۃ الاولیائ، ص ۱۶۴
۲۶۸۔ ہفت روزہ الہام بہاولپور ۲۱ فروری ۱۹۷۵ء مشائخ نمبر
۲۶۹۔ محمد صابر نسیم بستوی، مولانا: امام احمد رضا بریلوی، ص ۱۳۵، مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۷۶ء
۲۷۰۔ انفاس العارفین، ص ۷۸۔۷۷
۲۷۱۔ مجلہ روحانی محفل گوجرہ جنوری ۱۹۸۵ء ص ۲۶
۲۷۲۔ بزرگان لاہور، ص ۱۲۸
۲۷۳۔ حضرت امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو بزرگ بغداد شریف اور مزار اقدس (حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زیارت نہ کرے تو اس کی ولایت سلب کر لی جاتی ہے۔ (محمد عبدالمجید صدیقی، ایڈووکیٹ: زیارت نبی بحالت بیداری، ص ۷۴، مرحبا پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۸۳ئ)
۲۷۴۔ ماہنامہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ مئی ۱۹۸۱ئ ص ۳
۲۷۵۔ بشارت بیگ، مرزا: سفرنامہ محمودی، ص ۱۲، مکتبہ جدید پریس، لاہور
۲۷۶۔ خبرنامہ خلافت اسلامیہ پاکستان لاہور، یکم تا ۱۵ / اکتوبر ۱۹۸۰ء ص ۴
۲۷۷۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، اکتوبر ۱۹۸۱ء شیخ الاسلام نمبر ص ۱۰۸۔۰۹
۲۷۸۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۳۵۰
۲۷۹۔ عبدالعزیز عرفی: عرفان قادر، ص ۸۵۔۲۸۴
۲۸۰۔ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۵ / فروری ۱۹۸۹ء
۲۸۱۔ ماہنامہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ اکتوبر ۱۹۸۲ئ ص ۱۲
۲۸۲۔ ماہنامہ عرفات لاہور، جولائی ۱۹۸۲ء ص ۱۸

۲۸۳۔ سیدنا غوث اعظم، ص ۸۳
۲۸۴۔ محمد لطیف ملک: اولیائے لاہور، سنگ پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۴۷
۲۸۵۔ حفیظ الدین نظر: گلستان اولیاء: ص ۱۷۱۔ ۱۷۰، انجمن ارباب نظر حیدر آباد ۱۹۸۵ء
۲۸۶۔ مدینۃ الاولیاء: ص ۵۷۱۔ ۵۷۰
۲۸۷۔ ہفت روزہ افق کراچی، ۹/ اپریل تا ۱۹۸۰، ص ۱۰
۲۸۸۔ قصے اللہ والوں کے: ص ۱۸۶
۲۸۹۔ انفاس العارفین، ص ۷۰۔ ۶۹
۲۹۰۔ محمد عارف اللہ قادری: شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ص ۔۔ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۴۰۱ھ
۲۹۱۔ مجدد الف ثانی، ص ۷
۲۹۲۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۲۰۴
۲۹۳۔ انفاش العارفین، ص ۵۳۔ ۵۲
۲۹۴۔ بزرگان لاہور، ص ۴۷۔ ۴۶
۲۹۵۔ شاہکار میگزین لاہور جون ۲۰۰۱ء کشمیر نمبر ۵۰
۲۹۶۔ ماہنامہ کنز الایمان لاہور جنوری ۲۰۰۱ء حکیم محمد موسیٰ امرتسری نمبر ص ۹۸
۲۹۷۔ ماہنامہ القول السدید لاہور جولائی ۱۹۹۵ء ص ۴۸
۲۹۸۔ ہفت روزہ الہام بہاولپور ۲۸ ستمبر ۱۹۸۴ء، ص ۲
۲۹۹۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۵۱۴
۳۰۰۔ حیات مغفور، ص ۱۵
۳۰۱۔ ایضاً: ص ۵۳
۳۰۲۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی نومبر دسمبر ۱۹۷۵ء ص ۲۸
۳۰۳۔ ملفوظات، ص ۱۷
۳۰۴۔ ایضاً، حصہ دوم، ص ۳۴
۳۰۵۔ انوار رضا، شرکت حنفیہ لمیٹڈ لاہور ۱۳۹۷ھ، ص ۱۹۴
۳۰۶۔ ماہنامہ کنز الایمان، اپریل مئی ۲۰۰۰ئ ص ۳۶۔ ۳۵
۳۰۷۔ برکات الامداد: ۲۰۔ ۱۹
۳۰۸۔ انوار رضا، ص ۳۲۵

۳۰۹۔امام احمد رِضا بریلوی، امام: عرفان شریعت، ص ۴۰، نذیر سنز پبلشرز، لاہور
۳۱۰۔ملفوظات: حصہ چہارم، ص ۳۴
۳۱۱۔فتاویٰ افریقہ، ص ۶۲۔۶۱
۳۱۲۔غلام دستگیر نامی، سوانح حضرت میاں میر، ص ۱۵، ادارہ معارف نعمانیہ لاہور ۱۹۹۳ء
۳۱۳۔ملفوظات وحالات شاہ فخر دہلوی، سلمان اکیڈمی ۱۹۶۱ء ص ۱۷۲
۳۱۴۔پندرہ روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۷ رمارچ ۱۹۶۴ء ص ۱۲
۳۱۵۔ماہنامہ السعید ملتان، جولائی ۱۹۹۵ء ص ۴۶
۳۱۶۔عرفان قادر، ص ۴۱۔۳۴۰
۳۱۷۔ایضاً: ص ۲۶۔۳۲۵
۳۱۸۔ایضاً: ۴۸۔۳۴۷
۳۱۹۔احترام سادات اور امام احمد رِضا محدث بریلوی، ص ۵۷
۳۲۰۔ایضاً: ص ۵۷۔۵۶
۳۲۱۔ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ص ۱۷
۳۲۲۔احترام سادات اور امام احمد رِضا محدث بریلوی اور فخر سادات سید محمد کچھوچھوی ص ۱۴
۳۲۳۔ایضاً
۳۲۴۔ ہفت روزہ الہام بہاولپور ۲ فروری ۱۹۷۵ئ، مشائخ نمبر ۲۱
۳۲۵۔یادرفتگاں، ص ۲۸۰
۳۲۶۔ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۱۴ رمئی ۱۹۷۱ء ص ۵
۳۲۷۔ماہنامہ عرفات لاہور مارچ ۱۹۸۰ء ص ۲۱
۳۲۸۔ماہنامہ القول السدید لاہور اگست ۱۹۹۳ء ص ۲۰۔۱۹
۳۲۹۔ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں جولائی ۱۹۵۲ء، ص ۲۷
۳۳۰۔ تذکرہ مظہر مسعود، ص ۴۸۹
۳۳۱۔ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں فروری ۱۹۵۴ء، ص ۳۷۔۳۶
۳۳۲۔سیر الاخیار، ص ۱۶۷
۳۳۳۔ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، جنوری ۱۹۸۷ء ص ۱۰
۳۳۴۔نور خوارق حیدری، ص ۴۵۔۲۴۴

۳۳۵۔ ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور دسمبر ۱۹۷۶ء سید مودودی نمبر، ص ۹۰
۳۳۶۔ ماہنامہ بینات کراچی، اختلاف امت اور صراط مستقیم، طبع دوم، ص ۱۹۸
۳۳۷۔ تذکرہ مظہر مسعود، ص ۴۸۸
۳۳۸۔ فیصلہ ہفت مسئلہ: ص ۱۲
۳۳۹۔ شمائم امدادیہ، ص ۶۸
۳۴۰۔ امداد المشتاق، ص ۹۲
۳۴۱۔ نجم الدین اصلاحی، مولوی: مکتوبات شیخ الاسلام، حصہ اول، ص ۳۰۱،
مکتبہ دینیہ دیوبند۔
۳۴۲۔ ماہنامہ فیضان فیصل آباد، ستمبر اکتوبر ۱۹۷۸ء سنی کانفرنس نمبر، ص ۳۹
۳۴۳۔ ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور، جمادی الاول، جمادی الاخری ۱۴۰۲ھ، ص ۶۱
۳۴۴۔ ہفت روزہ ضرب اسلام کراچی ۸ رمئی ۲۰۰۲ء ص ۲
۳۴۵۔ ماہنامہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ، جنوری ۱۹۸۷ء ص ۱۰
۳۴۶۔ انوار اصفیاء، ص ۶۰۷ پر گولڑہ شریف میں منعقد ہونے والے عرس غوث اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر ذکر موجود ہے۔ (مرتب غفرلہ)
۳۴۷۔ حضرت غلام محی الدین گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے اہتمام سے گیارہویں
شریف کا اہتمام کرتے تھے۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور نومبر ۱۹۷۴ء، ص ۶۷)
۳۴۸۔ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۳ دسمبر ۱۹۸۵ء
۳۴۹۔ محمد صادق قصوری، امیر ملت اور ان کے خلفاء، ص ۱۲۵، مکتبہ نعمانیہ
سیالکوٹ ۱۹۸۳ء
۳۵۰۔ حدیث دلبراں، ص ۲۷۱
۳۵۱۔ ایضاً: ص ۶۵
۳۵۲۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور جنوری ۱۹۸۰ئ، حضرت شمس العارفین نمبر ۱۷۹
۳۵۳۔ محمد عبد الغنی، ریاض الفضائل، ص ۲۳۴، جماعت سالکین نیازیہ، کراچی
۳۵۴۔ اخلاق احمد میاں، تذکرہ حضرت سید میر جان کابلی، میاں بدر اخلاق لاہور
۱۹۸۸ئ، ص ۹۸۔۹۹
۳۵۵۔ رئیس احمد جعفری، بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد، ص ۱۴۲، کتاب منزل لاہور
۳۵۶۔ اخبار الاخیار، ص ۴۹۸
۳۵۷۔ محمد سلیم جمالی: ظہور جمال، ص ۳۵، جمال لائبریری

۳۵۸۔یسین اختر مصباحی، امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات، ص ۸۳۔ ۳۸۲،
ادارہ تصنیف المجمع الاسلامی، مبارکپور 1985
۳۵۹۔ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ستمبر۔۔۔ص ۳۰
۳۶۰۔ماہنامہ السعید ملتان جنوری 1999ئ، امام اہل سنت نمبر، ص ۰۷۔۱۰۶
۳۶۱۔ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اکتوبر۔۔۔۔شیخ الاسلام نمبر م ص ۸۸
۳۶۲۔گل حسن قادری، مولانا، تذکرہ غوثیہ، ص ۲۸۳، ملک سراج الدین اینڈ سنز
لاہور ۱۹۵۶ء
۳۶۳۔سیر الاخیار: ص ۳۷۳
۳۶۴۔شاہکار میگزین انسائیکلو پیڈیا، تحریک پاکستان لاہور، مئی ۲۰۰۱ء
علامہ محمد اسد نمبر، ص ۴۹
۳۶۵۔ماہنامہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ، اپریل ۱۹۸۲ ص ۲۶
۳۶۶۔ماہنامہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ، فروری ۱۹۸۱ ص ۵
۳۶۷۔ہفت روزہ ندائے اہل سنت لاہور، یکم تا ۱۵ ستمبر ۱۹۹۱ء، ص ۶
۳۶۸۔ماہنامہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ، جولائی ۱۹۸۰ ص ۲۷
۳۶۹۔ماہنامہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ، اگست ۲۰۰۰ئ، ص ۸

شیئاً للہ

دستگیری کا طلب گار ہوں شیئاً للہ
میر بغداد! میں لاچار ہوں شیئاً للہ
حال دل شرم سے اب تک نہ کہا تھا لیکن
آج میں بر سرِ اظہار ہوں شیئاً للہ

کرم خاص کے لائق تو نہیں ہوں، پھر بھی
آپ کا غاشیہ بردار ہوں شیئاً للہ
آپ ہی سنیے کہ اب اور کہوں میں کس سے
بستہ دامنِ سرکار ہوں، شیئاً للہ
جلوۂ پاک نظر آئے تو بر آئے مراد
تشنۂ شربت دیدار ہوں شیئاً للہ
غوث اعظم سے جو مانگو گے ملے گا حسرتؔ
بس کہو، حاضر دربار ہوں، شیئاً للہ

حسرتؔ موہانی☆

☆مجاہد تحریک آزادی پاکستان رئیس الاحرار مولانا سید فضل الحسن قادری رزاقی

فہرست

۷۲

مزید برآں ملت مصطفویہ میں بالعموم اور اس زمانے میں بالخصوص ان دو بزرگان یعنی سیدنا علی و سیدنا عبدالقادر جیلانی سے بڑھ کر اور کوئی بزرگ خرق عادات و کرامات کے ضمن میں مشہور نہیں ہے اور یہ امر اس بات کا مقتضی ہے کہ سالک جب عالم غیب کی طرف توجہ کرے تو اسے ان ہر دو بزرگان سے کسی نہ کسی صورت میں متشکل دیکھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کرمانوالے قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مولوی عبداللہ اہلحدیث سکنہ اوڈاں والا نزد ماموں کانجن حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب اس نے وہاں اتباع سنت دیکھی (ہر کام سنت کے مطابق ہوتا تھا) تو وہ بڑا خوش ہوا لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہاں لکھا ہوا تھا:

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

تو وہ سیخ پا ہو گیا اور ناراضی کا اظہار کیا۔ اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحمل سے کام لیا۔ اور جب اسے رخصت کرنے لگے تو آپ اس کے ساتھ باہر تک گئے۔ وہاں اس مولوی اہلحدیث کے پاس کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا۔

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

وہ مولوی کیا دیکھتا ہے کہ فوراً ایک بزرگ نورانی چہرہ ظاہر ہو گئے اور رعب اتنا تھا کہ مولوی صاحب ان کے جلال کی تاب نہ لا سکے اور اس مولوی صاحب کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔

اس پر اعلیٰ حضرت شرقپوری نے فرمایا:

" مولوی جی! یہی ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی جنہیں ہم پکارتے ہیں۔ دیکھو! ہماری عرض پر مدد کے لیے پہنچ گئے۔ یہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور اسی لیے ہم ان کو پکارا کرتے ہیں۔"

مولوی عبداللہ اپنے باطل عقیدہ پر نادم ہوئے۔

امام اعظم ابو حنیفہ : مفتی محمد امین، مکتبہ سلطانیہ، محمد پورہ ، فیصل آباد ص: ۵۸۔۵۹

بحوالہ خزینہ کرم، ص ۱۷۰